قیامت کی علامات پر مُدلّل تحریر

علاماتِ قیامت



تالیف:

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

قیامت کی علامات پر مُدلّل تحریر

علاماتِ قیامت

تالیف
ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)
نزد قبرستان پکی (کوٹلی) ڈسکہ روڈ سیالکوٹ

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

111534

نام کتاب	———	علاماتِ قیامت
مصنف	———	ابوزین مولانا محمد اقبال قادری
تاریخ اشاعت	———	مارچ ۲۰۱۳ء
صفحات	———	۴۶۴
کمپوزنگ	———	کاشف عباس
تعداد	———	۶۰۰
قیمت	———	-/300 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

اظہارِ تشکر

میں ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب میں
میری معاونت فرمائی میری مراد استاذی المکرّم شیخ الحدیث
حضرت علامہ مولانا حافظ غلام حیدر خادمی مدظلہ

و

محترم ومکرم جناب محمد اکبر قادری

و

محترم ومکرم جناب محمد یونس مغل علیہ الرحمۃ

العبد المذنب

محمد اقبال عطاری

فہرست

تقریظ

حضرت علامہ مولانا محمد احمد سعیدی ملتانی

خطیب: مرکزی جامع مسجد مدینہ‘ وحدت کالونی نزد چوک رشید آباد عید گاہ روڈ‘ ملتان

اللہ تعالیٰ کا کروڑہا شکر جس نے ساری کائنات کو تخلیق فرمایا اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور مولانا محمد اقبال عطاری کو کتب لکھنے کا ملکہ عطا فرمایا۔ میں نے مولانا موصوف کی دیگر کتب بھی دیکھیں اور یہ کتاب ”علاماتِ قیامت“ بھی‘ ان کا مطالعہ کر کے دل کو تسکین ملتی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں‘ مثلاً ایک تو ان کی تمام کتب عقائد اہل سنت کی نمائندگی کرنے والی ہوتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ تخریج شدہ ہوتی ہیں‘ تیسرا یہ کہ باحوالہ ہوتی ہیں۔ چوتھا یہ کہ عام فہم ہوتی ہیں۔

بہرحال ان کی تمام کتب قابلِ مطالعہ ہیں۔ اللہ عزوجل مولانا موصوف کے علم وعمل اور سوز و گداز میں برکتیں عطا فرمائے۔

العبد المذنب

قاری محمد احمد سعیدی

خطیب: مرکزی جامع مسجد مدینہ

عید گاہ روڈ‘ ملتان

تقریظ

حضرت علامہ مولانا حافظ قاری حیدر محمد اسماعیل حقی

فاضل: جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ، خطیب: جامع مسجد سردار ڈسکہ

عزیزم محترم فاضل نوجوان علامہ محمد اقبال عطاری ماشاء اللہ گوناگوں علمی و عملی خوبیوں سے مالا مال، وسیع المطالعہ ایک معتبر عالمِ دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زورِ زبان کے ساتھ ساتھ ان کے قلم میں بھی زور عطا فرمایا ہے۔

ازاں جملہ ایک خوبصورت علمی و تحقیقی کتاب ''علاماتِ قیامت'' ہے جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں مولانا موصوف کو مبارک باد دیتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور ان کو مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکپائے اہل علم وعرفاں
حافظ حیدر محمد اسماعیل حقی
خطیب: جامع مسجد سردار ڈسکہ

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد سراج احمد سعیدی قادری
خطیب: مرکزی جامع مسجد طیبہ اوچ شریف، ضلع بہاولپور

چشمۂ صدارت وبصیرت اربابِ فکر ونظر نورِ ایمان سے منور کرنے والی ہستی عشقِ خدا سے بھرپور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور قابلِ عزت، قابلِ رشک بیٹے مولانا محمد اقبال عطاری حفظہ اللہ نے یہ کتاب ''علاماتِ قیامت'' تحریر کرکے موجودہ دور کے فتنوں سے انسانوں کو آگاہ فرمایا ہے۔ اس کتاب کو تمام لوگوں کو چاہئے کہ اس کتاب کو خرید کر پڑھیں اور اپنی آخرت کو سنواریں۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اس میں برکتیں عطا فرمائے۔

العبد المذنب
قاری محمد سراج احمد سعیدی
خطیب: مرکزی جامع مسجد طیبہ
اوچ شریف، ضلع بہاولپور

تقریظ

مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا حافظ نصر اللہ مدنی آسوی

امام: مرکزی جامع مسجد ابوحنیفہ' مرے کالج روڈ' سیالکوٹ

خادم: شیرانِ اسلام پاکستان' مدرس: جامعہ حنفیہ دودروازہ' سیالکوٹ

اسلام دین کامل ہے کہ اس کی تعلیمات فرد سے معاشرے تک' بدن سے روح تک تدبیر منزل سے سیاست مدن تک' راعی سے رعایا تک مرد سے عورت تک' ابتدائے حیات سے اختتام حیات تک' انسانی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جس کے ضوابط الہامی تعلیمات کے سایوں میں ترتیب نہ پائے ہوں۔ یہ ہمہ گیریت صرف اور صرف اسلام کا امتیاز ہے۔ اسی تعلیمات کو اجاگر کیا ہے۔ مولانا محمد اقبال عطاری کو اللہ تعالیٰ مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

فقط

حافظ نصر اللہ مدنی

مدرس: جامعہ حنفیہ دودروازہ

سیالکوٹ

تقریظ

حضرت علامہ مولانا قاری محمد ناظم کیلانی

خطیب: جامع مسجد نور، گرڈ اسٹیشن، بجلی گھر، تحصیل وضلع حافظ آباد

میں نے مولانا محمد اقبال عطاری کی کتاب ''علاماتِ قیامت'' کے علاوہ دیگر کئی کتب کا مطالعہ کیا اور بڑا متاثر ہوا کہ اتنا شاندار لٹریچر جو مولانا موصوف عوامِ اہلِ سنت تک پہنچا رہے ہیں۔ یہ نہ صرف ان کے لئے بلکہ عام عوام الناس کے لئے بے حد مفید ہے اور میری عرضی ہے۔ تمام عوام الناس سے لے کر ان جیسے مخلص اور باعمل عالمِ دین کی تحریر شدہ کتب کو پڑھیں۔ دوسروں کو پڑھنے کی دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ ان جیسے لوگوں کو عمرِ خضر عطا فرمائے۔ آمین۔

عاجز

قاری محمد ناظم کیلانی

خطیب: جامع مسجد نور، گرڈ اسٹیشن، بجلی گھر

تحصیل وضلع حافظ آباد

تقریظ

خطیب پاکستان مقرر شعلہ بیان، حضرت علامہ مولانا قاری شوکت علی مکھڈوی

امام وخطیب جامعہ مسجد عمر فاروق، مغل پورہ، سیالکوٹ

فاضل نوجوان حضرت علامہ مولانا محمد اقبال عطاری صاحب یوں تو دیگر کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مخلوقِ خدا اِن کی کتابوں سے استفادہ حاصل کر رہی ہے، مگر زیرِ نظر کتاب ''علاماتِ قیامت'' بھی ایک منفرد کاوش ہے۔ جس میں علامہ موصوف نے خوفِ خدا کو بڑے عمدہ پیرائے میں بیان کیا۔ عقیدہ بعثت بعد الموت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ ایک دن تمام انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اور وہ انسانوں سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔

قرآن حکیم نے اس کے علم کو پوشیدہ رکھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی علامات کو بیان فرمایا ہے۔ جس کو علامہ موصوف نے بڑے عمدہ انداز میں زیرِ قلم کیا ہے۔

حضرت علامہ موصوف بڑے ملنسار اور بااخلاق شخصیت کے مالک ہیں۔ حضرت علامہ محمد اقبال عطاری مدظلہ قابلِ مبارکباد ہیں۔ حق تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور کتاب ھذا کو مقبول عام بنائے۔ (آمین)

دعا گو

قاری شوکت علی مکھڈوی

امام وخطیب جامعہ مسجد عمر فاروقؓ مغل پورہ، سیالکوٹ

عرضِ مؤلف

ہم کیا ہیں جو کام ہم سے ہوگا
جو ہوا کرم سے تیرے جو ہوگا کرم سے تیرے

اس عزوجل کا کروڑہا شکر جس نے مجھ جیسے ناکارہ خلائق کو قلم کی قوت سے نوازا۔ یہ سب اللہ عزوجل کا فضل وکرم اور حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کا فیض اور میرے امیر اہل سنت، شیخ طریقت، پیارے مرشد، عاشق حرمین شریفین، عاشق مدینہ، حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کی خصوصی شفقت اور میرے والدین مرحومین کی دعاؤں کا ثمر ہے۔

آخر میں، میں اپنے تمام محبین، معاونین کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں جو دن رات میرے لئے دعاگو ہیں۔ میری مراد:

حضرت علامہ مولانا حافظ نصر اللہ مدنی۔
حضرت علامہ مولانا مولانا شوکت مکھڈوی
حضرت علامہ مولانا مفتی سراج احمد سعیدی
حضرت علامہ مولانا حیدر محمد اسماعیل حقی
حضرت علامہ مولانا محمد احمد سعیدی آف ملتان
حضرت علامہ مولانا ناظم کیلانی آف حافظ آباد
حضرت علامہ مولانا علی اصغر نوشاہی
حضرت علامہ مولانا افضل قادری

حضرت علامہ مولانا قاری احمد یار
حضرت علامہ مولانا یٰسین عطاری
حضرت علامہ مولانا الفت رضا عطاری
حضرت مولانا حافظ عبدالقدیر عطاری
حضرت مولانا صوفی اصغر سیفی
جناب حیدر علی قادری
حضرت مولانا علی رضا قادری
حضرت مولانا ذیشان عطاری
حضرت مولانا سعید نیازی
حضرت مولانا وقاص سیفی عطاری
ان کے علاوہ میرے بڑے مہربان
جناب چوہدری شفیق نمبردار، جناب چوہدری خالد محمود گھمن (اینٹی کرپشن)
جناب چوہدری افتخار گھمن جناب میاں محمد بوٹا (صدر انجمن آرائیں)
جناب چوہدری حاجی ارشاد گھمن جناب چوہدری عبدالرحمٰن چدھڑ
جناب عباس مغل وشہباز مغل جناب چوہدری مشتاق باجوہ
جناب چوہدری راشد ممبر جناب چوہدری شمس لطیف (چیئرمین زکوٰۃ کمیٹی)
جناب میاں شہزاد آف اٹلی جناب آصف عطاری
جناب بلال عطاری آف ساؤتھ افریقہ جناب چوہدری اویس گھمن
جناب چوہدری سکندر گھمن جناب عاشق حسین
جناب افضال قادری جناب چوہدری فہد امجد گھمن
جناب چوہدری ناصر محمود (کونسلر) جناب چوہدری سعید کاہلوں (کیبل والے)
جناب حاجی محمد یٰسین شاہ جناب باؤ ارسلان

جناب عامر (پرنٹنگ ویلیج والے) جناب نوید عطاری (ڈیڈن سپورٹس والے)

جناب غلام یٰسین عطاری (سندھوانڈسٹری والے)

جناب بھائی شبیر عطاری (کھوہ پلی والے)

اور خاص الخاص میرے تمام اساتذہ کرام اور قابلِ صد احترام قبلہ استاذی واستاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری غلام حیدر خادمی مدظلہ العالیٰ شیخ الحدیث جامعہ نعمانیہ رضویہ' سیالکوٹ اور قابل صد احترام جناب محمد اکبر قادری (مالک اکبر بک سیلرز' لاہور) جن کی فرمائش پر یہ کتاب ''علاماتِ قیامت'' تحریر کی۔

اللہ عزوجل مذکورہ تمام احباب کے علم' عمر اور عمل میں دن پچیسویں اور رات چھبیسویں ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین

الاحقر العباد سگ عطار

ابوزین محمد اقبال عطاری

فاضل: جامعہ نعمانیہ رضویہ' سیالکوٹ

خطیب: مرکز دارالاحسان بھیلومہار' سیالکوٹ

بانی: اصلاح انسانیت پکی کوٹلی

شیخ الجامعہ: جامعہ صفیہ عطاریہ پکی کوٹلی' سیالکوٹ

(۱) وصالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے گی تو تم اپنے حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ کی مصیبت کو یاد کیا کرو کیونکہ یہ تمام مصائب سے عظیم تر ہے۔

(رواہ ابن سعد)

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور جانِ کائنات فخر موجودات صاحب معجزات نے فرمایا کہ جسے میرے بعد کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنے دل کو میری مصیبت سے تسلی دے کیونکہ میرے کسی اُمتی کو کوئی مصیبت پہنچے گی تو وہ میری مصیبت سے بڑھ کر نہ ہوگی۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

۳۔ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور سیّد دو عالم فخر بنی آدم مکی مدنی سرکار کے وصالِ شریف کا ذکر کرکے فرمایا کہ ہائے وہ عظیم مصیبت کہ اس کے بعد ہمیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ آسان محسوس ہوئی جب حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزولِ سکینہ آمنہ کے لال کے وصال شریف کی مصیبت کو ہم یاد کرتے ہیں۔ (رواہ البیہقی)

فائدہ:

حدیث صحیح میں ہے کہ ہم نے ابھی حضور سرورِ کون ومکاں سیّد انس وجان کے روضہ اطہر کی مٹی سے ہاتھ بھی صاف نہیں کئے تھے کہ ہمارے قلوب میں اُجنبیت محسوس ہونے لگی۔

توضیح:

یعنی وصال شریف کے بعد نئے فتنے اور نئے انداز شروع ہو گئے جن سے قلوب میں انقباض محسوس ہوتا تھا۔ (عطاری غفرلہ)

اضافہ عطاری غفرلہ:

حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار کا دنیا سے رخصت ہونا واقعی ایک عظیم آزمائش ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ (معاذ اللہ) آپ مر کر مٹی ہو گئے (جیسا کہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے) بلکہ اہل حق کا عقیدہ ہے انبیاء کو بھی اجل آنی ہے۔

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ اُن کا
جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پر رکھ دیں وہ بھی
رُوح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
ان کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حیّ ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

اس میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عقیدۂ حیات الانبیاء کے ساتھ دلائل بھی قائم فرمائے ہیں۔ صرف اس غزل کے لئے شرح حدائق بخشش کا مطالعہ فرمائیے۔ (عطاری غفرلہ)

احادیث مبارکہ:

فقیر تبرکاً چند احادیث ''حیوۃ الانبیاء'' عرض کرتا ہے۔

۱- **عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مررت بموسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمی وھو قائم یصلی فی قبری** (رواہ مسلم)

حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں کثیب احمر کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبرانور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ المتوفی ۱۰۵۲ھ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

وازیں جا معلوم می شود کہ حیات انبیاء حیات حسی دنیاوی است نہ بمجرد بقاء ارواح۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۴۸)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہا السلام کی حیات دینوی اور حسی حیات ہے صرف روح کے باقی رہنے کا نام نہیں۔ یہی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروی خلاف نیست حیات جسمانی و دنیاوی حقیقی۔ (اشعۃ للمعات جلد ۱ص ۵۷)

انبیاء کرام کی حیات پر سب کا اتفاق ہے کسی ایک شخص کا بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے اور یہ حیات جسمانی دنیاوی حقیقی ہے۔

۲- **انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لأبی الدرداء ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق**

(ابن ماجہ نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)

حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ

ہیں۔انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔امام زرقانی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۲۲ھ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ رواہ ابن ماجۃ برجال ثقاۃ عن ابی درداء مرفوعاً ابن مجہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع ایسے راویوں سے بیان کی ہے جو سارے کے سارے ثقہ ہیں۔

۳- **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون** (مسند ابویعلی موصلی جلد۴ صفحہ ۱۴۷)

حضور سرور کائنات فخر موجودات نے ارشاد فرمایا سارے نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

فائدہ:

اس حدیث کے متعلق محدثین کی آراء ملاحظہ فرمائیے۔

۱- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں۔

ابویعلی بنقل ثقات از روایت انس ابن مالک آردہ (مدارج النبوت جلد۲ صفحہ ۴۴۷)

''یعنی ابویعلی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ثقہ راویوں کی حدیث بیان فرمائی۔''

۲- علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ المتوفی ۸۰۷ھ فرماتے ہیں۔

رواہ ابویعلی والبزار رجال ابی یعلی ثقات (مجمع الزوائد جلد۸ صفحہ ۲۱۷)

''اس حدیث کو ابویعلی نے روایت کیا ہے اور یعلی کے سارے راوی ثقہ ہیں۔''

۳- علامہ سمہودی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کو ابویعلی نے ثقہ راویوں سے روایت فرمایا ہے۔''

۴- حضرت علامہ جلاالدین سیوطی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے یں۔

''یہ صحیح ہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں۔نمازیں بھی ادا فرماتے ہیں۔قاضی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ نے اسی حدیث کے

متعلق لکھا ہے۔

وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاھم فی قبوی ھم یصلون ۔ (نیل الاوطار جلد۳ صفحہ۲۸۲)

"یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں بھی ادا فرماتے ہیں۔"

۵۔ غیر مقلد نواب صدیق حسن خان بھوپالی التوفی ۱۳۰۸ھ میں لکھتا ہے۔

انہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حی فی قبر بعد موتہ کما فی قبوی ھم یصلون ۔

"بے شک حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزولِ سکینہ اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔"

(2) امیر المومنین سیّدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس فتنہ کے بارے میں پوچھا جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا۔ عرض کی یا امیر المومنین حضور جانِ کائنات فخر موجودات آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار نے پوچھا کہ وہ دروازہ کھلے گا یا توڑا جائے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی بہتر تھا کہ **ذاك امری ان لا یغلق** تالا نہ لگایا جاتا۔ (رواہ البخاری)

فائدہ:

اسی میں ہے کہ دروازے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں۔

۲۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو

گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہیں لے جانے کا اشارہ فرمایا تو عرض کی اے فتنہ کے قفل! میرا ہاتھ چھوڑ دیئے (رواہ الطبرانی بسند رجالہ ثقات)

۳- اسی روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں کوئی فتنہ نہ پہنچے گا جب تک یہ تمہارے درمیان ہیں اور اشارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف فرمایا۔ (رواہ الطبرانی)

۴- حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرمایا عرض کی کہ ایک دن ہم حضور شہنشاہِ مدینہ سرور قلب وسینہ آمنہ کے لال کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کا وہاں سے گزر ہوا تو حضور پرنور شافع محشر آقائے مدینہ نے فرمایا ''ہذا غلق الفتنہ'' یہ فتنے کے (دروازہ کا) قفل ہیں یعنی جب تک یہ تمہارے درمیان زندہ رہیں گے تمہارے اور فتنہ کے درمیان شدید بند دروازے کی مانند رہیں گے۔ (رواہ البزاز)

۵- حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ مکرمہ بی بی اُمّ کلثوم بنت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو بی بی صاحبہ رو رہی تھیں۔ آپ نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ: اس یہودی یعنی حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ آپ ابواب جہنم کا ایک باب ہیں۔

وضاحت:

بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کو یہودی غصہ سے کہا ورنہ وہ یہود کے بڑے علماء میں سے تھے لیکن اب تو اسلام قبول کر چکے تھے لیکن بی بی صاحبہ نے یہ الفاظ غصہ سے فرمائے یہ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہ کے اپنے شوہر گرامی سے محبت کی علامت ہے جیسا کہ ماہرین نفسیات جانتے ہیں۔ یاد رہے کہ شیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سیّدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح کے منکر ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ پٹی ذاکرین اور جاہل واعظین نے پڑھائی ہے ورنہ ان کے اہل علم اور مجتہدین کو

اس میں اختلاف نہیں۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ ''**قطف الثمر فی نکاح ام کلثوم بعمر**'' لکھا ہے اس میں فقیر نے کتب شیعہ سے متعدد حوالہ جات سے نکاح ثابت کیا ہے (**الحمد للہ علی ذالك عطاری غفرلہ**)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا ماشاء اللہ (وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا) اس کے بعد آپ باہر نکلے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کے قول کے متعلق دریافت فرمایا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے امیر المومنین! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! آپ ماہِ ذوالحجہ کے اختتام پر پہلے ہی) (وفات پا جائیں گے اور) جنت میں داخل ہوں گے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے۔ کبھی جنت میں اور کبھی آگ میں؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ہم نے اپنی کتابوں میں آپ کے متعلق یہ لکھا دیکھا ہے کہ عمر جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکتے رہیں گے جب آپ کا وصال ہو جائے گا پھر وہ لوگ جہنم میں جا گریں گے۔ (رواہ الخطیب فی الرواۃ عن مالک)

۶- حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ کون ہے؟ فرمایا ہاں انہیں ایسا (یقینی) علم تھا کہ جیسے ہم سب کو علم ہے کہ کل دن کے بعد رات ہوگی اور میں بھی جو حدیث آپ حضرات کو بیان کر رہا ہوں (یہ مغالطے نہیں) بلکہ یقینی روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ہم ڈرتے تھے کہ عمر سے اس بارے میں دریافت کریں ہم نے حضرت مسروق سے گزارش کی تو انہوں نے پوچھا؟ تو فرمایا (کس نے مسروق یا حذیفہ نے؟) دروازہ کون ہے؟ فرمایا (کس نے حضرت مسروق نے یا حضرت عمر نے) دروازہ عمر ہے۔

تشبیہ کا سبب:

ان احادیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار نے

حضرت رضی اللہ عنہ کی مدت زندگی کو مضبوط قلعہ سے تشبیہ دی ہے کہ اس میں اہل اسلام سکون سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو اسی قلعہ کے دروازے سے تشبیہ دی ہے۔ حدیث شریف میں اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ان کی وفات طبعی موت سے ہوگی یا شہید کئے جائیں گے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لائق ہے وہ دروازہ مغلق (بند) نہ ہو کیونکہ جب دروازہ موجود ہو تو کھلنے کے بعد پھر بند ہونے کا احتمال ہے۔ باخلاف اس کے کہ اسے توڑا جائے کیونکہ دروازہ جب ٹوٹ گیا پھر اسے قفل (یعنی تالے) سے بند کرنے کا سوال کیسا۔

ازالہ اشکال:

یہ دروازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات کے سوا کسی اور کا ہونا ضروری ہے کیونکہ دروازہ دشمن کو قلعہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی فتنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ظاہر نہیں ہوا کیونکہ آپ کا وجود فتنہ کے ظہور سے مانع تھا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ حیات میں ہی فتنہ نے سر اٹھایا تھا اور اسی فتنہ میں ہی آپ شہید ہوئے اگر دروازے سے حضرت عثمان مراد ہوتے تو وہ فتنہ ان کی زندگی میں ظاہر نہ ہوتا۔ ہماری تقریر سے علامہ زرکشی رحمتہ اللہ علیہ کے اس اشتباہ کا ازالہ ہوا کہ آپ نے فرمایا: واقعتاً فتنے کا وجود گواہی دیتا ہے کہ اولی یہ ہے کہ فتنے کا دروازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوں کیونکہ فتنے کا وجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا موجب بنا کیونکہ آپ کی شہادت کلمہ (اسلام) میں افتراک کا سبب بنی۔

جواب: اس وہم کے دور ہونے کی وجہ ظاہر ہے اور افتراک کا سبب جیسا کہ:

شہادت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ:

ابن شہاب سے ابن سعد نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم تھا کہ کوئی غیر مسلم نوجوان مدینہ میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

(کوفہ کے حاکم) نے آپ کو خط لکھا کہ کوفہ میں ایک نوجوان (غیر مسلم) بہت بڑا کاریگر ہے۔ آپ اجازت دیں وہ مدینہ پاک میں رہ کر اپنی کاریگری کے جوہر دکھلائے اس کی کاریگری کی کئی قسمیں ہیں اس سے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ وہ لوہے کا کام خوب جانتا ہے، نقاش ہے، تعمیرات کا بڑا ماہر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے اعلیٰ کاریگر (غیر مسلم) کو مدینہ پاک میں اقامت کی اجازت دے دی اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ اس کاریگر کو بھیج دو۔

تعارف غیر مسلم نوجوان کا:

وہ نوجوان کافر مجوسی تھا اسے ابولؤلو کہتے تھے۔ بہت بڑا خبیث آدمی تھا، جب کسی چھوٹے بچے کو دیکھتا تو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر روتا اور کہتا کہ اہل عرب نے میرا جگر چھپا لیا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس سے ہر ماہ ایک سو درہم ایک روایت میں ایک سو بیس درہم اور بعض روایت میں چار درہم روزانہ لیا کرتے۔

شہادت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سبب:

ایک دن یہ نوجوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے مالک کی شکایت کی کہ وہ مجھ سے زیادہ خراج وصول کرتا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کون کون سے کام کا ماہر ہے؟ اس نے اپنی بہت سی کاریگریوں کے نام بتائے آپ نے فرمایا: تیری کمائی کے مقابلے میں یہ محصول اتنا زیادہ نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ نوجوان ناراض ہو کر بڑبڑاتا ہوا لوٹا۔

ایک روایت میں ہے آپ نے اس سے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ نوجوان نے عرض کی چکیاں بناتا ہوں باقی کاریگریاں نہ بتائیں۔ آپ نے فرمایا اس پر کتنی لاگت آتی ہے۔ اس نے لاگت بتائی۔ آپ نے فرمایا کتنے دام میں اسے بیچتے ہو؟ اس نے وہ بھی بتایا آپ نے فرمایا تیرا آقا تجھ سے اتنا زیادہ محصول وصول نہیں فرما رہا جس سے تجھ پر بوجھ ہو (بلکہ یہ تیری کاریگری کے مقابلے میں معمولی محصول ہے) لہٰذا جاؤ جو کچھ تجھ سے

تیرا مالک مانگتا ہے اسے ادا کرو جب لوٹنے لگا تو اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک چکی مجھے بھی بنا دو۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے پوچھا، ''کیا یہ سچ نہیں کہ تو کہتا ہے کہ میں ایسی چکی بنا سکتا ہوں' جو ہوا سے چل سکے۔'' یہ سن کر نوجوان نے غصہ کے انداز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اس وقت آپ کے پاس ایک جماعت بیٹھی تھی پھر غصہ کے لہجہ میں کہا میں آپ کے لئے ایسی چکی بناؤں گا جس کا ہر شخص چرچا کرے گا، پھر جب وہ نوجوان چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے جو آپ کے پاس بیٹھی تھی اور فرمایا کہ اس غلام نے مجھے بھی دھمکی دی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نوجوان نے کہا ہاں جناب کے لئے ایسی چکی بناؤں گا جس کی شہرت شہر میں چار دانگ ہوگی (وہ چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت سے فرمایا جو آپ کے پاس بیٹھی تھی کہ ابھی اس غلام نے مجھے دھمکی دی ہے) روایت میں ہے اس نے کہا جناب کے لئے ایسی چکی تیار کروں گا جس کی شہر شہر میں شہرت ہوگی یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ چوکنہ ہوئے اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے پاس بیٹھے تھے ان سے فرمایا آپ نے اس کی بات سے کیا سوچا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین! اس نے آپ کو دھمکی دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ میں نے بھی بھانپ لیا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا، اس کا ارادہ بد ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ وادیٔ محصب میں پہنچ کر آرام کرنے کے لئے چادر سرہانہ بنا کر لیٹ گئے۔ اس وقت چاند کی چاندنی جوبن پر تھی۔ آپ کو بھلی لگی کہ چاند کیسے خوب چمک رہا ہے۔ آپ نے دعا کی اے اللہ تعالیٰ! میری رعایا بڑھ گئی ہر علاقے میں مسلمان پھیل گئے۔ اب مجھے اپنے پاس بیچارگی اور بے کاری کی حالت سے پہلے بلا لے پھر حج کی فراغت کے بعد آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب اور اس کی تعبیر

واپسی پر آپ نے خواب دیکھا کہ سرخ مرغ نے آپ کی ناف اور سینہ کے درمیان دو یا تین ٹانگیں ماری ہیں۔ بی بی اَسماء بنت عمیس ام عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو تعبیر کی ماہرہ تھیں) نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دو کہ آپ کو ایک عجمی آدمی شہید کرے گا۔

شہادت کے لئے قاتل کی کارروائی:

حضرت ابورافع سے مروی ہے کہ ابولؤلوۃ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا وہ چکیاں بناتا تھا۔ آپ اس سے اس کا محصول صرف چار درہم روزانہ لیتے تھے ایک دن یہی ابولؤلوۃ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے امیر المومنین! مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سے زیادہ محصول کرتے ہیں۔ آپ اسے فرمایئے کہ وہ اس میں مجھے رعایت دے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا خوف کر اپنے مالک کو وہ ہی ادا کر جو وہ مانگتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیت یہ تھی کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملیں گے تو وہ ان سے بات کریں گے تو وہ اس سے تخفیف کر دیں گے۔ (رواہ ابو یعلی وابن حبان والحاکم والبیہقی)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام کے بارے میں حضرت مغیرہ سے بات کی اور اس کے لئے خیر و بھلائی کی وصیت بھی فرمائی لیکن نوجوان کو معلوم نہ ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غصہ کر کے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انصاف سوائے میرے دنیا بھر کے لئے ہے۔ اس پر اس نے آپ کی شہادت کا منصوبہ دل میں بنایا۔ واپس جاتے ہی اس نے ایک خنجر تیار کیا جس کی دو دھاریں تھیں۔ اسے تیز کر کے زہر سے بجھایا۔ یہ خنجر تیار کر کے وہ ''ہرمزان'' (یہ ایک شخص کا نام ہے) کے پاس آیا اور کہا کیسا ہے یہ خنجر اس نے کہا خوب ہے تو نے اس سے جس پر بھی

وار کیا کامیاب رہا اسے قتل کر کے چھوڑا۔

شہادت کا واقعہ:

ابولؤلؤۃ تیار ہو کر صبح کی نماز کے وقت مسجد نبوی میں آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ صبح کی نماز کے لئے لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے درّہ لے کر نکلتے تھے کہ جب اقامت ہوتی تو فرماتے ''اقیموا صفوفکم'' اپنی صفیں سیدھی کر لو۔ آپ حسب عادت صفیں سیدھی کرا رہے تھے ابولؤلؤۃ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پہلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے تکبیر اولیٰ کہی تو ابولؤلؤۃ نے آپ کو خنجر کے تین وار کئے۔

(۱) کاندھے پر (۲) کمر پر (۳) ناف کے نیچے پہلو کے درمیان

اس پر باریک جھلی پھٹ گئی اور آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔ اس سے لوگوں میں چیخ و پکار کا شور برپا ہوا۔ اس نے تیرہ (۱۳) افراد کو زخمی کیا جن میں سے سات (۷) شہید ہو گئے۔ ایک نمازی نے ابولؤلؤۃ کے سر پر برنس (بڑی ٹوپی) پھینکی پھر اسے اپنی گرفت میں کر لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابولؤلؤۃ نے دو دھاری خنجر کو تیار کیا اسے گھر کے کونہ میں سحر سے پہلے چھپا رکھا تھا۔ وہ اسی طرح چھپا رہا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز کے لئے بیدار کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلے جب آپ ابولؤلؤۃ کے قریب پہنچے تو اس نے آپ پر حملہ کر دیا اور تین وار کئے۔ ان میں سے ایک ناف کے نیچے تھا۔ پھر اہل مسجد پر حملہ کیا سوائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گیارہ آدمیوں پر وار کیا پھر اپنے خنجر سے خودکشی کر لی۔

ایک روایت میں ہے کہ ابولؤلؤۃ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تو پھر اس نے دیکھا کہ اسے لوگوں نے گھیر لیا تو خودکشی کر لی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہو وہ نماز پڑھائیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ خون بہہ گیا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ صبح تک آپ

کی یہی کیفیت رہی۔ افاقہ ہوا تو لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کیا نماز ہوگئی؟ عرض کی گئی ہاں۔

آپ نے فرمایا اس کا اسلام (کامل) نہیں جس نے نماز ترک کی۔ پھر آپ نے وضو کا پانی منگوایا وضو کر کے نماز ادا فرمائی اور فرمایا مجھے کس نے قتل کیا۔ عرض کی گئی ابولؤلوۃ نے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا قاتل وہ نہیں جو مجھ پر قیامت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سجدہ کی وجہ سے حجت کرے، جو اس نے کیا، عربی کوئی ایسا نہیں جو مجھے قتل کرتا کیونکہ میں ان سے اسلام کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے پینے کے لئے نبیذ منگوایا اور پیا تو وہ آپ کے زخم سے نکل گیا۔ بعض نے کہا نبیذ نکلا بعض نے کہا خون نکلا، پھر آپ نے دودھ منگوا کر پیا تو وہ بھی آپ کے زخم سے باہر نکل گیا۔

مجلس شوریٰ برائے خلافت:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ میرا وصال ہو جائے گا تو آپ نے خلافت کے بارے میں چھ بزرگوں کی مجلس مشاورت قائم فرمائی۔ وہ چھ حضرات یہ ہیں۔

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

(۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کا مشیر بنایا لیکن وہ مستقل طور پر شوریٰ کے ممبر نہ تھے پھر تین دن کی مہلت دی اور آپ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ پھر فرمایا:

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

(۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

کو بلاؤ اور آپ نے انہیں وصیت فرمائی پھر جب آپ کے پاس موجود لوگ چلے گئے تو فرمایا کہ اگر حضرت اصلح (گنجا آپ بال خوب منڈوا دیتے، یہ پیار سے فرمایا) یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیں تو وہ انہیں سیدھے راستے پر چلائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی اے امیر المومنین! تو آپ کو کس چیز نے روکا ہے؟ یعنی آپ انہیں منتخب کر کے خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔ فرمایا میں اس بار خلافت کو زندگی میں اور بعد از وصال اٹھانا ناپسند سمجھتا ہوں۔

(رواہ ابن سعد وابی الحارث وابونعیم فی ''الحلیہ'' واللا کائی فی ''السنۃ'')

حضرت علی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عقیدت کا اظہار

حضرت ابوعوفی بن حکیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس روز میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضری کا پختہ ارادہ کر کے ان کے دروازے پر پہنچا میری طرح دوسرے لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے باہر آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے پس تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور آتے ہی سر مبارک جھکایا پھر سر اٹھا کر فرمایا ''للہ در باکیۃ عمر'' عمر رضی اللہ عنہ کے رونے والیوں کے لئے انعام ہو۔ اور کہا

''واعمرہ مات نقی الثوب بریا من العیب واعمراہ صدقت اصاب واللہ ابن الخطاب خیرھا ونصبی من شرھا ذھب با السنۃ وأبقی الفتنۃ دانقتہ''

ہائے عمر ٹیڑھوں کو سیدھا کرنے، مضبوط کرنے والے اچھوں، ہائے عمر پاک صاف کپڑوں والے ہر عیب سے پاک، ہائے عمر سنت لے گئے اور فتنہ چھوڑ گئے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھلائی کو پایا اور شر سے نجات حاصل کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: میں اس قوم (صحابہ) میں تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے تھے۔ آپ کو تختہ پر رکھا گیا۔ میں نے ایک شخص کو اپنے پیچھے دیکھا جس نے اپنی کہنیاں میرے کاندھوں پر رکھ کر دعا مانگی ''اے عمر! اللہ آپ پر رحمت فرمائے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں دوستوں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی رفاقت نصیب فرمائے گا کیونکہ میں بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن چکا ہوں۔ آپ فرمایا کرتے تھے ''کنت ابوبکر وعمر'' میں ہوں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ)

وانطلقت وابوبکر وعمر

میں اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہ) چلے۔

مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ (رواہ البخاری)

فائدہ:

اور روایت بخاری میں ہے کہ حضرت ابن ابی فلکیات رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ صحابہ کرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تختہ پر لٹا کر کفناتے تھے۔ ان کے جنازہ اٹھانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھتے اور دعائیں مانگتے رہے اور میں بھی انہی میں سے تھا ان سے مجھے کوئی خوف نہ ہوا۔ انہی میں ایک فرد کے جس نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا مانگ رہے تھے اور کہتے تھے آپ نے میرے لئے اپنے بعد محبوب تر کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جو اعمال

صالح میں آپ جیسا ہو با خدا مجھے یقین ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ کر دے گا اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہا سنتا تھا کہ آپ نے فرمایا ذھبت انا وابوبکر وعمر میں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ گئے اور ''دخلت انا وابوبکر وعمر'' میں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے خرجت انا وابوبکر وعمر میں اور ابوبکر عمر رضی اللہ عنہ باہر نکلے۔

وضاحت

ان روایات سے ثابت ہوا کہ حضور جانِ کائنات فخر موجودات صاحب موجودات اور شیخین رضی اللہ عنہ کی کتنی یگانگت اور یکجہتی تھی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس یگانگت اور یکجہتی کے نہ صرف قائل تھے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھرپور محبت بھی کرتے تھے۔

وصالِ عمر ایک حادثہ عظیم تھا:

حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی شرح بخاری میں ہے کہ ''ان الشمس کسنت یوم مات عمر رضی اللّٰہ عنہ وان الارض اظلمتہ فعجل الصبی یقول لا ماہ یااماہ اقا القیامہ'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس دن وفات پائی تو سورج گرہن ہوا اور زمین پر تاریکی چھا گئی اور ہر بچہ اپنی ماں سے کہتا کہ قیامت آ گئی ماں جواب دیتی ہے ''لا یابنی ولکن قتل عمر رضی اللہ عنہ'' نہیں بیٹے قیامت تو قائم نہیں ہوئی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

جنات کا نوحہ:

آپ کے وصال سے تین دن پہلے یہ اشعار پڑھے۔

أبعد قتيل بالمدينة أظلمت

لہ الارض تهتز العضاة بأسوق

کیا مدینہ پاک میں شہید کی شہادت کے بعد زمین پر تاریکی چھا گئی اور درخت پنڈلیوں سمیت لرزتے ہیں۔

جز اللہ خیرا من امام وبارکت
ید اللہ فی ذاك الأدیم المفرق

اللہ تعالیٰ ہمارے امام (عمر رضی اللہ عنہ) کو جزا دے اور اس بکھری ہوئی ادھوری زمین پر قدرت ایزدی کی برکتیں ہوں۔

فمن یسع أو یرکب جناحی نعامة
لیدرك ما قدمت بالأمس یسبق

تو کے وسعت وطاقت ہے یا شتر مرغ پر سواری کر کے اسے حاصل کر کے اسے حاصل کر سکیں جو کل گزرا ہوا اور سبقت کر گیا۔

قضیت أمور ثم غادرت بعدها
بوائق فی اکما مها لم تفتق

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے امور پورے ہو چکے۔ اس کے بعد مصائب اپنے ہاتھ پھیلا کر آئے جن سے چھٹکارا اور نجات نہیں ہو سکتی۔

وما کنت أخشی أن یکون وماته
بکف سبنتی أزرق العین مطرق

مجھے تو اس کا گمان تک نہ تھا کہ ان کی (عمر رضی اللہ عنہ) ایک دلیر نیلگو آنکھوں والے رات کو اچانک آنے والے کے ہاتھوں موت واقع ہوگئی۔

یوم وصال سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو ان کے جنازے کو لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک پر آئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسلام وعلیکم کہہ کر حجرہ پاک میں دفنانے کے لئے

اجازت طلب کی۔ ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا بے شک انہیں میرے حجرہ میں دفن کردو۔ پھر انہیں اپنے دونوں رفیقوں کے ساتھ دفنایا گیا۔

مجلس شوریٰ کی تفصیل:

حضرت عمر کے دفنانے کے بعد مجلس کے اراکین ایک جگہ جمع ہوئے اور مندرجہ ذیل گفتگو فرمائی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاملہ خلافت کسی تینوں کے سپرد کردو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں خلافت کا معاملہ حضرت علی کے سپرد کرتا ہوں، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ خلافت کا معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں، حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا، تم دونوں میں کون ہے جو اس سے بیزار ہے تم میں سے جو بھی چاہے ہم اسی کو خلیفہ مقرر کردیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اسی پر راضی ہے اور اسلام کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ ان میں سے فی نفسہ جو بھی افضل ہو وہی اس کا مستحق ہے۔ شیخین (یعنی حضرت علی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اس بارے میں خاموش رہے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ حضرات اس معاملہ کو میری رائے پر چھوڑنے کو تیار ہیں، باخدا میں تمہارے سب سے افضل کو سپرد کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت زبیر اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں منظور ہے۔ ان دونوں شیخین میں سے ایک یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کا اعلان کر کے فرمایا آپ کو حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزول سکینہ آمنہ کے لال سے رشتہ داری بھی ہے اور اسلام لانے میں بھی آپ سب سے مقدم ہیں اگر آپ کو امیر مقرر کروں تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم تم عدل وانصاف سے کام لوگے اور اگر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کروں تو تم کو ماننا پڑے گا اور ان کی اطاعت کرنی ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے انہیں بھی وہی کہا جو مذکور ہوا۔ جب بھی عہد و پیمان مستحکم ہوگیا تو کہا: اے عثمان! ہاتھ لایئے حضرت

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔اس کے بعد حضرت علی نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔اس کے بعد اہل دار نے بیعت کی۔

فائدہ:

طبرانی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس مسئلے میں تمام صحابہ اور تمام اہل مدینہ بزرگ شخصیات کے پاس فرداً فرداً تشریف لے گئے۔ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ نکلا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول نہ کیا پھر حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے اہل مدینہ سے پوچھا ہے سب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول کیا ہے۔

وضاحت

اس جملہ بیان سے واضح ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت حق اور با اجماع صحابہ ہے۔یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اس اجماع میں شریک ہیں اور شیعہ فرقے کے لوگ محض تعصب سے اس اجماع کا انکار کر رہے ہیں۔

ردشیعہ:

ان تمام احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام لوگوں سے محبوب ترین شخصیت تھی یونہی حضرت علی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو محبوب تر تھے۔اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر خلافت اصلح (گنجے) کے سپرد کریں گے۔الخ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت کے لئے اولیٰ ظاہر کرنے کے باوجود پھر بھی آپ کو خلیفہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ خلیفہ سے کئی ایسے امور سرزد ہوتے ہیں کہ جس پر خلیفہ جواب دہ ہوتا ہے۔علاوہ ازیں آپ کو آنے والے فتنوں کا بھی علم تھا کہ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو من حیث الخلیفہ دوچار ہونا پڑے گا۔اسی لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ ان کے لئے ان فتنوں

کو میں زندگی میں برداشت کرسکتا ہوں نہ بعد وفات۔ یہ اس وقت فرمایا جب آپ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کیا کہ آپ اُمور خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کیوں نہیں سپرد کر دیتے؟

شیعہ کی الزام تراشیاں

ہماری اس تقریر سے ثابت ہوا کہ فرقہ شیعہ کا یہ محض کذب وافتراء ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابولؤلوۃ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کے بارے میں سازباز کر رکھی تھی بلکہ ابولؤلوۃ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے شہید کیا تھا۔ (معاذ اللہ) اور شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خلافت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دور رکھا جائے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اندرونی طور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یقین دہانی کرا رکھی تھی۔ یہ غیرہ وغیرہ اس کے علاوہ بھی دیگر بہت سے جھوٹ اور بہتانات شیعوں نے گھڑ رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کرے کہاں سے اور کیسے حق سے روگردانی کرتے ہیں اور کیسے کیسے بہتان تراشتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۝

۳۔ شہادت امیر المومنین سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

۱۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سرورِ کونین مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار نے یوم فتح مکہ میں ایک شخص کو قتل کر کے فرمایا کہ آج کے بعد کوئی قریشی قتل نہ کیا جائے گا۔ سوائے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے، ان کے قاتل کو قتل کر و اگر تم اسے قتل نہ کر سکے تو پھر تم بھیڑ بکریوں کی طرح قتل کیے جاؤ گے۔ (رواہ الہ اروالطبر انی)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج کل حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ محصور ہیں۔ میں نے حضور اکرم نورِ مجسم مکی مدنی سرکار کو فرماتے سنا کہ عنقریب فتنہ واختلاف ہوگا یا فرمایا کہ اختلاف فتنہ ہوگا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ مکی مدنی سرکار

ہم اس وقت کیا کریں؟ آپ حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار نے فرمایا تم پر امیر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ رہنا لازم ہے یہ فرما کر حضرت عثمان کی طرف اشارہ فرمایا۔

(رواہ الحاکم والبیہقی، حاکم نے اس کی تصحیح کی)

۳- ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم سیّد عالم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر سرگوشی (راز داری کی بات) فرمائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہوتا جارہا تھا جب یوم الدار (یعنی جن دنوں باغیوں نے آپ کو گھر میں محصور کر رکھا تھا) پیش آیا۔ تو ہم نے کہا کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا۔ اس وجہ سے آج میں اس پر صبر کر رہا ہوں۔

(رواہ ابن ماجہ والحاکم وابونعیم اور اس کی امام بیہقی نے تصحیح کی)

۴- حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم سیّد عالم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن ہوگا چادر لپیٹنے والے مرد پر لوگ ہجوم کریں گے وہ ان سے بیعت لے رہا ہوگا اور ان کی بیعت میں شامل ہونے والے بہشتی ہوں گے پھر میں نے وہ دن دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دھاری دار چادر میں لپیٹے ہوئے ہیں اور لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں (رواہ الحاکم وصححہ) (عطاری غفرلہ کہتا ہے کہ یہ علم غیب کے ثبوت میں کیسی روشن دلیل ہے اور عقیدۂ صحابی بھی نہ بھولئے)

۵- حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ مستقبل کے فتنہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ وہ فتنہ عنقریب ہونے والا ہے۔ اتنے میں ایک مرد کپڑا سر پر ڈالے ہوئے گزرے تو حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار نے فرمایا کہ یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ حضرت مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سے میں یہ بات سن کر اٹھا اس شخص کو دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص پہنائے گا یعنی خلافت عطا فرمائے گا۔ پس اگر منافقین تجھ سے قمیص اتارنے کا ارادہ کریں تو اس قمیص کو نہ اتارنا۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کون ومکاں سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا! عنقریب میرے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں خلافت سے نوازے گا اور منافقین تم کو خلافت سے ہٹانے کی کوشش کریں گے۔ تو تم اس سے دستبردار نہ ہونا ان دنوں تم روزے سے رہنا میرے پاس آ کر افطار کرنا۔ (رواہ ابن عدی وابن عساکر)

۸- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنوں میں سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور آخری فتنہ دجال کا خروج ہے۔

وضاحت:

ابن عساکر نے اضافہ کیا کہ حضور اکرم نورِ مجسم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جو دل میں ذرہ برابر بھی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کو معبود رکھتے ہوں گے، وہ ضرور دجال کے تابع ہوں گے اگر انہوں نے اس کا زمانہ پایا اگر زمانہ نہ پایا تو وہ دجال پر قبر میں ایمان لائیں گے۔

وضاحت:

ان روایات میں علم غیب کے ثبوت کے علاوہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کے لئے وعید شدید ہے، فقیر نے گستاخوں کے انجام بد میں بکثرت واقعات لکھے ہیں، یہاں ایک واقعہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں میں شام میں تھا اور میں نے ایک آدمی کی آواز سنی وہ آگ سے واویلا کر رہا تھا میں اس کے پاس گیا اور دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پیر کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا منہ کے بل گرا

پڑا ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں' جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گھس گئے تھے۔ میں جب ان کے قریب گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ چلائی تو میں نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے خدا تیرے ہاتھ اور پیر کاٹے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھ کو آگ میں ڈال دے۔ مجھے ڈر لگا اور نکل بھاگا اور یہ حال ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ صرف آگ کا انتظار باقی ہے۔ (جہنم)

شہادت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا سبب اور اس پر تنقیدیں

۱- سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصر کی گورنری محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی لیکن مصر سے آنے والوں نے راستہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ اونٹنی پر سوار مصر کو جارہا ہے۔ اس سے انہوں نے حال پوچھا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا تو انہوں نے اس کے سامان کو کھولا۔ اس میں خط نکلا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا کہ مصر کے گورنر کو قتل کر دو۔ اس کے بعد محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ چار ہزار بدمعاش کو لے کر مدینہ شریف پہنچے ان سب کا سردار ابن عدیس وابن تمیم وغیرہما تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خط اور غلام کے متعلق پوچھا تو آپ نے لاعلمی ظاہر فرمائی انہوں نے خیال کیا کہ مروان کی کارروائی ہے چنانچہ انہوں نے خط کو پہچان لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروان کے لئے کہا کہ وہ ہمارے سپرد فرمادو۔ آپ نے اس سے انکار کر دیا پھر مصریوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت سے ہٹا دیا جائے۔ آپ سے عرض کی گئی، آپ نے فرمایا کہ میں خلافت سے دستبردار نہیں ہوتا کیونکہ مجھے حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص پہنائے گا اور منافقین اتارنا چاہیں تو نہ اتارنا یعنی خلافت سے دستبردار نہ ہونا، حدیث اوپر گزری ہے جب بلوائیوں نے مدینہ منورہ میں آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا آغاز کیا۔ آپ

مسجد نبوی شریف میں آ کر نماز پڑھاتے تو ایک ماہ تک باغی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے جس دوران آپ کو شہید کیا گیا۔ اس وقت آپ نے جمعہ پڑھایا تو باغیوں نے آپ پر پتھراؤ کیا۔ آپ منبر سے نیچے گر پڑے اور نماز نہ پڑھا سکے۔ اسی روز نماز حضرت ابو اسامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ باغیوں نے انہیں روک دیا۔ اس کے بعد نمازیں کبھی عدیس پڑھاتا اور کبھی کنانہ بن بشیر اس پر دس دن گزرے اور اہل اسلام کو کبھی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ علیحدہ نماز پڑھاتے اور اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ پڑھاتے اور اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عید بھی پڑھائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے دس دن محاصرہ میں رکھا۔ بعض روایت میں چالیس دن ہے۔

تطبیق الروایات:

اصل محاصرہ تو چالیس روز تھا تیس دن تو نرم تھا کہ آپ مسجد نبوی شریف میں نماز کے لئے تشریف لاتے تھے۔ باقی دس دن محاصرہ سخت کر دیا کہ نہ صرف نماز سے منع کر دیا بلکہ آپ پر پانی بھی بند کر دیا۔ دورانِ محاصرہ انصار رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آئے۔ عرض کی کہ آپ چاہیں تو ہم دوبارہ اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جائیں (یعنی جس طرح جب حضور مکی مدنی سرکار مدینہ طیبہ تشریف لائے ہم نے ان کی اور مسلمانوں کی مدد کی اور انصار اللہ کہلائے۔ اسی طرح دوسری مرتبہ آپ کی مدد کر کے انصار اللہ بن جائیں) آپ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں اور مجھے اپنے حال پہ رہنے دو کیونکہ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزول سکینہ مجھ سے عہد لیا تھا میں اسی پر قائم ہوں اور صبر کر رہا ہوں۔ اسی دوران حضرت علی بنی ہاشم رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے اور فرمایا! اے امیر المومنین! ہم آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برأت:

حضرت علی و بنو ہاشم رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر مذکورہ بالا گفتگو کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا فرمایا: کہ جس کے لئے میری ذمہ داری ہے وہ میری شہادت

سے رُکا رہے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ اتار کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں پھینک کر فرمایا:

ذلك ليعلم انى لم اخته بالغيب و ان الله لا يهدى كيد الخائنين .(پ۱۲الیوسف آیت ۵۲)

''یوسف نے کہا یہ میں نے اس لئے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم کی داستان:

باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پینے کا پانی بند کر دیا تو حضرت علی نے حضرت امام حسن و امام حسین و حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند نو جوان بنو ہاشم سے دکر کر پانی کی تین مشکیں بھجوائیں اور وہ بلوائیوں کے آگے کھڑے ہو گئے۔ باغیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس سے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے اور ان کے چہرے اقدس لہولہان ہو گئے۔ بہر حال ان حضرات نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پانی پہنچا دیا۔ باغیوں نے بنو ہاشم رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کی ہمت دیکھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ہٹ کر آپ کے گھر کی چھت پر چڑھ کر آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کے بہت سارے غلام موجود تھے۔ وہ بلوائیوں کو مانع ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ جو اپنی تلوار کو نیام میں کرے تو وہ آزاد ہے یعنی آپ نے انہیں دفاع سے منع کیا۔

فائدہ:

بلوائیوں میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی اسلامی خدمات و دیگر مناقب بیان کئے اور فرمایا کہ تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تمہیں فلاں فلاں میری خدمات یاد ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا یاد ہیں۔ حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو مذکورہ بالا گفتگو کے بعد فرمایا اگر تمہارے والد گرامی امیر المومنین سیّدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری یہ حالت دیکھتے تو انہیں کتنا برا لگتا، یہ سن کر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تو باہر نکل گئے لیکن دوسرے لوگ آئے ایام تشریق کے وسط میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور آپ قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول تھے یہ حادثہ ۳۵ھ میں واقع ہوا اور اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاسی (۸۸) سال تھی بعض نے اس سے زیادہ اور بعض نے اس سے کم بتائی ہے۔

دیدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

۱- جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسی شب آپ کو حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا! ''اے عثمان! آج ہمارے ساتھ افطار کرنا'' اسی لئے شہادت کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روزے سے تھے اور بحالت روزہ ہی آپ کی شہادت ہوئی۔

نائلہ زوجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نائلہ بنت فرافصہ زوجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوئے تو روزہ رکھ لیا شام کے وقت افطار کے لئے بلوائیوں سے پانی مانگا تو انہوں نے پانی نہ دیا تو آپ نے پیاس میں ہی رات گزار دی سحر کے وقت فرمایا کہ: حضور اکرم نورِ مجسم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے چھت پر کھڑے ہوئے نظر آئے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں پانی کا بھرا ہوا پیالہ تھا۔ آپ نے فرمایا: اے عثمان! اسے پی لو میں نے سیر ہو کر پیا پھر فرمایا اور پی لو میں نے اتنا پیا کہ میرا پیٹ پانی سے بھر گیا۔

(رواہ ابن منیع فی مسندہ)

بے خبر ہو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے؟

مہاجرین حبیب فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ہاں اس وقت پیام بھیجا جب آپ محصور تھے وہ آئے تو انہیں فرمایا

کہ: اپنا سر اٹھا کر اسی دریچہ کو دیکھئے کیونکہ اسی دریچہ سے حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے آج رات مجھے جھانک کر فرمایا کہ اے عثمان! چاہو تو میں تمہارے لئے دعا مانگوں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے چاہو تو میرے پاس آ کر افطار کرو۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں افطار کو اختیار کیا پھر اسی دن آپ شہید ہوئے۔

(روی الحارث بن ابی اسامہ فی مسندہ)

۲- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں محصوری کے دوران حاضر ہوا، فرمایا: اے میرے حبیب! مرحبا (خوش آمدید) میں نے حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دریچہ میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اے عثمان! تمہیں باغیوں نے محصور کر رکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں فرمایا تمہیں پیاسا چھوڑ رکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ میری طرف بڑھایا۔ اس میں پانی تھا میں نے اسے سیر ہو کر پیا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنے پستانوں اور کاندھوں کے درمیان میں پاتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بھی فرمایا کہ اگر چاہو تو تم ان پر مدد کئے جاؤ اور اگر چاہو تو تم آج میرے ہاں افطار کرو، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں افطار کرنا اختیار کیا چنانچہ اسی دن آپ شہید کر دیئے گئے۔ (تنویر الحلک للسیوطی عن مزیل الشبہات)

ہاتف غیبی:

حضرت عدی بن ہاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے غیبی آواز سنی کہا جا رہا تھا، اَبشر یا ابن عفانا برزح در یحان اَبشر یا ابن عفان برب غیر غفیان اَبشر یا ابن عفان بغفران ورضوان۔ روح وریحان سے اے عثمان آپ کو بشارت ہو، اور یہ بھی کہ تم پر تمہارا رب ناراض نہیں راضی ہے، اے ابن عفان! آپ کو غفران ورضوان کی بشارت ہو۔

میں نے توجہ کی تو کوئی بھی نظر نہ آیا۔ (رواہ ابونعیم)

دفن کے وقت ملائکہ کرام کی حاضری:

حضرت سہم بن خنیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عثمان کو رات کے وقت دفن کیا تو ہمیں ایک بہت بڑی جماعت نے گھیر لیا۔ ہم پریشان ہو گئے۔ قریب تھا کہ ہم منتشر ہو جاتے۔ منادی نے ندا دی کہ پریشان نہ ہو کام میں لگے رہو، ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفنانے کے لئے تمہارے ساتھ شرکت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت ابن خنیش فرماتے تھے کہ با خدا! وہ آنے والے لوگ ملائکہ تھے۔

(رواہ الطبرانی وابونعیم)

مدفن سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہادت کے بعد حش کوکب (جگہ کا نام ہے) میں تین دن تک بلا نماز جنازہ پڑے رہے یعنی آپ پر نماز جنازہ نہ پڑھی جاسکی۔ یہاں تک کہ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ انہیں دفنا دو نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت میں لے لیا ہے۔ (رواہ ابونعیم)

باغیوں کا انجام:

باغیوں کے سردار عبدالرحمٰن بن عدیس البلوی اور کنانہ بن بشر تھے یہی خوارج کے کرتا دھرتا تھے اور دوسرے مصری لوگ تھے ان کے ساتھ چند بدمعاش بھی مصر سے آئے عبدالرحمٰن مذکور اور اس کے ساتھی جبل لبنان میں سال دو سال کے بعد قتل کر دیئے گئے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"یخرج اناس یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمية يقتلون فی جبل لبنان" (رواہ السیوطی فی الخصائص)

"ایک قوم خروج کرے گی وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے وہ جبل لبنان میں قتل کر دی جائے گی۔"

نوحۂ جنات:

حضرت عثمان بن مرہ نے اپنی والدہ سے روایت کی فرماتی ہیں کہ میں نے جنات کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نوحہ سنا جو مسجد نبوی شریف میں تین دن نوحہ کرتے رہے۔ ان کے نوحہ میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

لیلة الحصبة اذ — یرمون بالصخر الصلاب
ثم جاء وابکرة — یبغون صقرا کالشهاب
زینهم فی الحی واك — مجلس فکاك الرقاب

(رواہ ابونعیم)

۱- شب حصہ میں جب کہ ان پر سخت پتھر (باغی) پھینکتے تھے۔
۲- پھر صبح کے وقت شکرا (مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو آگ کی چنگاریوں کا نشانہ بناتے تھے۔
۳- انہیں محلے میں اس کام پر ابھارا حالانکہ وہ مجلس تو گردنیں اڑانے والی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غمگینی

جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنی زمین مملوکہ کی دیکھ بھال کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر ملی تو آپ مدہوش ہو گئے گھر واپس آئے تو حضرت امام حسن کو طمانچہ مارا اور حضرت عبداللہ بن جعفر و حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو سخت ڈانٹا اور فرمایا کہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا کیا تم زندہ نہ تھے؟ (مر گئے تھے) انہوں نے معذرت کی ہمیں اس کا علم نہ ہوا۔ باغیوں نے چوری چھپے کارروائی کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عثمان نے دریچہ سے جھانک کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اے ابوالحسن! کیا نہیں دیکھ رہے ہو مجھ پر کیا حادثہ سوار ہے۔ حضرت علی رضی

اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ! صبر کیجئے بخدا میں اس وقت حضور سرورکون ومکان سیّد انس وجان سے دور نہ تھا جب ہم سب (آپ بھی) جبل اُحد پر تھے جبل اُحد متحرک ہوا اور ہم سب جبل کے اُوپر تھے۔ حضور سیّد عالم فخر بنی آدم مکی مدنی سرکار نے فرمایا کہ:

اتبت احد فانه ليس عليك الا نبى او صديق اشهيد

اے اُحد! جا تجھ پر نبی علیہ السلام ہیں یا صدیق ہے یا شہید ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا تم شہید ہو گے اور میں بھی آپ کے بعد شہید ہوں گا اور حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوں گے۔

صحابہ کرام شہید ہوئے

صحیح حدیث میں ہے ان میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے یعنی حضرت علی وحضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تو بار بار رسول اکرم نورِ مجسم سے جنت کی نوید سن چکے آپ کے متعلق ایسی شہادت (گواہی) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیتے ہیں خوارج نے کہا کہ ان کی بات درست ہے لیکن اے علی رضی اللہ عنہ تم نے حالات بگاڑے آپ نے فرمایا: تم پر حیف ہے جس کا یہ حال ہو وہ کیسے حالات بگاڑ سکتا ہے۔

فائدہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسروں پر بھی ایسی باتیں ہوئیں یہ باغی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس طرح کہہ رہے تھے یونہی خوارج نے بھی کہی جب خوارج نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا۔ اس وقت بہت سے صحابہ کرام شہید ہوئے خوارج نے ان کی شہادت کی گواہی دی لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ اے علی! رضی اللہ عنہ یہ حالات تم نے ہی بگاڑے۔

(4) جنگ جمل

۱- حضرت علی و حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کیا تم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو یا نہیں؟ یاد رکھو کہ عنقریب تم ان پر خروج کرو گے اور اس وقت تم ان کے لئے ظلم کرنے والے ہوں گے۔ (رواہ الحاکم)

۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم شریفین فرمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہاری ایک کا کیا حال ہوگا جب اسے حوأب (جگہ کا نام) کے کتے بھونکیں گے۔ (رواہ احمد)

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو بہت زیادہ بالوں والے اُونٹ پر سوار ہو کر سیر کرے گی یا فرمایا کہ: گھر سے اتنا دور باہر جائے گی یہاں تک کہ اسے حوآب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت سے لوگ شہید ہو رہے ہوں گے۔ بڑی مشکل سے وہ نجات پاسکیں گے۔

(رواہ ابن ابی شیبہ والبزار بسند رجالہ ثقات ورواہ الحاکم)

<u>انتباہ:</u>

علامہ دمیری رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۸ھ نے ''حیوۃ الحیوان'' میں لکھا ہے کہ ابن دحیہ نے فرمایا کہ ابن العربی (ابوبکر مالکی رحمتہ اللہ علیہ) پر تعجب ہے کہ اس نے ''العواصم والقواصم'' (کتاب) میں اس حدیث کا انکار کیا اور فرمایا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں حالانکہ یہ حدیث تو پوچھنے سے زیادہ روشن ہے۔

<u>فائدہ لغتہ الحدیث:</u>

حدیث مذکور میں لفظ الادب واقع ہوا ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ اس کا پہلا لفظ ہمزہ

مفتوحہ دوسرا لفظ دال مہملہ، ساکنہ تیسرا لفظ باء اولی مفتوحہ، چوتھا آخری لفظ بھی باء ہے بمعنی وہ اونٹ جس کے جسم پر بال زیادہ ہوں۔ اس سے اظہار تضعیف مدنظر ہے ایک روایت میں ہے ''صاحبة العمال الادیب'' بکثرت بالوں والے اونٹ والی بی بی یعنی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

فائدہ:

طائی نے ''شرح التسہیل'' میں لکھا کہ **الادیب کافلك الادغام علی غیر القیاس** ہےحوآب کی مناسبت سے اسے غیر مدغم پڑھا گیا ہے۔

4- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم سیّد عالم فخر بنی آدم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان حادثہ ہونے والا ہے۔ عرض کی پھر تو میرے جیسا اور زیادہ شقی کون ہوگا؟ حضور اکرم شہنشاہِ مدینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں ہے ہاں جب یہ حادثہ پیش آئے تو تم انہیں امن کے مقام پر پہنچانا (رواہ احمد والطبرانی)

5- طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا تم میں سے کون ہے جس پر بھونکیں گے ایسے اور ایسے، توام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تعجب سے ہنس دیں تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حمیرا! کہیں وہ تو نہیں ہو۔ (رواہ نعیم بن حماد فی ''الفتن'')

6- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر فرمایا تو حضرت عائشہ ہنس دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حمیرا! ذرا خیال کریں وہ تم نہ ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ: جب تم ان کے کسی امر میں متولی ہو جاؤ تو ان سے نرمی کرنا۔ (رواہ الحاکم صححہ البیہقی)

7- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اگر تمہیں بیان کروں کہ بعض امہات

المومنین ایک چھوٹے سے لشکر کو ساتھ لے کر تمہارے ساتھ جنگ کریں گی تم میری تصدیق نہیں کرو گے سب نے کہا سبحان اللہ! ایسی عجیب بات کی تصدیق کون کرسکتا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حمیرا رضی اللہ عنہا ایک چھوٹے سے لشکر کو لے کر تمہارے پاس تشریف لائیں گی'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی لیکن آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سفر غزوہ جمل سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔

(رواہ الحاکم وصححہ والبیہقی)

فائدہ:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ خود بھی علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ دوسروں کو اس کی دعوت دیتے ہیں لیکن بوجہ ایک عجیب واقعہ ہونے سے لوگ تعجب کرتے ہیں لیکن یہ تعجب حقیقت بن گئی۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تب وہ حقیقت سامنے آئی تو تعجب کرنے والے بھی مان گئے حضور مکی مدنی سرکار صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر بے شک انکار کرتے رہیں لیکن جب مریں گے آنکھوں سے حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا یقین کریں گے لیکن اس وقت کا ماننا کام نہ آئے گا۔ (عطاری غفرلہ)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان کی
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(حدائق بخشش حصہ اول)

تذکرہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ:

آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے...... آپ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت جلیل القدر صحابی اور خصوصی راز دان تھے...... یہی وجہ ہے کہ آپ ''صاحب سری رسول اللہ'' کے لقب سے مشہور ہیں...... آپ کے والد ماجد کا نام حسل یا حسیل اور لقب یمان تھا...... بنو عبس قبیلہ سے آپ کا تعلق تھا۔ (الاستعاب، جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

دونوں باپ بیٹا اسلام قبول کرنے مدینہ منورہ آ رہے تھے اتفاق سے اس وقت جنگ بدر کا موقع تھا اور قریش مکہ، بدر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ راستے میں انہیں پکڑ لیا گیا اور کہا تم محمد کے ہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہمارا ارادہ فقط مدینہ منورہ جانے کا ہے...... بالآخر کفار نے آپ کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ تم ہمارے خلاف لڑائی میں حصہ نہیں لو گے...... حضرت حذیفہ اور ان کے والد نبی کریم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت مسلمانوں کی تعداد انتہائی قلیل تھی۔ ایک ایک فرد کی بے حد ضرورت واہمیت تھی، مگر نبی کریم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں شریک ہونے سے روک دیا۔ اور فرمایا:

انصر فانفی لھم بعھدھم ونستعین اللہ علیھم

(صحیح مسلم کتاب الجہاد و باب الوفاء بالعہد)

''تم (مدینہ منورہ) واپس چلے جاؤ ہم کفار سے کئے گئے عہد کا پاس کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے۔

مسلمانوں کی تعداد:

ایک مرتبہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردم شماری کے لئے آپ کی ڈیوٹی لگائی، اس وقت مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی تعداد سات سو اور اطراف واکناف عالم کے مسلمانوں کو شامل کر کے مجموعی تعداد پندرہ سو تھی۔

(بخاری، کتاب الامام الناس، مسلم کتاب الجہاد)

علاماتِ منافقین

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حضور بنی آدم بنی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی اسرار کی تعلیم دے رکھی تھی (بخاری) نیز آپ کو تا قیامت مستقبل کے واقعات پر اطلاع حاصل تھی...... آپ فرماتے ہیں۔

لقد حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما کان وما یکون حتی تقوم الساعة (تہذیب التہذیب جلد۲ صفحہ۲۲۰)

منافقین کے بارے میں آپ کو خاص پہچان حاصل تھی جب کوئی جنازہ آتا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ معلوم کرواتے، اگر حذیفہ جنازہ میں شامل ہوتے تو نماز جنازہ پڑھادیتے، ورنہ شریک نہ ہوتے۔

(اسد الغابہ/ الاستعاب/ عمدۃ القاری، جلد ۶، صفحہ ۲۴۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اعمال کے بارے میں آپ سے دریافت فرماتے کہ ان میں کوئی منافق تو نہیں ہے؟ (اسد الغابہ، جلد ا صفحہ ۳۹۱)

جنگی خدمات:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُحد، خندق اور بعد کی جنگوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شرکت کی۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۷ صفحہ ۳۱۷)

غزوۂ احزاب کے موقع پر حضور نبی کریم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کفار کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا...... رات کے وقت سخت آندھی اور شدید سردی تھی، حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من یاتنی بغیر القوم جعلہ اللہ معی یوم القیامة

(اسد الغابہ جلد ا صفحہ ۳۹۱)

"کون ہے جو جا کر کفار کی سرگرمیوں اور عزائم کی خبر لائے؟ ایسے شخص کو قیامت کے روز میر معیت نصیب ہوگی۔"

صحابہ میں سے کوئی بھی یہ بھاری ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوا...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا، چوتھی مرتبہ آپ نے حضرت حذیفہ کا نام لے کر انہیں جانے کا حکم دیا تعمیل حکم میں چل دیئے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''بلا کی سردی تھی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی برکت سے یوں محسوس ہوا جیسے گرم پانی میں چل رہا ہوں۔ حالات کا جائزہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تب سردی کا احساس ہوا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کا ایک حصہ ان پر اوڑھا دیا اور صبح تک قرب وحضوری کے مزے لیتے رہے...... نماز کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر بیدار فرمایا قم یا نومان ''سونے والے اب جاگ جایئے''۔ (مسلم جلد۲صفحہ 106 / حلیۃ الاولیاء، صفحہ۳۵۴)

دور فاروقی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نہاوند کی جنگ میں شرکت کی اور امیر لشکر نعمان بن مقرنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھالیا...... ۲۲ہجری میں ہمدان رے اور دینور آپ کے ہاتھوں فتح ہوئے......

(الاستیعاب، جلد اصفحہ ۱۰۴)

گورنر مدائن:

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر مقرر فرمایا، آپ کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پر کتنا اعتماد تھا، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کسی شخص کو جب بھی کوئی عہدہ تفویض فرماتے تو اس کے بارے میں مکمل ہدایات وہاں کے لوگوں کے نام تحریر فرماتے مگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا'' لوگوان کی اطاعت کرنا اور جو کچھ یہ طلب کریں انہیں دیا جائے'' آپ مدائن میں اس سادگی سے داخل ہوئے کہ گدھے پر سوار تھے اور بڑی بے نیازی سے دونوں ٹانگیں ایک جانب لٹکائے چلے جارہے تھے۔ عمائدین شہر آپ کے استقبال کے لئے منتظر تھے، وہ ہرگز اندازہ نہ کر پائے کہ یہی ہمارے گورنر ہیں۔ کافی دیر انتظار کے بعد انہیں شہر کے لوگوں نے بتایا کہ گورنر محترم تو شہر میں پہنچ بھی چکے ہیں۔ لوگ دوڑ کر ان سے جا ملے اور آپ سے ان کی ضروریات کے بارے میں دریافت کیا۔ سلنا ماشئت ''حکم فرمائیں کیا

چاہئے'' فرمایا اپنے لئے کھانا اور گدھے کے لئے چارہ۔ اس کے علاوہ جب تک یہاں ہوں اور کچھ نہیں چاہئے۔ (صفۃ الصفوہ جلد ۱صفحہ ۲۵۰)

کچھ عرصے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں بلوا بھیجا، آپ خود راستے میں کسی مقام پر چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ معلوم کرسکیں کہ حذیفہ اپنے ساتھ مدائن سے کیا کچھ کما کے لا رہے ہیں۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا یہ تو جس حال میں گئے تھے، اسی طرح خالی ہاتھ واپس لوٹ رہے ہیں، تو بڑھ کر انہیں گلے لگا لیا اور فرمایا: انت اخی وانا اخوک '' آپ میرے بھائی اور میں آپ کا بھائی۔''

(صفۃ الصفوۃ جلد ۱صفحہ ۲۵۰/ اسد الغابہ جلد ۱صفحہ ۳۹۲)

خدا خوفی:

خدا خوفی اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا، فرماتے: دل چاہتا ہے کہ دنیا کے جھمیلوں سے بچ کر دروازہ بند کر کے بیٹھ جاؤں اور کسی کو نہ ملوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاؤں۔'' (صفۃ الصفوۃ جلد ۱، صفحہ ۳۵۱)

نماز خشوع وخضوع سے ادا فرماتے۔ ایک مرتبہ نماز میں ہچکیاں بندھ گئیں، فارغ ہوئے تو وہاں قریب ہی ایک شخص کو موجود پایا فرمایا، جو کچھ دیکھا ہے کسی کو ہرگز نہ بتانا۔

(صفۃ الصفوۃ جلد ۱صفحہ ۳۵۱)

وصال:

حضرت حذیفہ نے ۳۵ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال سے چالیس راتوں کے بعد وصال فرمایا، وصال کے وقت روتے روتے ہچکیاں لے رہے تھے۔ لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا مجھے دنیا سے جانے کا کوئی افسوس نہیں، میں موت کو بے حد پسند کرتا ہوں روتا اس لئے ہوں کہ مجھے پتہ نہیں، اللہ مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟

(اسد الغابہ جلد ۱صفحہ ۳۹۲)

یہ آپ کی انتہائی عاجزی اور خدا خوفی تھی، ورنہ انہیں تو حضور سرکار مدینہ راحت

قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اپنے قرب کا مژدہ جان فزا عنایت فرما چکے تھے۔ دم نزع زبان پر یہ الفاظ تھے:

اللهم انك تعلم الى احبك فبارك لى فى لقائك (اسد الغابہ جلد ا، صفحہ ۳۹۲)

''اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں، سو، وصال اور اپنی ملاقات کو میرے لئے باعث برکت بنا دے: پھر جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

تیرہ سو سال بعد جسم صحیح سالم تھا:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کے مزارات جس جگہ اب ہیں، پہلے اس سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھے، پھر ایک ایمان افروز واقعہ پیش آیا۔ عراق کے بادشاہ فیصل کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں حکم دیا کہ مجھے اور میرے ساتھی عبداللہ بن جابر کو یہاں سے منتقل کر کے قریب ہی کسی دوسرے مقام پر دفن کیا جائے، کیونکہ ہماری قبروں میں پانی کی نمی پہنچ چکی ہے۔ بادشاہ اسے شاید وہم اور خواب کی بات سمجھا مگر اگلی رات دوبارہ زیارت ہوئی اور وہی حکم ملا، بادشاہ اسے شاید وہم اور خواب کی بات سمجھا مگر اگلی رات دوبارہ زیارت ہوئی اور وہی حکم ملا، بادشاہ نے مصروفیت یا بے پرواہی کے باعث اسے اہمیت نہ دی۔ پھر مفتی اعظم عراق کو یہی خواب آیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو راتوں سے شاہ کو کہہ رہے ہیں مگر اس نے تعمیل نہیں کی، آپ ہماری منتقلی کا اہتمام کریں۔ مفتی اعظم، بادشاہ کو ملے اور طے پایا کہ عید الاضحیٰ کے دن مزارات کھولے جائیں گے۔ اخبارات میں اعلان شائع ہوا تو عالم اسلام میں یہ خبر بجلی کی سی تیز رفتاری سے پھیل گئی کیونکہ یہ حج کا موقع تھا۔ اسی لئے شاہِ عراق کو مختلف ممالک کی طرف سے درخواست کی گئی کہ یہ عمل چند روز کے لئے مؤخر کر دیا جائے تا کہ حجاج کرام بھی اس تقریب میں شریک ہوسکیں۔ اسی طرح حجاز، ترکی، مصر، شام، لبنان،

افریقہ اور ہندوستان وغیرہ ممالک سے متعدد افراد نے بذریعہ تار تقریب میں شمولیت کی خواہش کا اظہار کیا، چنانچہ مزید دس دن بڑھا دیئے گئے۔ طے شدہ تاریخ کو عالم اسلام کے اطراف واکناف سے آئے ہوئے لاکھوں مشاقانِ دید کا ایک جم غفیر ''سلمان پارک'' میں جمع ہو گیا۔ اس موقع پر ایک جرمن فلم ساز کمپنی نے بڑے بڑے پوسٹر نصب کر کے ان 30x20 کی گئی اسکرینیں لگا دیں تاکہ دور کھڑے لوگ آسانی سے تمام کارروائی دیکھ سکیں۔ لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزارات کو کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں پانی پہنچ چکا ہے۔ صحابہ کرام کے مبارک جسم، بال اور کفن صحیح وسالم تھے، جنہیں دیکھ کر یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ بالکل تروتازہ ہیں اور انہیں وصال فرمائے ابھی چند گھنٹے گزرے ہیں۔ عجب بات یہ ہے کہ ان کی آنکھوں میں زندوں سے بڑھ کر ایک خاص پراسرار قسم کی چمک تھی۔

ان حضرات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی کسی کو ہمت نہ تھی۔ اس موقع پر ایک ماہر چشم جرمن ڈاکٹر بھی موجود تھا جو اس ساری کارروائی کو بڑی دل چسپی سے دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں کی چمک دیکھ کر دنگ رہ گیا اور بے ساختہ آگے بڑھ کر، مفتی اعظم عراق کا ہاتھ تھام لیا اور کہا اس سے بڑھ کر اسلام کی حقانیت اور صحابہ کرام کی عظمت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ آیئے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کریں۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله

علاوہ ازیں متعدد افراد اور خاندانوں نے اسلام قبول کیا (ملکی اخبارات وجرائد)

ان صحابہ کرام کو سیّدنا سلمان فارسی کے قریب مزارات میں منتقل کرنے کے لئے ان کے مبارک جسموں کو اسٹریچر پر رکھا گیا اور ان کے ساتھ لمبے بانس باندھے گئے، ہزاروں افراد کو کندھا دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ اگلے زمانہ کا واقعہ یا افسانہ نہیں بلکہ اسی صدی کی زندہ حقیقت ہے۔ یہ ایمان افروز واقعہ ۱۹۳۲ء کا ہے جو اس وقت کے اخبارات میں شائع ہوا اور لاکھوں افراد نے مشاہدہ کیا تھا۔ (عطاری غفرلہ)

جنگ جمل کی وجہ:

حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمتہ التوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری شرح البخاری میں فرمایا کہ حضرت عمر بن شبہ نے کتاب ''اخبار البصر ۃ'' میں جنگ کا مفصل واقعہ لکھا ہے میں (مصنف) اس کا خلاصہ لکھتا ہوں اور اس پر اکتفا کرتا ہوں جسے انہوں نے سند صحیح یا حسن تحریر فرمایا ہے۔

جنگ جمل کی جامع وضاحت:

ہم یہاں جنگ جمل کا مختصر حال لکھتے ہیں۔ ہوا یوں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے دن لوگ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ، سفیان الثقفی کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک جماعت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جمع ہے۔ ابوجہم بن حذیفہ نے کہا: اے علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ آپ نے دیکھا یہ لوگ کیوں جمع ہوئے۔ آپ نے کوئی بات نہ کی گھر جا کر ثرید تناول فرمایا اور اس کے بعد فرمایا ہمارے چچازاد کو شہید بھی کر دیا گیا اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں یہ کہہ کر آپ مسجد نبوی سے باہر نکلے تو بازار مدینہ میں آپ کے ہاں لوگ جمع ہو گئے اور عرض کی ہاتھ بڑھائیں ہم آپ کی بیعت کریں گے۔ آپ نے فرمایا اتنی جلدی کیا ہے؟ بیعت خلافت بعد مشورہ طے ہو گا۔ بعض نے کہا کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر شہروں میں پھیلائی تو پھر کوئی بھی خلافت کے لئے مقرر نہ ہو سکے گا اور اختلافِ اُمت پر فتنہ وفساد کا سیلاب بند نہ ہو سکے گا لہٰذا یہاں پر اور جلد تر یہ مسئلہ خلافت طے ہو جائے، اشتر نے فوراً آپ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ آپ نے بیت المال کی طرف جا کر اسے کھولا۔ لوگوں نے جب آپ کی بیعت کا حال سنا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور اس بارے میں کسی کے لئے بیعت مناسب نہ سمجھی نہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور نہ کسی دوسرے کو۔ آپ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بیعت کی اطلاع دی تو انہوں نے آپ کی بیعت کر لی لیکن

انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر پریشانی ہوئی اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو قتل کر دیا جائے۔

معذرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبہ کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ قاتلین غیر معلوم تھے۔ آپ اس انتظار میں تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غصہ اس بارے میں کوئی درخواست کریں یہ دونوں (حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) نے آپ سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان سے کچھ عہد و معاہدہ کر کے اجازت دے دی۔

اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ کا اعادہ کیا:

یہ دونوں (حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص پر یہ تینوں متفق ہو گئے۔ ان دنوں یعلی بن اُمیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صنعاء کا حاکم مقرر تھا اور یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نظروں میں عظیم الشان شخصیت تھی۔ ذاتی طور پر مالدار بھی تھے۔ وہ بھی حج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان دونوں حضرات کی چار ہزار روپے سے اعانت کی اور ستر قریشیوں کو ان کے ساتھ ملایا۔ اسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے اونٹ خریدا اس کا نام عسکر تھا۔ اس کی قیمت اسی (۸۰) دینار تھی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اظہار خدشہ:

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کہا کہ میرے امتحان کا وقت آ گیا کہ جس کی لوگ زیادہ اطاعت کرتے ہیں یعنی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور جس کی سب سے زیادہ لوگوں پر ہیبت ہے یعنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور جن کی لوگوں پر سب سے زیادہ گرفت ہے یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور جس کا لوگوں پر سب سے زیادہ اثر ہے یعنی یعلی بن اُمیہ کے مقابلہ کے لئے میری آزمائش ہے۔ (اللہ تعالیٰ خیر کرے)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مع لشکر کی میدان جنگ کی طرف روانگی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مع حامیان جنگ مکہ معظّمہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئیں یہاں تک کہ وہ بنو عامر کے کسی کنوئیں کے نزدیک پہنچے تو یہاں کتے بھونکنے لگ گئے۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہما نے پوچھا یہ کون سا پانی کا کنواں ہے؟ عرض کی گئی الحوآب (بروزن کوکب یعنی بفتح الحملہ وسکون الواداس کے بعد ہمزہ آخر میں باء)

فائدہ:

قاموس میں ہے کہ یہ جگہ ہے بصرہ میں علامہ دمیری رحمتہ اللہ علیہ التوفی ۸۰۸ھ نے فرمایا یہ نہر ہے بصرہ کے قریب۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حوآب میں کتوں کے بھونکنے پر واپسی کا ارادہ فرمایا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ بصرہ ضرور چلیں مسلمان آپ کی زیارت کریں گے تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کی آپس میں صلح کرا دے۔

وضاحت:

اس سے ثابت ہوا کہ جنگ جمل کی اصل غرض وغایت صلح تھی جنگ مقصود نہ تھی۔

(عطاری غفرلہ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو بہرحال اور ضرور واپس لوٹتی ہوں کیونکہ میں نے رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ وہ حال کیا ہوگا جب تمہاری یعنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو حوآب کے کتے بھونکیں گے۔

(رواہ احمد وابویعلی والبزاز والحاکم والبیہقی)

یہی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے عقیدہ کا اظہار ہے کہ جیسے حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ آج اپنے کانوں سے سن رہی ہیں اور آنکھوں سے دیکھ رہی ہیں۔

بصرہ میں مع لشکر ام المومنین رضی اللہ عنہ کا پہنچنا:

جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہما بنو عامر کے مقام پر پہنچیں اور کتے بھونکنے لگے تو اس وقت بھی ام المومنین رضی اللہ عنہما نے وہی فرمایا جو مذکور ہوا پھر آپ کو وہی کہا گیا جو اوپر مذکور ہوا۔

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ردّ عمل:

جب یہ حضرات بصرہ میں پہنچے تو اہل بصرہ متعجب ہوئے اور ان سے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ فرمایا کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لئے آئے ہیں اور ان لوگوں سے توبہ کا مطالبہ ہے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ظلم کیا۔ ان حضرات نے آتے ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ ابن احنف کو معزول کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے تو آپ نے نوسو سوار لے کر مقام ذی قار میں نزول اجلال فرمایا۔ آپ کو یہ خبر بھی پہنچی کہ اہل بصرہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ یہ بات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو ناگوار ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم اہل بصرہ پر ضرور غالب آؤ گے اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہوں گے۔ آپ نے فوراً اپنے صاحبزادے حضرت حسن اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ انہیں جنگ کے لئے کوچ کرنے کا کہیں۔ یہ دونوں حضرات (حضرت حسن و حضرت عمار رضی اللہ عنہ) کوفہ پہنچ کر جامع مسجد میں تشریف لے جا کر ممبر پر رونق افروز ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ممبر کے اوپر کے حصہ پر اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نیچے والے حصہ پر بیٹھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں بھیجا ہے تا کہ ہم تمہیں کوچ کے لئے کہیں۔ تمہیں معلوم ہے ہماری اماں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہما بصرہ میں تشریف لائی ہیں۔ بخدا! میں یہ تمہیں سچ کہہ رہا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ [illegible] زوجہ محترمہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری آزمائش فرمائی ہے کہ

ظاہر ہو جائے کہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یا سیّدہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم یاد دلاتا ہوں اس شخص کے بارے میں کہ جو حق کی نگرانی کرتا ہے وہ کوچ کرے تمہیں اختیار ہے اگر میں مظلوم ہوں تو اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے گا اگر میں ظالم ہوں تو میری گرفت فرمائے گا۔ بخدا یہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہ وہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے میری بیعت کی پھر انہوں نے عہد شکنی کی ہے نہ میں مال جمع کرنے والا ہوں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کو بدلنے والا ہوں۔

لشکر علی رضی اللہ عنہ کی جنگ جمل کے لئے روانگی:

حضرت حسن و حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر بارہ ہزار کا لشکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے کوفہ سے روانہ ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل کا تہیہ کر چکے تو آپ کے پاس قیس بن سعید بن عبادہ اور ابن الکواء حاضر ہوئے اور عرض کی اے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ جنگ کے لئے تشریف لائے کیا آپ کے پاس کوئی وصیت ہے کہ حضور انور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جنگ جمل کرنا یا آپ کی اپنی رائے ہے۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا واعظ

ان کا سوال سن کر آپ نے فرمایا بخدا جب میں سب سے پہلے حضور اکرم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والا ہوں تو اب میں سب سے پہلا آپ پر کذب بیانی کا گناہ کرنے والا نہیں۔ اس کے بارے میں حضور محتشم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی بخدا عہد نہیں لیا لیکن یاد رہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باکمال اچانک نہیں ہوا اور نہ ہی آپ شہید کئے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں چند دن اور راتیں گزاریں۔ (اور آپ نے اس بارے

میں کوئی بات ارشاد فرمائی اور نہ ہی اس جنگ کے بارے میں کوئی وصیت فرمائی بس اتنا تھا کہ) جب بھی مؤذن آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نماز کے لئے عرض کرتا، تو آپ فرماتے: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں'' مجھے نماز پڑھانے کے لئے بھی نہیں فرمایا حالانکہ آپ مجھے میرے گھر میں دیکھتے رہتے اور میں آپ سے اسی دوران کہیں باہر نہیں گیا اگر مجھے کوئی وصیت فرماتے تو میں بدل وجان وصیت کو بجالاتا یہاں تک کہ آپ کی ازواج مطہرات سے ایک زوجہ مکرمہ نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے لئے امامت کے حکم پر عرض کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں جب وہ خود کو آپ کے مقام (مصلی) پر دیکھیں گے تو لوگوں کو قرأت نہ سنا سکیں گے فلہٰذا نماز کی امامت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایئے تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ نے اپنی زوجہ مکرمہ کو فرمایا تمہارا حال سیّدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی عورتوں جیسا ہے۔

بیعت علی با اصحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہ:

جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو آپ نے ہماری دینی اُمور کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متولی بنایا ہم نے اپنی دنیا کا بھی انہیں متولی تسلیم کیا میں نے مسلمانوں کے ساتھ ان کی بیعت کی اور میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے ان کی بیعت کا پورا حق ادا کیا۔ ان کے بعد میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور ان کی بیعت کا پورا حق ادا کیا۔ لوگوں نے تجاوز کر کے انہیں شہید کر دیا اور میں ان قاتلین سے علیحدہ رہا پھر اہل اسلام نے مجھے اپنے امور کا متولی مقرر کیا اگر دین میں خرابی کا خطرہ نہ ہوتا تو میں کبھی بیعت نہ لیتا لیکن اس بارے میں لوگوں نے چھلانگ لگا دی جنہیں میری طرف سبقت اسلامی نصیب نہیں اور نہ ہی میری جیسی قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حصے میں آئی ہے اور نہ ہی میرے جیسا علم انہیں حاصل ہے۔ اس سے ان کی مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ تقریر سن کر سب نے کہا، آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ پر سوال کا جواب:

لوگوں نے کہا (حضور آپ کی تقریر سے ہماری تسلی وتشفی ہوگئی) لیکن آپ اپنے دونوں ساتھیوں (حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ) سے جنگ کے بارے میں ارشاد فرمایئے حالانکہ وہ تو آپ کے بدر، حدیبیہ اور اُحد کے غزوات کے ساتھی ہیں اور دین اسلام وہجرت میں آپ کی طرح سبقت کرنے والے ہیں آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا انہوں نے مدینہ منورہ میں میری بیعت کی اور بصرہ میں آکر خلعت بیعت اتار ڈالی، اگر کوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلعت بیعت اتارتا تو یقیناً ہم اس سے بھی جنگ کرتے اس طرح کوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلعت اتارتا تو بھی ہم اس سے ضرور جنگ کرتے۔

حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہ کی رپورٹ:

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تین دن تک مسلسل سمجھاتے رہے۔ تیسرے دن آپ کی خدمت میں حضرت حسن وحسین وعبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم سخت زخم خوردہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین مختلف علاقوں میں پھیل گئے ہیں اور ہر جگہ لشکر تیار کر رکھے ہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ وہ ہمیں شہید نہ کر ڈالیں اور باقاعدہ جنگ کی صورت نہ اختیار کر لیں۔ ہمیں ان کے لشکریوں کے بچوں نے گالیاں دیں اور پتھراؤ کیا۔ ان کے ساتھ ان کے غلام (نوکر) وغیرہ مل گئے پھر بے وقوف لوگ بھی ان کے ساتھ ہوگئے (آپ اس کی کوئی چارہ جوئی فرمائیں)

تقریر علی رضی اللہ عنہ واظہار عقیدہ غیب:

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صورتحال سن کر دوگانہ (نفل) پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس کے بعد اپنے لشکر سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اگر تم لوگوں پر غلبہ پا جاؤ پھر ان میں سے بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرنا اور نہ ان کے زخمیوں پر ہاتھ ...

دیکھو جنگ برتن میں ڈال کر تمہارے سامنے کر دی گئی ہے۔ اسے سمیٹنے کی کرو۔ جو بچ جائے گا وہ ان کے وارثین کا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا: اے زبیر! رضی اللہ عنہ تم میرے پاس آجاؤ تمہارے لئے امان ہے اور ساتھ ہی فرمایا: تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کیا تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا تھا (اس وقت تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرے گا اور تو ظالم ہو گا۔ پھر وہ (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) تم پر غلبہ پا جائے گا۔)

یہی غیبی خبر ہے جو پورے وثوق سے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بطور اتمام حجت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یاد دلا رہے ہیں۔

جواب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ:

آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ وہ بات بتا رہے ہیں جسے زمانہ نے میرے ذہن سے اتار دیا تھا یقیناً میں تمہارے ساتھ ہرگز قتال نہیں کروں گا، اس پر آپ کے صاحبزادہ نے کہا کہ آپ جنگ کے لئے تو نہیں آئے۔ آپ تو صلح کے لئے آئے ہیں لہٰذا قسم کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے اور جنگ سے ہاتھ اٹھا لے اور وہ غلام آزاد کر کے جنگ کے خیال سے پیچھے ہٹ گئے۔

جنگ جمل اور اس کا انجام:

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جنگ ناگزیر ہے اور صلح سے مایوس ہوئے تو دونوں لشکریوں کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں لشکروں سے نکل گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے غلبہ پایا۔ اس جنگ میں جانبین سے تیرہ ہزار شہید ہوئے اور اسی جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موت کے نرغہ میں:

ثور بن مجزآۃ کہتے ہیں کہ میں جنگ جمل میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر اس وقت

گزرا جب آپ کی زندگی کے چند لمحات باقی تھے۔ دیکھ کر فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکری ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ساتھ بیعت کرتا ہوں میں نے ہاتھ بڑھایا تو میری بیعت کر کے فرمایا کہ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت ہے۔ اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آ کر خوشخبری سنائی تو نعرۂ تکبیر بلند فرمایا یعنی کہا: ''اللہ اکبر'' پھر فرمایا کہ حضور سرورِ کون و مکاں سیّدِ انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوگا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی بیعت ان کے گلے میں ہوگی، اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے تجدید بیعت فرمائی۔ (رواہ الحاکم)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل کے بعد:

جنگ جمل کی فتح کے بعد عبداللہ بن یزید بن ورقاء الخزاعی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ اونٹ پر کجاوے میں تشریف فرما تھیں۔ عرض کی اے ام المومنین! آپ کو یاد ہوگا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ مجھے اس بارے میں کیا حکم فرماتی ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ کا دامن مت چھوڑنا یہ سن کر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عقیدت:

عبداللہ بن یزید نے لشکریوں کو کہا کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ دو پس انہوں نے آپ کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں تو آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر اور ایک شخص اترے اور ہودج کو اٹھایا پھر اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا اور ہودج تیروں کی بارش سے قنفذ (ایک چھوٹا سا جانور جو باہر سے کانٹے دار ہوتا ہے) ہوگیا تھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ

کوتو کوئی تکلیف نہیں پہنچی فرمایا نہیں۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور ۔ مار کو فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کے لئے قبہ تیار کرو چنانچہ قبہ تیار ہوا تو حضرت علی المرتضٰی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اسلام وعلیکم عرض کر کے پوچھا اے میری ماں آپ کیسی ہیں؟ آپ نے فرمایا خیریت سے ہوں، عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے اس کے بعد بڑے بڑے لوگ اور اعلیٰ شخصیات ام المومنین صاحبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام اور خیریت کا عرض کرتے رہے۔

اعدائے عائشہ رضی اللہ عنہا کو درّے مارے گئے:

جب رات ہوئی تو ام المومنین رضی اللہ عنہا بصرہ کو تشریف لے گئیں۔ آپ کے ساتھ آپ کے بھائی تھے اور عبداللہ خلید کے گھر میں قیام فرمایا یہی گھر بصرہ میں سب سے بڑا تھا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہما نے صفیہ بنت الحارث ابن طلحہ العبدری کے گھر میں رات بسر فرمائی یہ صفیہ اور طلحۃ الطاحات کے نام سے مشہور تھیں۔ حضرت علی المرتضٰی نے فتح کے بعد تین دن بصرہ کے کھلے میدان میں قیام رکھا اسی دوران آپ سے لوگوں نے تجدید بیعت کی یہاں تک کہ زخمیوں نے بھی، آپ نے بصرہ کی حکومت ابو بکرہ کے سپرد فرمائی انہوں نے انکار کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے اشارہ فرمایا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کو مقرر فرمادیا پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حضور حاضر ہو کر ملاقات کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی۔ آپ نے السلام وعلیکم عرض کیا ام المومنین نے وعلیکم السلام کہہ کر فرمایا مرحبا (خوش آمدید) اسی دوران کسی نے کہا، اے امیر المومنین! دروازے پر دو ایسے مرد کھڑے ہیں جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ نے قعقاع بن عمرو کو فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور انہیں کپڑوں سے ننگا کر دو (یعنی اضافی کپڑے اتار دو تا کہ سختی زیادہ محسوس ہو)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدینہ شریف کی طرف شان شوکت کے ساتھ روانگی:

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ سے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہلوا بھیجا کہ آپ کو جس طرح کی سواری اور زاد راہ و دیگر جتنی ضروریات ہوں پیش کروں اور فرمایا کہ آپ کے لشکر سے جو لوگ بچ گئے ہیں وہ بھی جہاں جس مقام پر جانا چاہیں ان کے لئے بندوبست کر دوں۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی کے وقت حضرت علی المرتضیٰ نے اہل بصرہ کی مشہور چالیس خواتین کو روانہ فرمایا اور آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ جانے کا حکم فرمایا...... روانگی کے دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دروازے پر حاضر ہوئے تو دوسرے لوگ بھی، بی بی صاحبہ کجاوے میں سوار ہو کر دار سکونت سے باہر نکلیں اور تمام لوگوں کو الوداع کے ساتھ دعاؤں سے نوازا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا بیٹا آئندہ ہم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے نہ اُلجھے اور فرمایا بخدا میرے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان پہلے سے ہی ایسی وابستگی تھی جیسے کسی عورت کے اپنے زوج کے گھر والوں سے ہوتی ہے بیشک علی اخیار میں ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اماں آپ نے سچ فرمایا بخدا ہمارے درمیان ایسی ہی وابستگی تھی جیسی آپ نے فرمایا ہے لوگو! سن لو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے نبی کریم علیہ السلام کی دنیا و آخرت میں زوجہ ومکرمہ ہیں۔ اس کے بعد میلوں تک الوداع کرنے کے لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ساتھ رہے اور پھر بقیہ دن کے سفر کے لئے اپنے بیٹوں کو ساتھ بھیجا۔

نوٹ:

یہ تمام بیان حافظ عماد الدین ابن کثیر کا اپنی تاریخ میں درج کردہ ہے ہم نے اس کی تلخیص پیش کی ہے۔

ادب واحترام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم:

یہ تمام ادبی کارروائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور جان کائنات فخر موجودات کے ادب واحترام کے تحت کی اور غیبی خبر پر اظہار عقیدہ فرمایا کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''اذ کان ذلك فاردها الی مأمنها'' جب یہ حادثہ پیش آئے تو اسے (عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام پر پہنچانا اور ساتھ ہی ان کے حقوق کی ادائیگی بھی فرمائی کیونکہ آپ نص قرآن جملہ اہل ایمان کی ماں ہیں۔ رضی اللہ عنہ) اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی نرمی اور لطف وکرم سے کام لیا نہ تو بی بی صاحبہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور نہ انہیں کسی قسم کی زجر وتوبیخ کی بلکہ نہایت ہی عزت واحترام کے ساتھ واپس بھیجا۔ ام المومنین بجائے مدینہ منورہ جانے کے مکہ معظمہ میں رہیں یہاں تک کہ اسی سال حج کرکے واپس مدینہ طیبہ میں تشریف لائیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علم غیب پر عقیدہ:

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ سے واپس ہونے لگے تو ان کے پیچھے عمرو بن جرموز ہولیا اور راستہ میں انہیں شہید کر دیا اور وہی تلوار لے کر بارگاہِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں پہنچا۔ آپ نے اس سے تلوار لے کر غور سے دیکھا اور فرمایا کہ بہت بڑے دکھ کی بات ہے جسے صاحب تلوار نے رسول اکرم نورِ مجسم کے چہرہ سے نقاب کشائی کی ہے یعنی بہت بڑا کام کیا ہے۔ اس کے بعد ابن جرموز نے کہا کہ مجھے اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت بخشیں، تھوڑی دیر کے بعد ابن جرموز کو اجازت بخشی اس نے آکر کہا کہ میں ہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قاتل ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے پاگل) تو ابن صفیہ کے قتل پر فخر کر رہا ہے تیرا ٹھکانہ تو جہنم ہے کیونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، میں نے حضور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ ''قاتل ابن صفیۃ فی النار'' ابن صفیہ رضی اللہ عنہ کا قاتل دوزخی ہے۔

وضاحت:

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کتنا راسخ ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ باوجود یہ کہ مخالفین میں سے تھے اوران کے قاتل کو شہید کرنے پر شاباش دینے کی بجائے جہنم کی نوید سنارہے ہیں یہ کتنا پیارا عقیدہ ہے جو اہل سنت (بریلوی) کے حصہ میں آیا۔ (الحمدللہ)

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

عمر بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا مرحبا اے میرے بھائی کے بیٹے میں نے جو تمہارا مال جنگ میں سمیٹا تھا وہ اپنے قبضہ کے لئے نہ تھا۔اس سے جو تمہارا مال ہے وہ لے جائیں، سمیٹا اس لئے تھا کہ بے وقوف لوگ لوٹ کر نہ لے جائیں۔ یاد رکھیں کہ مجھے امید ہے کہ میں اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے ہیں جن کے لئے اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۝

(پ۱۴، الحجر، آیت ۴۷)

''اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے۔آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔''

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی کوفہ واپسی:

بصرہ کے علاقہ پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حاکم مقرر کر کے آپ کوفہ کو واپس ہو گئے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے عقیدت:

(ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے) حضرت عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور سلطانِ مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں کون زیادہ محبوب تھا؟ آپ نے فرمایا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہوں نے عرض کی

تو پھر آپ نے ان پر خروج کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: تیرے باپ نے تیری ماں سے نکاح کیوں کیا؟ حضرت عروہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر سے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرا خروج بھی قضاوقدر کے مطابق تھا۔

جنگ جمل کا افسوس:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کہا گیا، یوم الجمل آپ نے فرمایا کہ لوگ تو یوم الجمل کہتے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ جیسے دوسرے لوگ اس جنگ میں شامل نہیں ہوئے کاش! میں شامل نہ ہوتی۔ اب میری آرزو تو یہی ہے کہ مجھ سے حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بیٹے عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہاشم جیسے پیدا ہوتے اس سے بہتر ہے کہ میں جنگ جمل میں شریک نہ ہوتی۔

یہ اہل سنت کی ترجمانی ہے کہ مشاجرات صحابہ کرام حق ہیں لیکن ان میں سے بعض مصیب تھے اور بعض مخطی لیکن ہر ایک کے ساتھ نیک عقیدت ضروری ہے مثلاً جنگ جمل میں حق پر حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے حضرات جن میں ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی ہیں وہ خطا پر لیکن یہ خطا اتحادی ہے اسی لئے ان میں کسی پر سوء ظنی جہنم کا ٹکٹ خریدنا ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ''ایک قوم ہلاک ہونے والی خروج کرے گی ان کی قائد عورت ہوگی ہاں ان کی قائد جنت میں جائے گی۔'' (رواہ البزار والبیہقی)

فائدہ:

اس میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ ہے اور ہلاک ہونے والوں سے مراد صرف باغی ہیں نہ کہ جو خطاء اتحاد میں مبتلا ہوئے جیسے حضرت طلحہ وغیرہ ہما رضی اللہ عنہما۔ (عطاری غفرلہ)

صاف سینے:

ابوالبختری سے پوچھا گیا کہ اہل جمل پر کیا فتویٰ ہے کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا نہیں وہ شرک سے دور ہیں...... کہا گیا اور منافق ہیں؟ فرمایا منافق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کرتے ہیں اور اہل جمل اکثر اہل ذکر تھے۔ کہا گیا تو پھر وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ ہمارے بھائی ہیں ہمارے ساتھ بغاوت کی (اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے)

(یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ غزوۂ جمل کی قائد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہشت میں ہیں اور باغی شرارتی دوزخ میں اور جن مجتہدین کا اتحاد مبنی برخطاء ہے اور صحابی ہیں تو بہشتی ہیں باقی خدا جانے اور وہ)

(5) غزوۂ صفین

۱- صحیح حدیث میں ہے کہ دو بڑے گروہ جنگ کریں گے اور ان کے درمیان بہت بڑا اقتال ہوگا حالانکہ دونوں کا ایک ہی دعویٰ ہوگا۔

۲- حضرت عطاء بن الصائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے بے شمار راویوں نے بتایا کہ (ملک) شام کے قاضیوں میں سے ایک قاضی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المومنین بتائیے سورج اور چاند آپس میں نہیں ٹکراتے اور چاند ان کے ساتھ نصف ونصف ہیں۔ آپ نے فرمایا تیری رائے کس کے ساتھ ہے کیا چاند کے ساتھ کہ اسے سورج پر غلبہ حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً (پ۱۵ بنی اسرائیل آیت ۱۲)

''اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانیاں دکھانے والی۔'' یہ دلیل دے کر قاضی صاحب کو فرمایا چلا جا یہاں سے اور بخدا آئندہ ہمیشہ کے لئے میرے کسی محکمہ میں کام نہ کرنا حضرت عطاء نے فرمایا کہ میں نے

بعد کو سنا کہ وہ قاضی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور سفین میں مارا گیا۔

فائدہ:

یہ فراست حضرت رضی اللہ عنہ ہے کہ آپ نے قبل از صواب وخطاء کو ظاہر فرمادیا۔

جنگ صفین کا سبب مختصراً:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی تو آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ بھی میری بیعت قبول کر لیں جیسے دوسرے مسلمانوں نے کی ہے اور اپنے عہدہ سے فارغ ہو جائیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے حاکم عرصہ سے چلے آرہے تھے۔ یعنی حضرت عمر وعثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلسل شام کے حاکم مقرر رہے انہیں امید تھی کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی انہیں شام کا حاکم برقرار رکھیں گے۔ لیکن غلط بود آنچہ من پنداشتم

''وہ غلط نکلا جو میرا گمان تھا''

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا احسن مشورہ:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کی حکومت سے ہٹانے سے پہلے بیعت کا فرمایا جائے جب وہ بیعت قبول کرلیں پھر جو چاہیں فرمائیں۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت افسوس ہے اگر مجھے اجازت ہوتی کہ منافقت اسلام میں جائز ہے تو میں بھی کر گزرتا لیکن اہل قرآن (قرآن پر ایمان رکھنے والوں) کے لئے اللہ تعالیٰ راضی نہیں کہ وہ منافقت کریں۔

خروج حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سبب:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی معزولی اور بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا تو قسم کھا کر فرمایا کہ میں یہ حکومت شام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد نہیں کر سکتا۔ ''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے حاکم تھے انہیں بھی حضرت علی رضی

اللہ عنہ نے معزول کر دیا اس کے بعد ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کا تہیہ کر لیا۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت شہداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم امیر معاویہ واعمرو بن العاص کو اکٹھا بیٹھے دیکھو تو ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دو حضرت شہدار بن اوس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو کہیں اکٹھا بیٹھا دیکھ کر ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ (رواہ الطبرانی)

اس روایت میں غیبی خبر تو تھی لیکن صحابی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ پر علم غیب بھی نہ بھولئے کہ انہوں نے کس طرح غیبی صبر پر عقیدہ کا علمی اظہار کیا۔

قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ جمل سے فراغت پا کر کوفہ واپس آ کر جریر بن عبداللہ الجبلی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج کر فرمایا کہ جیسے دوسرے مسلمان میری خلافت میں داخل ہو چکے ہیں۔ آپ بھی ہو جائیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ انہیں ابومسلم الخولانی نے فرمایا کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ کیا آپ ان سے افضل ہیں یا ان کی مثل ہیں؟ انہوں نے کہاں نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ افضل ہیں لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم ہو کر شہید ہوئے اور میں ان کا چچازاد ہوں اور متولی بھی ہوں۔ میں ان کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کرتا ہوں۔ تم انہیں ہو کہ وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ہمارے حوالے کر دیں۔ یہ بات اہل شام نے کہی۔ ابومسلم الخولائی کو حضرت امیر معاویہ نے یہی پیغام دے کر حضرت علی کے پاس بھیجا کہ امیر معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ مانگتا ہے اور وہ ان کا ولی اور چچازاد ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے وہی فرمایا کہ پہلے وہ میری بیعت قبول کر لیں۔ جیسے دوسروں نے قبول کر لی ہے

پھر وہ دم عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کریں۔

غزوۂ صفین کی ابتداء:

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ کے لئے تیاری کرنے لگے شام سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ سے چل کر صفین میں جمع ہوئے۔ سخت جنگ ہوئی تیس ہزار مسلمان شہید ہوئے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اپنی کمزوری دیکھی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف قرآن پاک بھیجو اور انہیں کہو کہ فیصلہ بحکم کتاب اللہ ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مان جائیں گے...... چنانچہ یونہی کیا گیا حضرت علی المرتضیٰ نے مان لیا اور فرمایا کتاب اللہ کا فیصلہ ماننے کے ہم زیادہ حق دار ہیں۔ یہ سن کر چند قراء (علماء) جو بعد میں خوارج ہو گئے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نکل گئے۔ انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہم انہیں اتنی مہلت دینا نہیں چاہتے ہم تو ان کے ساتھ تلواروں سے حملہ کریں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرمائے گا سہیل بن حنیف نے انہیں کہا لوگو! خود لڑائی ترک کر دو بالآخر پنچایتی فیصلہ اتفاق ہو گیا۔

فیصلہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوا کہ اپنا نائب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بنائیں یہ ارادہ بدل کر ابو موسیٰ کو حاکم بنایا کیونکہ اہل کوفہ حضرت ابن عباس کو حاکم بنانے پر راضی نہ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمروابن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، دونوں نے اتفاق کر لیا کہ دونوں (علی ومعاویہ) رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا چونکہ عمرو بن العاص ہوشیار آدمی تھے۔ اس لئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ پہلے تم اعلان کرو۔ انہوں نے اعلان کیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں۔ اس پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا ہے۔ میں حکومت پر حضرت امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ کو مقرر کرتا ہوں۔ اس پر لوگوں میں شور برپا ہوا اور موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو برا بھلا کہا کہ تم نے دھوکہ کیا (بات کچھ طے ہوئی اور اعلان کچھ اور ہوا) اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کو چلے گئے۔

دوبارہ جنگ کی تیاری لیکن نہ ہو سکی:

حضرت علی نے شام والوں سے دوبارہ جنگ کی تیاری کی لیکن خوارج کا معاملہ آڑے آ گیا پھر ۳۹ھ میں اہل شام سے جنگ کا ارادہ فرمایا لیکن عراقیوں کی آراء میں اختلاف کی وجہ سے تیاری نہ ہو سکی۔ ۴۰ ہجری میں جدوجہد کی گئی۔ اس کا امیر شکر قیس ابن سعد بن عبادہ مقرر ہوا چالیس ہزار آدمیوں نے مرنے مارنے پر بیعت کی۔ اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں یونہی تھا، یہ جنگ نہ ہو سکی۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اکرم نورِ مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں آپ کے ساتھ کشتی لڑنا چاہتا ہوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لن یغلب معاویۃ ابدا، معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوگا کشتی لڑی گئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔

عقیدہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

غزوۂ جمل، صفین کے دن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اگر مجھے یاد آ جاتی تو میں کبھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہ کرتا۔ (رواہ ابن عساکر)

تبصرہ عطاری غفرلہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود کو حق پر مانتے تھے تو جنگ لڑی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے سامنے اپنی حق فہمی کو قربان کر رہے ہیں لیکن چونکہ آپ حق پر تھے اس لئے آپ کو یہ حدیث ذہن سے اُتر گئی یا آپ کو پہنچی ہی نہ تھی۔

شہدائے صفین جنتی:

۱- یزید بن اصم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صفین کے مقتولین کا کیا فیصلہ ہے؟ فرمایا: ہمارے اور ان کے مقتول جنت میں ہیں یہ فیصلہ میرے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوگا۔

۲- سیتب بن تحیہ نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے صفین کے مقتولین کی طرف لے گئے۔ پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقتولین پر کھڑے ہوکر فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اس کے بعد اپنے لشکر کے مقتولین پر کھڑے ہوئے اور ان کے لئے بھی اسی طرح دعا فرمائی میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! پہلے آپ نے قتل کر دینے کو حلال قرار دیا اب ان پر رحم کی دعا مانگ رہے ہیں۔ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے قتل کرنے کو ان کے لئے گناہوں کا کفارہ بنا دیا ہے۔

۳- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہم میں اور ان میں جو صرف رضائے الٰہی کے لئے جنگ (صفین) میں شریک ہوا ہم قیامت میں اکٹھے آئیں گے۔ اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ (عطاری غفرلہ)

عجیب روایت:

ایک آدمی نے ابوزرعہ رازی کے پاس آکر کہا کہ مجھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض ہے انہوں نے کہا کیوں؟ عرض کی اس لئے کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حق کی جنگ کی۔ فرمایا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رب رحیم رب ہے اور اس کا بالمقابل (حضرت علی رضی اللہ عنہ) بھی کریم رحیم ہے تو پھر تو ان کے درمیان کیسے جگہ پا سکتا ہے؟ (ابن عساکر)

(۷) خوارج یعنی نہروان کی جنگ

۱- حضرت مخنف بن سلیم نے کہا کہ ہم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی کہ آپ نے حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں مشرکین سے جنگ لڑیں۔ اب آپ مسلمانوں سے لڑ رہے ہیں؟ (یعنی خوارج) آپ نے فرمایا کہ ہمیں حضور نورِ مجسم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین گروہوں سے جنگ لڑنے کا حکم فرمایا ہے۔

(i) ناکثین (ii) قاسطین (iii) مارقین

ناکثین وقاسطین سے تو جنگیں لڑی جا چکی ہیں۔ اب ہم انشاء اللہ تعالیٰ مارقین سے جنگ لڑ رہے ہیں۔ (رواہ احمد)

فائدہ:

ناکثین عہد توڑنے والے، ان سے حضرت طلحہ وزبیر اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔ قاسطین حد سے تجاوز کرنے والے، ان سے حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء مراد ہیں (رضی اللہ عنہ) مارقین حق سے روگردانی کرنے والے، ان سے خوارج مراد ہیں۔ (عطاری غفرلہ)

۲- ایک روایت ابی الصادق میں مخنف بن سلیم سے مروی ہے کہ ہمارے حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ناکثین کے ساتھ جنگ کریں۔ ہم نے ان سے جنگ لڑی یعنی اہل جمل سے اور ہم سے عہد لیا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر قاسطین سے جنگ لڑیں تو ہم ان کی طرف متوجہ ہیں۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف اور ہمارے سے عہد لیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر مارقین سے جنگ کریں (اور میں انہیں بھی زیادہ دور نہیں دیکھتا)

۳- الموفقیات میں حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت وصیت فرمائی۔ جب آپ کو ابن ملجم نے تلوار کا وار کیا فرمایا مجھے حضور اکرم نورِ مجسم شارہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختلاف اُمت کی خبر دی جو آپ کے بعد برپا ہوگا اور مجھے حکم فرمایا کہ ناکثین، مارقین اور قاسطین کے ساتھ جنگ کرنا اور اس کی بھی خبر دی جو مجھے حال ہی میں مصیبت پہنچی ہے یعنی ابن ملجم کا حملہ اور مجھے یہ بھی خبر دی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا بادشاہ ہوں گے اس کے بعد عنان حکومت مروان سنبھال لیں گے اور وہ پشت در پشت بادشاہی کریں گے۔ یہ حکومت چلتی چلتی ہو عباس تک پہنچے گی اور مجھے وہ مٹی بھی دکھائی جس پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگی۔

۴- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اس کی (یعنی ایک منافق) کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہوں گے۔ نہایت ہی احسن لہجہ میں قرأت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے تجاوز نہ کرے گی۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے وہ اہل اسلام کو شہید کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر تم انہیں پاؤ تو ان کو ایسے قتل کرنا جیسے عاد و ثمود کی قوم قتل کی گئی۔

فائدہ:

اس حدیث کو امام بخاری، ابوداؤد، احمد، عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے روایت کیا ہے (عطاری غفرلہ)

۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ روایت بیان کر کے فرمایا کہ انہیں قتل کر دو اور ان کے قتل میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس خوش قسمت کے لئے قیامت کے دن اجر و ثواب ہے جو انہیں قتل کرے گا۔

فائدہ:

اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں، ابوداؤد نے اپنی سنن میں، نسائی نے سنن الکبریٰ میں، احمد نے ''المسند'' میں عبدالرزاق نے ''المصنف'' میں طبرانی نے ''الصغیر'' میں روایت کیا ہے۔ (عطاری غفرلہ)

۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ انہوں نے اضافہ فرمایا کہ مبارک ہو اسے جو انہیں قتل کرے یا جسے وہ شہید کریں ان کی علامت یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ کی دعوت دیں گے لیکن ان کا وہ مقصد نہ ہوگا جو کتاب اللہ کا ہے بلکہ ان کا مقصد کچھ اور ہوگا (جیسے ہم اپنے دور میں دیکھ رہے ہیں کہ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے بڑے زور وشور سے پکار رہے ہیں۔ الجہاد الجہاد لیکن جو مقصد ہے دنیا جانتی ہے اس موضوع کی تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''وہابی دیوبندی کی نشانی'' مطبوعہ مکتب، اویسیہ رضویہ بہاولپور میں عطاری غفرلہ) جو ان سے جنگ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر ہوگا ان کی ایک نشانی سر منڈانا ہے۔

8- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح ہے۔ آپ نے اضافہ فرمایا کہ اگر وہ لشکر جو ان پر حملہ کرکے ان کا کام تمام کرے گا جیسے حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے تو وہ ہرگز اپنی کارروائی سے پیچھے نہ ہٹیں۔ ان کی ایک علامت یہ ہے کہ ان کے لشکر میں ایک ایسا مرد ہوگا اس کا ایک عضو تو ہوگا لیکن اس کا ہاتھ نہ ہوگا یعنی پستان جیسی شئے اس کے ہاتھ پر ہوگی اور اس کے اسی عضو پر پستان جیسا گوشت کا ٹکڑا ہوگا اور اس پر سفید بال ہوں گے) اسے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور اسے قتل کرکے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جس کام کی حضور اکرم شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے سالوں پہلے نوید سنائی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ''وہابی دیوبندی کی نشانی'' جو کہ مطبوعہ ہے۔

9- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرقہ حق ... [illegible] ... سے

لڑے گا۔ اس فرقہ کو وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

تحقیق مصنف درباره امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

میں (مصنف کتاب) کہتا ہوں کے اس میں دلیل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اسلام سے خارج نہ ہوئے بلکہ فسق کا ارتکاب بھی نہ کیا کیونکہ مجتہد تھے ہاں وہ اپنے اتحاد میں خطا کرتے اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی حق کے قریب تر تھے کیونکہ آپ ہی ہیں جنہوں نے خوارج کو قتل کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تصریح ہے کہ خوارج کو حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل کریں گے (مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''خوارج اور ان کے ہمنوا'' میں مطالعہ فرمائیں۔ عطاری غفرلہ)

فائدہ:

خوارج کے بارے میں ان گنت احادیث وارد ہیں۔

خوارج سے جنگ کے مختلف حالات:

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے فیصلہ دو حکمین پر چھوڑا تو چند قراء خوارج نے کہا حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہ کافر ہو گئے (العیاذ باللہ) (آج بھی ان کے ہمنوا وہابی نجدی دیوبندی وغیرہ وہی بولی بول رہے ہیں کہ ان کے سوا باقی جملہ اہل اسلام کافر ومشرک اور بدعتی ہیں) امیر المومنین سے جدا ہو کر حرورا (بستی) میں دس ہزار کے قریب یہ لوگ جمع ہوئے اور ان کے تعداد تیرہ ہزار سے انیس ہزار کے درمیان تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مصالحت کے لئے بھیج کر فرمایا تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم تم اپنے خلیفہ کے پاس واپس آجاؤ لیکن یہ بتاؤ ان پر ناراض کیوں ہوئے ہو کیا انہوں نے مال غنیمت صحیح تقسیم نہیں کیا یا کوئی فیصلہ غلط فرمایا انہوں نے کہا ہم ظاہر کریں تو فتنہ وفساد کا خطرہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عام گمراہی کے فتنے میں نہ پڑو اس فتنہ کے خطرہ سے جو آنے والے سال میں واقع ہو۔ (شاید وہ واقعہ ہو یا نہ ہو)

خارجیوں کی نیت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تقریر سن کر بعض تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ہاں واپس آ گئے لیکن اکثر اپنی ضد پر ڈٹ گئے اور کہا کہ ہم اپنے مؤقف پر قائم ہیں اگر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ پنچائتی (تحکیم) پر قائم ہیں تو ہم ان کے خلاف ایسے جنگ کریں گے جیسے اہل شام کے خلاف صفین میں جنگ کی تھی اگر انہوں نے تحکیم کو توڑ دیا تو پھر ہم ان کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ یہ کہہ کر نہر کی جانب چل پڑے اور نہر پار کر کے ایک گروہ ان سے جدا ہو گیا اور اس نے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تو ان کے ساتھیوں نے کہا ہم اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدہ نہیں ہوئے تھے کہ اہل اسلام کو قتل کریں۔

خوارج سے جنگ کا منظر:

جب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو خوارج کی کارروائی کا علم ہوا تو آپ اس وقت شام کی طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کے لئے تیار ہو رہے تھے لیکن خوارج کی وجہ سے رک گئے اور اپنے رفقاء کو فرمایا کہ کیا تم دشمن (امیر معاویہ) سے جنگ کے لئے چلو گے یا پہلے ان کا کام تمام کر لیا جائے جو ہمارے لشکر سے نکل کر ہمارے ساتھ جنگ پر آمادہ ہیں۔ سب نے کہا ہم ان کی طرف یعنی خوارج کی طرف لوٹیں گے۔ آپ نے فرمایا ان سے لڑنے کے لئے بیعت کا ہاتھ بڑھاؤ۔ سب نے بیعت کی۔

سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے غیبی خبر دی:

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے جنگ سے پہلے فرمایا کہ بخدا ہمارے صرف دس شہید ہوں گے اور ان کے صرف دس بچ نکلیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کو بھی بذریعہ الہام وکشف غیب پر آگاہی ہوتی ہے) (عطاری غفرلہ)

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علم غیب کے لئے اظہار عقیدہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب خوارج کا کام تمام کر چکے تو فرمایا خوارج کے مقتولین میں ایسی صفات کے شخص کی تلاش کرو۔ تلاشِ بصیار کے باوجود وہ نہ ملا آپ نے فرمایا تلاش کرو وہ ضرور ہوگا چنانچہ دوسری بار تلاش کے بعد وہ شخص مل گیا جس کی نشانیاں رسول اللہ نے بتائی تھیں۔ ایک شخص نے کہا

الحمد لله الذی اباد هم و ارحنا منهم

''سب تعریفیں اللہ کے لئے جس نے خوارج کو تباہ کیا اور ہمیں راحت وسرور سے مصرور فرمانا۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ ایسا نہیں یعنی تباہ نہیں بلکہ ابھی وہ باپوں کی پشتوں میں وہ ماؤں کے پیٹوں میں نہیں آئے۔ ان کے آخری چور ڈاکو ہوں گے۔

خوارج ہر زمانہ میں:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کون ومکاں سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چندلوگ جانب مشرق (نجد وغیرہ) سے نکلیں گے۔ قرآن خوب پڑھیں گے لیکن ان کے حلقوں سے قرآن تجاوز نہ کرے گا (یعنی لفظی تلاوت ہوگی اور اندر سے قرآن کے خلاف (عقائد وطریقے) ظاہر کریں گے۔ جب ان کا گروہ ایک دور میں ختم ہوگا تو دوسرے گروہ میں دوسرا نام لے کر نکلے گا۔ یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ ''دجال'' کے ساتھ نکلے گا۔

مسئلہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جسے حروریہ (خوارج) نے قتل کیا وہ شہید ہے۔

سیّدنا علی المرتضٰی کا فتوٰی:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے جنگ کی تو آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کافر ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ تو کفر سے بھاگتے تھے، پھر سوال ہوا کہ کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافقین تو اللہ تعالٰی کا ذکر بہت کم کرتے ہیں یہ تو ذکر الٰہی بہت زیادہ کرتے ہیں۔ پوچھا گیا تو پھر وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہوئے اس پر وہ اندھے بہرے ہو گئے۔

خوارج کے ہمنواؤں کی نشاندہی

مصنف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوارج کے بقایا فرقے یہ ہیں۔

(i) قرامطہ

(ii) انہی میں سے باطنیہ

(iii) اسماعیلیہ (آغا خانی وغیرہ) ان کے فتنے بہت مشہور ہیں جنہوں نے بے شمار خلق خدا کو ہلاک وتباہ کیا اور بہت بڑے شہروں کو برباد کیا۔ اس کے متعلق اشارہ آئے گا۔ (انشاءاللہ)

فائدہ:

آغا خانی اور بوھری فرقے کے عقائد اور ان کے خلاف اہل اسلام کی رائے کے لئے ملاحظہ فرمائیں آغا خانی اور بوھری دھرم ''فتاوٰی برکاتیہ'' کی روشنی میں مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی۔

(7) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت سے دستبردار ہونا:

۱- حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مدینہ پاک میں واپسی کے بعد میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کی اے مومنوں کے

ہلاک کرنے والے (نعیم) کہتے ہیں یہ سفیان ان میں سے تھے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل پکڑتے تھے جو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور سیّد عالم فخر بنی آدم مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دن اور راتیں نہیں گزریں گی یہاں تک کہ اس امت کا ایک ایسے فرد پر اتفاق ہوگا جو بڑی پیٹھ والا اور موٹے حلقوں والا ہوگا کھائے گا تو سیر نہ ہوگا اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ جو امر الٰہی واقع ہونا تھا واقع ہوگیا۔ (رواہ نعیم)

۲- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دن اور راتیں نہیں گزریں گی یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ بنیں گے۔ (رواہ الدیلمی)

انتباہ:

حدیث شریف میں لفظی معنی مراد نہیں بلکہ مجاز ہے کہ وہ شخص شدید قوت والا ہوگا ملک پر قابض ہو جائے گا۔ حقیقی معنی میں رکھنا بھی جائز ہے کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی کہ

"ان لایشبع اللہ بطنہ" اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو سیری نہ کرے۔

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ میں نے عرض کی وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح بلاوے پر میں نے جواب دیا۔ تیسرے بلاوے پر میرے جواب کے بعد فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ طعام سے نہ بھرے" چنانچہ ہمیشہ تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ طعام سے نہ بھرا جاسکا یعنی بسیار خوری کے باوجود بھوکے رہتے تھے۔ (رواہ مسلم والبیہقی، فی الخصائص الکبریٰ للسیوطی)

وضاحت:

اس حدیث کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے حالانکہ فضیلت ہے کیونکہ حضور پرنور شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بددعا نہیں بلکہ ان کے لئے خیر کی دعا ہے کیونکہ طعام کھانے میں لذت ہے اور لذت ایک نعمت ہے' لیکن جب پیٹ بھر جائے اور اس کی مقدار سے انسان آگے بڑھے تو بدہضمی کا شکار ہو جاتا ہے جو اس کے لئے مصیبت ہے' لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے اس مصیبت کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راحت ورحمت بنا دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جتنا چاہیں کھائیں نہ انہیں بدہضمی ہوگی اور نہ قیامت کا حساب، باخلاف دوسروں کے کہ ان کے لئے زائداز ضرورت پر بدہضمی اور قیامت کا حساب۔

فائدہ:

اس کی تحقیق ابی سفیان بن معاویہ عن صرف عنان مزید فقیر کے رسالہ ''صرف عنان عن معاویۃ بن ابی سفیان'' (زیر طبع) میں پڑھئے: عطاری غفیلہ

فائدہ:

سلیمان بن عبدالملک بنوامیہ کا بادشاہ بھی ایسے ہی تھا کہ کھاتے کھاتے سیر نہیں ہوتا تھا۔

وضاحت:

اس سے ہمیں کیا اس کے لئے جواب کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ صحابی تو نہیں صحابیوں کی اس لئے طرف داری کرتے ہیں کہ وہ حبیب کبریا کے یار ہیں اور قائدہ ہے کہ یار کا یار بھی پیارا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیارے تھے کیونکہ وہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف یار تھے بلکہ قریبی رشتے دار (کہ ان کی بہن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں) بھی تھے اور بھی بے شمار اسلامی

فضائل ومناقب سے معمور تھے، تفصیل دیکھئے۔ ''فضائل امیر معاویہ'' زیر طبع ہیں۔

مصنف کتاب کا پیارا جواب:

مصنف رحمۃ اللہ اوپر کا مقولہ مذکورہ لکھ کر فرماتے ہیں ممکن ہے، حدیث شریف سے یہی عبدالملک مراد ہو۔

۴- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم دیکھو کہ حکومت ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوگی تو تم مکہ معظمہ کو چلے جاؤ۔

۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں میری امت کے اُمور سپرد فرمائے گا خیال کرنا تم کس طرح کام فرماؤ گے۔ حضرت اُمّ حبیبہ (امیر معاویہ کی ہمشیرہ) ام المومنین رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واقعی میرے بھائی کو بادشاہی عطا ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کی بادشاہی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔ ملک سرسبز وشاداب ہوگا۔ (رواہ ابن عساکر)

• وضاحت:

جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت کرتے ہیں بعض بدقسمت اہل سنت بھی ان مذمت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل پر بھی نگاہ اور علم غیب کا عقیدہ بھی نہ بھولئے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں ضرور اس امر میں مبتلا کیا جاؤں گا کیونکہ اس ذات کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کر رہتی ہے۔ (رواہ احمد)

عقیدہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

یہ صحابی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ غیب کا علم بھی ہے اور اختیار بھی ہے۔

انتقالِ حکومت کا سبب:

جب سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خوارج کے ساتھ جنگ سے فراغت پائی تو آپ کا (ملک) شام کو جانے کا پروگرام تھا جیسے پہلے گزرا۔ اسی دوران ۱۷ رمضان المبارک کو آپ کی شہادت واقع ہوگئی۔ آپ نماز صبح کے لئے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کو سب سے بڑے بدبخت یعنی عبدالرحمٰن ابن ملجم نے شہید کر دیا۔ اس نے تلوار کو زہر آلود کر رکھا تھا۔ آپ کی پیشانی پر وار کر کے دماغ تک تلوار کی دھار پہنچا دی۔ یہ واقعہ شب جمعہ رمضان ۴۰ھ میں ہوا۔ اس کے بعد خلافت کے لئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لئے ہزاروں کا لشکر (جو پہاڑوں جیسے معلوم ہوتے تھے) لے کر ملک شام کی طرف چلے۔ اسی غرض سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملک شام سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کو حضرت امام رضی اللہ عنہ کی طرف صلح کے لئے بھیجا (یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی کی دلیل ہیں)

جوابِ حضرت امیر معاویہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جواباً کہا گیا کہ آپ جیسے فرمائیں گے ویسے ہی ہو گا۔ آپ کی ہر شرط پوری کروں گا بلکہ سفید کاغذ بھیج دیا اور نیچے اپنی مہر لگا دی اور عرض کی آپ جو چاہیں لکھیں مجھے کسی قسم کا انکار نہ ہوگا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے چند شرائط لکھیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) کوفہ کا بیت المال ہمارا ہے

(۲) دارابی جرد کا اخراج ہمارے ـــ ہوگا

(۳) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلافت میرے بھائی

حسین رضی اللہ عنہ کے سپرد کی جائے۔ایک روایت میں ہے:

(۴) مسلمانوں کو عام اجازت ہو کہ وہ جنہیں چاہیں جس علاقے کا حاکم مقرر کریں۔

(۵) اہل عراق کے درپے نہ ہونا اور نہ ان سے کسی قسم کا انتقام لیا جائے گا۔شرائط تسلیم کر لی گئیں تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سے دستبرداری کے احزار کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

شرائط صلح:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خون کی حفاظت کرتے ہوئے خلافت سے دستبردار ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں لیکن ہم بنو ابو مطلب مال سے مالا مال ہیں یعنی جود وسخا کے عادی ہیں اور اپنے تابع دار کی بھی رساعت دیکھنا چاہتے ہیں۔یہ ہماری فطرت ہے ہم قلت مال کو نہیں دیکھتے۔اس اُمت کا کئی بار خون بہہ چکا۔یعنی شامی وعراقی خوب لڑے بھڑے انہوں نے ایک دوسرے کے خون خوب بہائے اب سوائے درگزر اور عدم انتقام کے کوئی چارہ نہیں۔

فائدہ:

ان فرستادگان (حضرت ابن عمر وحضرت ابن ثمرہ رضی اللہ عنہ) نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو عرض کی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، آپ کے سامنے ایسی ویسی شرائط پیش کرے اور آپ سے مطالبات منوائے اور کوئی ایسا سوال کرے جو آپ کے حل کرنے کا نہ ہو تو آپ نے فرمایا پھر تمہارا کیا خیال ہے عرض کی ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

تقریر امام حسن رضی اللہ عنہ:

جب بیعت قبول ہو گئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے امام حسن رضی اللہ عنہ ممبر پر رونق افروز ہو کر تقریر فرمائیے۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہمارے پیارے بزرگوں

کے صدقے ہدایت بخشی اور ہمارے آخری آدمی کی برکت سے تمہارے خون کی حفاظت فرمائی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ خلافت کا جھگڑا کھڑا کیا حالانکہ خلافت کا حق دار میں ہوں اور میں خلافت سے اس لئے دستبردار ہو رہا ہوں کہ مسلمانوں کا خون محفوظ ہو جائے۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں اور بس۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گواہی دی کہ ہم نے حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے سنا کہ میرا یہ بیٹا سیّد (سردار) ہے۔ یہ عنقریب مسلمانوں کی دو بہت بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا جن کے درمیان بہت بڑا شکست وخون ہونا تھا۔

فائدہ:

اس حدیث کو امام بخاری، ابوداؤد، نسائی، احمد، ابن خبان، بزار، حمیری، طیاسی، ابن ابی شیبہ، اسحاق، معمر، خطیب، ابونعیم، ابوعمر الدانی، دولابی، حاکم، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت

اس حدیث شریف علم غیب کے علاوہ ذیل کے اختلافی مسائل حل ہوئے۔

(۱) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی مذمت کرنے والوں کو نبی کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ یہ تو میرے بیٹے کا بہترین کارنامہ ہے۔ اسی لئے وہ تو سیادت کا مستحق ہے نہ کہ مذمت کے لائق۔

۲- حضور سیّد دو عالم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں جماعتوں، جماعت امام حسن و جماعت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں فرمایا جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض میں انہیں اور ان کی خامیوں کو کافر کہتے ہیں وہ ہوش کے ناخن اتار لیں۔

(عطاری غفرلہ)

خوشی کا اظہار:

اس صلح کے بعد اس سال کا نام سنۃ الجماعت (جماعت حق کا سال) اس لئے کہ اس سال لڑنے بھڑنے والے مسلمان آپس میں شیر و شکر ہوئے اور ان کے درمیان قتل وغارت سے تمام مسلمان ماموں وحفاظت ہوئے۔

تقریر سیّدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ:

حارث نے فرمایا کہ جب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ صفین سے واپس ہوئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ وہ تو ہمیشہ کے لئے حاکم نہیں رہیں گے تو ایسی عجیب باتیں بیان فرماتے کہ جو پہلے کبھی نہ فرمائی تھیں اور ایسی احادیث سناتے جو کبھی نہ بیان کی گئیں۔ ان میں سے ایک یہ فرمایا: اے لوگو! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت سے قرابت نہ کرو بخدا اگر تم انہیں نہ پاؤ گے تو لوگوں کے سروں کو کندھوں سے حنظل کی طرح نیچے گرتے دیکھو گے (یہ فراست سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہے کہ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد کیا ہوگا؟ جس پر واقعات کربلا وغیرہ شاہد ہیں۔ بعض باتوں کی تفصیل آنے والے اور ابواب میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ (عطاری غفرلہ)

(8) بنو اُمیہ کی حکومت

ان میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد والے جن کے دور میں خلافت میں بڑے فتنے کھڑے ہو گئے۔ ان فتنوں کو کالی رات تشبیہ دی جا سکتی ہے کہ جیسے سیاہ راتیں بڑی مشکل سے کاٹی جاتی ہیں۔ یزید اور اس کے بعد والوں کے اکثر کا یہی حال رہا۔

(i) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مبغوض ترین بنو اُمیہ وثقیف اور بنو حنفیہ تھے۔ یہ بھی اکثریت پر محمول کیا جائے۔

(ii) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب بنو امیہ چالیس مرد ہو

جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا تابع دار (غلام) بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مال کو نخل (عطیہ اور غنیمت) اور کتاب اللہ کو مال جمع کرنے کا ذریعہ بنالیں گے۔

فائدہ:

اس حدیث کو امام حاکم، طبرانی اور نعیم نے روایت کیا ہے۔ (عطاری غفرلہ) اس روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مال بلا خوف کھائیں گے اور کتاب اللہ کو پھینکنا شروع کر دیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ بنو ابی العاص کی تعداد جب تیس (۳۰) مردوں کو پہنچے گی تو وہ دین اسلام میں مداخلت شروع کر دیں گے۔ ''نہایا'' میں فرمایا الغول کا معنی ہے کسی شخص کے غلام اور پیروکار اس کا واحد حائل اور یہ لفظ واحد کے معنی میں بھی مستعمل ہے جس سے مراد غلام یا لونڈی ہے اور یہاں یہ دوسرا معنی مراد ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

۳- ابن المواہب فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو آپ کے ہاں مروان حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المومنین! میری ضرورت پوری کر دیجئے میں بہت بڑا عیال دار ہوں۔ میں دس بچوں کا باپ اور دس بھتیجوں کا چچا ہوں اور دس بھائیوں کا بڑا بھائی ہوں۔ جب مروان چلا گیا تو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تخت پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! تمہیں معلوم ہوگا کہ حضور اکرم شاہ بنی آدم نے فرمایا کہ جب بنو الحکم (مروانی) کے گھر کے افراد دس ہو جائیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے مال کو آپس میں اپنی دولت اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا تابع دار اور کتاب اللہ کو دھوکہ بنالیں گے جب وہ چار سو ننانوے ہو جائیں تو ان کی تباہی پہلی کھجور کے کھانے سے بھی جلد ہوگی۔ ابن عباس نے کہا ہاں بخدا مجھے یاد ہے۔

(۴) مذکور ہے کہ مروان نے اپنی ضرورت کے لئے حضرت امیر معاویہ کے ہاں اپنے بیٹے عبدالملک کو بھیجا۔ اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ضرورت پیش کی

جب عبدالملک واپس لوٹا تو حضرت امیر معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اے ابن عباس! آپ کو یاد ہوگا کہ حضور سیّد عالم فخر بنی آدم رضی اللہ عنہ نے مروان کا نام لے کر فرمایا کہ یہ چار جابر بادشاہوں کا باپ ہے۔ (رواہ البیہقی) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہر اُمت پر آفت نازل ہوتی رہی اور اس امت کی آفت بنو اُمیہ ہے۔

فائدہ:

اسے ابو نعیم نے ''الفتن'' میں نقل کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی جو یبر ہے، جس کے لئے امام دار قطنی اور عیسائی نے فرمایا کہ وہ مطروق الحدیث ہے (عطاری غفرلہ)

۵- عمران بن جابر الجعفی (یہ وفد کے افراد میں سے ایک فرد ہے) نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ''بنو امیہ کے لئے ویل یعنی خرابی ہے یہ تین بار فرمایا۔''

فائدہ:

اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا (عطاری غفرلہ) ۷- محمد بن کعب القرشی نے فرمایا کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم اور اس کی اولاد پر لعنت فرمائی سوائے ان کے جو ان میں صالحین ہیں اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔

۸- عمرو بن مرہ الجہنی کہتے ہیں حکم ابن ابی العاص نے حضور اکرم نور مجسم شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی آپ نے اس کی آواز پہچان کر فرمایا سانپ یا سانپ کے بچے کو آنے دو اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجے اور اس پر جو اس کی پشت سے پیدا ہو سوائے ان کے کہ ان میں سے اہل ایمان ہیں وہ تھوڑے ہیں۔

(یہ حدیث مستدرک للحاکم میں ہے۔ عطاری غفرلہ)

فائدہ:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور ان

جیسوں کے استثناء کے لئے ہے ورنہ مروانی اکثر دنیا میں تو برگزیدہ سمجھے جائیں گے لیکن آخرت میں ذلیل تر ہیں، مکار، دغاباز، ان کی دنیا میں بہت بڑی عزت وعظمت ہوگی لیکن ان کے لئے آخرت میں کچھ نہیں۔

۹- ظہیر بن الاقمر فرماتے ہیں کہ حکم بن ابی العاص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ کی باتیں قریش کو جا کر سناتا یعنی چغل خور تھا۔ اس پر آپ نے لعنت فرمائی اور اس پر جو بھی اس کی پشت سے تا قیامت پیدا ہوں گے (مگر جن کا پہلے سے استثناء ہوا)

(۱۰) حضرت عبداللہ بن زبیر نے ممبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ مجھے اس گھرِ محترم (کعبہ) اور شہرِ محترم (مکہ معظمہ) کے رب کی قسم ہے حکم بن ابی العاص اور اس کی تمام اولاد حضرت محمد مصطفیٰ کی زبان سے ملعون ہے۔

(۱۱) نیز آپ نے طواف کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اسی مکاں کے رب کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاص اور اس کی اولاد پر لعنت بھیجی یعنی مروان کا باپ اور اس کی جملہ اولاد (سوائے صالحین کے)

(۱۲) حضرت ابو یحییٰ نخعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھا تھا مروان انہیں گالی دے رہا تھا۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کو اس کے جواب دینے سے روکتے تھے، مروان نے کہا تمام اہل بیعت (حضرت علی اور اس کے تمام گھر والے) ملعون ہیں۔ اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم پر لعنت کی جبکہ تو باپ کی پشت میں تھا۔

فائدہ:

یہ حدیث طبرانی فی الکبیر میں ہے (عطاری غفرلہ)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی

جبکہ تو اپنے باپ کی پشت میں تھا۔

(۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم سیّد دو عالم فخر بنی آدم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا بنوالحکم میرے ممبر کو بندروں کی طرح روندر ہے ہیں۔ (الحدیث رواہ ابویعلی والحاکم والبیہقی)

(۱۴) حضرت ابن المصیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بنوامیہ کو اپنے ممبر پر دیکھا تو آپ کو برا لگا اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ یہ دنیا ہے جو انہیں دی جائے گی۔ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ (رواہ البیہقی)

(۱۵) حضرت حسن بن علی نے فرمایا کہ حضور سرور مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنواُمیہ کے ایک ایک (مرد) کو اپنے ممبر پر خطبہ پڑھتے دیکھا تو آپ کو برا لگا۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ (پ۳۰ الکوثر آیت ۱)

''اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔''

اور یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ وَمَآ اَدۡرٰكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ (پ۳۰، القدر)

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

فائدہ:

حضرت قاسم بن الفضل رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنوامیہ کی حکومت کا اندازہ لگایا تو وہ ہزار ماہ سے نہ زائد ہے نہ کم۔ (رواہ الترمذی الحاکم البیہقی)

(۱۶) زہری وعطاء خراسانی سے مروی ہے کہ حضور پرنور شافع محشر شاہِ بنی آدم صلی

اللہ علیہ وسلم نے حکم (والد مروان) کو فرمایا کہ گویا میں تیری اولاد کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے ممبر پر چڑھتے اترتے ہیں۔ (رواہ البیہقی)

(۱۷) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اکرم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو حکم بن ابی العاص گزرا تو حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی صلب میں جو کچھ ہے اس سے میری امت کی ہلاکت وتباہی ہے۔

(۱۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزول سکینہ نے فرمایا کہ بنو امیہ کے جابروں (ظالموں) میں سے ایک جابر (ظالم) کی میرے اس منبر پر نکسیر پھوٹ پڑے گی۔ چنانچہ عمرو بن السعید بن العاص کی نکسیر منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھوٹی اور اس کا خون منبر پر بہا یہاں تک کہ منبر کی سیڑھیوں تک پہنچا۔

(۱۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں شام کے وقت حضور نبی کریم رحمتہ اللعالمین کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا میرے قریب ہو جایئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مابین کوئی نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ مبارک ان کے کان سے ملا کر راز کی باتیں فرماتے رہے، جب حضرت ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) نے گھبرا کر سر اٹھایا پھر کسی دروازہ کھٹکھٹانے والے نے اپنی تلوار سے دروازے پر دستک دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اسے پکڑ کر لاؤ جیسے بکری کو دودھ دوہنے والے کے پاس لایا جاتا ہے ہم نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم بن ابی العاص کے کان ۔ے ہوئے لاتے ہیں اور اس کا کان لٹکا ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تـ۔ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم شاہ بنی آدم رضی اللہ عنہ کے سامنے

کھڑا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تین بار لعنت کی اور پھر فرمایا ایک کونے میں بیٹھ جا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بہت سے انصار و مہاجرین حاضر ہوئے پھر آپ نے اسے بلا کر فرمایا: لعنت ہو تجھ پر پھر فرمایا: عنقریب یہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی مخالفت کرنے والا ہے اور اس کی پشت سے بڑے فتنے اٹھیں گے۔ یہاں تک کہ ان کا دھواں آسمان تک پہنچے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یہ تو لاشے ہے اور ذلیل ترین انسان ہے کیا اس سے ایسے ہوگا تو حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں اس وقت تمہارے بعض اس کے ساتھی ہوں گے۔''

حکم بن ابی العاص یعنی مروان کی باپ کی شہر بدری

اس کے بعد حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاص کو طائف کی طرف شہر بدر کر دیا۔ اس نے بقیہ زندگی طائف میں گزاری اسے حضرت ابوبکر صدیق نے لوٹایا نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اسے واپس مدینہ پاک میں بلا لیا۔

فائدہ:

یہ ان امور میں سے ایک امر ہے جس کی بنا پر آپ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) پر تنقید ہوئی۔ وہی آپ کی شہادت کے سبب ہے۔

فائدہ:

اس پر اعتراضات کے جوابات کے لئے فقیر کا رسالہ ''عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جوابات'' زیر طبع میں مطالعہ فرمائیں۔ (عطاری غفرلہ) ویسے بنو امیہ کی دولت بمعہ سلطنت کا تقاضہ بھی یہی تھا کہ فسادات و مظالم کا دور دورہ ہو اب چند فتنوں کا مختصر احال لکھا جاتا ہے۔

زمانۂ یزید پلید کے واقعات

یزید کے زمانہ میں جو امور واقع ہوئے ان میں سے ایک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی ہے۔

۱- شہادت امام حسن رضی اللہ عنہ:

اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی زوجہ جعدہ کندیہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے شوہر محترم کو زہر کھلا دے تو وہ اس سے نکاح کرے گا اور اس کے لئے ایک لاکھ درہم خرچ کرے گا۔ اس نے یونہی کیا جس سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چالیس دن تک بیمار رہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بڑی کوشش کی کہ زہر کھلانے والے کا نام بتائیں لیکن آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ ہی اس سے انتقام لے گا۔ (فرمایا) زہر کا یہ حال ہے کہ میرے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں اور مجھے معلوم بھی ہے کہ میں کہاں سے ڈسا گیا ہوں۔ اس سے آپ کا اشارہ یزید کی طرف تھا اور میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کچھ نہ کرنا اور آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری وجہ سے ایک قطرہ خون بھی نہ بہانا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا واعظ

آپ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کوفہ کے لوگوں کی باتوں میں نہ آنا وہ آپ کو ذلیل کریں گے اور آپ کو بے وطن کریں گے۔ بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہم میں اب نبوت ختم ہے تو خلافت میں بھی، میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے لی ہے کہ وہ مجھے حضور نبی کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفنانے دیں۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ ان سے اس بارے میں عرض کرنا لیکن مجھے خطرہ ہے کہ یہ قوم یعنی بنو امیہ آپ کو اس سے (یعنی میری وہاں تدفین سے) روکیں گے اگر وہ روکیں تو ان سے مزاحمت نہ کرنا مجھے اپنی امی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قریب جنت البقیع میں

دفن کر دینا۔ اس فرمان کے چالیس دن کے بعد آپ کا وصال ہو گیا اکثر اس پر ہیں کہ وہ سن ۵۰ھ تھا۔

تدفین پر مزاحمت

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو امام حسین رضی اللہ عنہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا آپ اپنے معاہدہ پر قائم ہیں؟ فرمایا: ہاں مجھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت ہے۔ اسی لئے مجھے کوئی انکار نہیں۔ اس وقت مروان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ طیبہ کا حاکم تھا۔ وہ اور بنو امیہ میں سے اس کے رفقاء مانع تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ آپ کے رفقاء نے ہتھیار اٹھا لئے اور کہا ہم مروان اور اس کے ساتھیوں سے لڑیں گے، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ اپنے بھائی کے سب سے پہلے مستدرک وصیت نہ بنیں۔ انہوں نے آپ کو وصیت کی تھی کہ آپ میری وجہ سے جنگ نہ کریں گے۔ اتنا منت سماجت کی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو واپس لوٹا کر گھرے آئے۔ اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

جعدہ کا مطالبہ:

امام حسن رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد جعدہ نے یزید کے پاس آدمی بھیج کر وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا لیکن یزید نے انکار کر دیا اور جعدہ سے نکاح نہ کیا۔

ازالہ اشکال:

جعدہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا لیکن تعجب ہے کہ یہ روایات کہاں تک صحیح مانی جاتی ہیں جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے بار بار پوچھنے پر تا وصال نہ بتایا پھر باقی لوگوں کو کیسے

معلوم ہو گیا۔ (عطاری غفرلہ)

۲- شہادت امام حسین:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یزید کے بارے میں فرمایا: اے معاذ؟ یاد رکھ کہ پانچ (۵) خلفاء کی گنتی پوری ہو پھر رسول نبی کریم راحۃ العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ سے برکت نہ دے حسین کی موت کی خبر مجھے دی گئی ہے اور مجھے اس کی شہادت گاہ کی مٹی بھی دکھائی گئی ہے اور اس کے قاتل کی بھی اطلاع دی گئی ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جس قوم میں حسین کی شہادت ہوئی اور اس کے لئے انہوں نے رکاوٹ نہ کی تو اللہ تعالیٰ ان کے سینے اور دل ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا اور ان پر شرارتی لوگوں کو مسلط کر دے گا اور وہ آپس میں بھی مختلف گروہ ہو جائیں گے۔

فائدہ:

مصنف کتاب نے فرمایا کہ اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور آپ کو اپنے وطن سے نکال کر دشمن کے حوالے کر دیا اور دشمنوں سے آپ کا دفاع بھی نہ کیا۔

فائدہ:

(حدیث شریف میں ہے) آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فراخ دلی پر افسوس ہے کہ خلیفہ کے بعد خود ساختہ خلیفہ مقرر ہوا اور میری اولاد تو شہید ہو جائے اور نا اہل کو خلافت سپرد کر دی جائے۔

دس خلفاء کی خبر:

حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! رضی اللہ عنہ جب دس خلفاء ہوں گے پھر فرمایا ولید فرعون کا نام ہے (یعنی وہ اس جیسا ہوگا) وہ شرائع اسلام کو ڈھائے گا اس کے خون سے اس کے اپنے گھر والوں کا کوئی ایک ہاتھ دھوئے گا

(الحدیث) یعنی اسے اپنے گھر والوں میں سے کوئی قتل کرے گا۔

نوٹ:

یہ حدیث طبرانی فی الکبیر میں ہے اور پھر ان کے حوالے سے ''مجمع الزوائد'' میں ہے۔

فائدہ:

جب دس خلفاء تک نوبت پہنچے گی اس سے مراد یہ ہے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ سمیت دس خلفاء ہوں گے تو اس وقت اس حدیث میں ولید بن عبدالملک مراد ہوسکتا ہے کیونکہ راہنماء کی فہرست یوں ہے:

خلفاء راشدین

(۱) سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۲) سیّدنا سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(۳) سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

(۴) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

(۵) سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

(۶) یزید

(۷) یزید کا بیٹا معاویہ رضی اللہ عنہ

(۸) سیّدنا ابن الزبیر رضی اللہ عنہما یا مروان

(۹) عبدالملک

(۱۰) ولید بن عبدالملک

احتمال دیگر:

اگر دس سے بعد کے خلفاء مراد ہیں اور ولید سے مراد ولید بن یزید بن عبدالملک ہے اس لئے ولید کے بعد سلیمان اور اس کے بھائی نے ملک کی بھاگ دوڑ سنبھالی پھر گنتی

میں دوید اور ۳- عمر بن عبدالعزیز (۴) یزید (۵) ہشام یہ دونوں عبدالملک کے بیٹے ہیں۔ان کے بعد والے ملا کر نو (۹) ہوں گے (۱۰) ولید بن یزید ہے اور دوسرے احتمال کی تائید وحدیث کے الفاظ ''یبوء بدمہ رجل من اہل بیتہ'' (یعنی اس کے خون سے اس کے گھر والوں سے کوایک ہاتھ رنگے گا) سے ہوتی ہے اس لئے کہ اس ولید کو اس کے چچازاد یزید بن ولید نے قتل کیا۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''سل الله سفیه فلا اغمادله '' اللہ تعالیٰ اپنی تلوار کا منہ کھول دے گا پھر اس کے بعد اسے نیام میں رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ سے تائید ہوتی ہے اس لئے اس پر ان کا آپس میں اختلاف بڑھ گیا۔ انہی کے دور میں بنوامیہ پر بنوعباس نے غالب ہو کر ان سے ملک چھین لیا۔ اسی لئے امام زہری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ولید بن یزید کی حکومت ثابت ہو جائے تو حدیث میں عاشر سے یہی ولید مراد ہے ورنہ ولید بن عبدالملک مراد ہے۔

علم غیب:

کئی طرق سے مروی ہے جس کے بعض طرق کی امام حاکم تصحیح فرمائی ہے وہ یہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام اور ایک روایت میں بارش کا فرشتہ حضور نبی کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس علاقہ (کربلا) کی مٹی بھی دکھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرما دی اور انہیں غیبی خبر دی کہ حسین کی شہادت کے دن یہ مٹی خون سے تبدیل ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سونگھا تو فرمایا۔ ریح کرب و بلاء (دکھ درد اور بلا کی بو) ہے۔

وضاحت:

اسی نسبت سے اس دھرتی کا تاحال کربلا نام ہے یہ کرب وبلا کے بعد مخففاً کربلا ہے۔ فقیر نے اس کربلا کی تاریخ میں رسالہ لکھا ہے تفصیل اسی میں پڑھئے بنام ''سرزمین

''کربلا''(زیرِطبع،عطاری غفرلہ)

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب:

جب امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اہل شام سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کرائی پھر جب آپ حج کرنے آئے تو اہل حجاز کے مہاجر وانصار رضی اللہ عنہ سے یزید کی بیعت لینی چاہی تو سب نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر آپ کو اس میں دلی رغبت ہے تو پھر آپ جانیں اور آپ کا کام اگر مشورہ ہے تو پھر اہل اسلام کی رائے پر چھوڑ یئے۔(چونکہ یہ کام سیاست کے طور تھا اور نہ ہو سکا)

یزید پلید کی حکومت اور امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو ملک شام و دیگر ممالک سے یزید کی بیعت کی گئی۔یزید نے اپنا حاکم مدینہ منورہ بھیج کر حکم دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے خصوصیت سے بیعت لی جائے۔امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کے ظلم کے پیش نظر بیعت سے انکار کرتے ہوئے حاکم کے پہنچنے سے پہلے ہی مکہ معظّمہ چلے گئے اور مکہ معظّمہ پہنچے تو آپ کو اہل کوفہ نے پیغام بھیجا کہ آپ کوفہ میں تشریف لایئے ہم سب آپ کی بیعت کریں گے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا بلکہ ان کا دھوکہ سمجھایا اور آپ کے والد گرامی کو شہید کرنے کی مثال بھی دی پھر آپ کے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناروا سلوک بھی بتایا لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کا مشورہ نہ مانا پھر انہوں نے کہا کہ اگر جانا ہے تو اکیلے جایئے اہل وعیال کو ساتھ نہ لے جایئے آپ نے ان کی یہ بات بھی نہ مانی تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما رو پڑے اور فرمایا ''واحسیناہ''حسین کے لئے افسوس (یہی مشورہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی دیا لیکن ان کا مشورہ بھی قبول نہ فرمایا اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا''شہید کو اللہ کی امان میں دے رہا ہوں'' یونہی آپ کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے بھی روکا بلکہ اہل مکہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو آپ کی

کوفہ میں روانگی کے وقت غمگین نہ ہوا ہو۔

فائدہ:

دوسرے بزرگوں کی طرح امام محمد بن الضیفہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ کی روانگی پر بہت سخت صدمہ پہنچا اور اتنا روئے کہ آپ کے سامنے رکھا ہوا تھال آنسوؤں سے پر ہو گیا۔

امام مسلم رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے سے پہلے امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تاکہ اہل کوفہ سے بیعت لیں۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو بارہ (۱۲) ہزار یا اس سے بھی زائد کوفیوں نے امام مسلم کی بیعت کی یزید کو معلوم ہوا تو اس نے ابن زیاد کو بھیجا تاکہ وہ آپ کو شہید کر دے۔ چنانچہ اہل کوفہ نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرا کے شہید کرا دیا اور بیعت کرنے والے متفرق ہو گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی:

امام مسلم رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کے بعد حالات سے بے خبری پر خود بھی کوفہ کے لئے چل پڑے راستہ میں آپ کو فرزوق (شاعر) ملا اس سے اہل کوفہ کے متعلق پوچھا تو اس نے صاف کہا:

قلوب الناس معك وسيوفهم مع بنی امية والقضاء ينزل من السماء

اہل کوفہ کے قلوب تو آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں بنو اُمیہ کے ساتھ، تقدیر آسمان سے اترتی ہے (وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا، عطاری غفرلہ) جب امام حسین رضی اللہ عنہ قادسیہ کے قریب پہنچے تو کسی نے آپ کو کوفہ کے ناگفتہ بہ حالات سنائے اور شہادت امام مسلم رضی اللہ عنہ کی خبر دی اور وا پس لوٹ جانے کی گزارش کی لیکن امام مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم آپ واپس نہ ہوں یہاں تک کہ ہم

امام مسلم کا بدلہ لیں یا شہید ہو جائیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری شہادت کے بعد ہمیں بھی جینے کا کوئی مزہ نہ آئے گا یہ کہہ کر آپ چل پڑے راستے میں آپ کو ابن زیاد کا لشکر ملا وہ آپ کو بلا کر لے لیا اس نے آپ کے مقابلے کے لئے بیس ہزار جنگی جوان تیار کر رکھے تھے۔ جب وہ لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ کے قریب آیا آپ کو کہا یہاں کربلا میں اُتریئے ہمیں ابن زیاد کا اسی طرح کا حکم ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ ہم آپ سے یزید کی بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا مجھے مہلت دو میں یزید سے خود بات کروں گا لیکن ابن زیاد نہ مانا اور کربلا میں اترنے پر مجبور کر دیا۔

جنگ چھڑ گئی:

امام حسین رضی اللہ عنہ کو ابن زیاد نے جتنا مجبور کیا کہ آپ یہاں کربلا میں ہی ٹھہریں۔ آپ نے انکار کر دیا۔ اس پر جنگ چھڑ گئی۔ اکثر جنگی آپ کو خط لکھنے والے اور آپ کی بیعت کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ شہید کرنے والوں پر لعنت کرے اور آپ کو رسوا و ذلیل و خوار کرنے والوں کو سو بار رسوا کرے کیونکہ انہوں نے اہل بیت حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذاتی مفاد پر فدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و خوار کرے کیسے دھوکہ باز دغاباز تھے اور کیسے کمینے ذلیل ترین تھے۔

کوفیوں سے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کا اظہار

اسی لئے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا اگر میرے بس میں ہوتا اے کوفیو! تمہیں شامیوں کے ہاتھ دینار کی بجائے درہم میں بیچ ڈالوں تمہارے دس ایک درہم میں بکیں۔

مقابلہ لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ:

آپ اتنی بڑی تعداد (کثیر لشکر) سے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ اپنے اہل وعیال سمیت (۸۰) سے زائد چند افراد تھے۔ آپ مقابلہ میں مضبوط

ہوکر ڈٹ گئے اور اگر وہ ان پر پانی بند نہ کرتے تو کبھی بھی ان پر غالب نہ آ سکتے تھے اور جنگ شروع ہوگئی۔ آپ کے پچاس آدمی شہید ہوگئے تو آپ نے اعلان فرمایا کہ کوئی ہے جو حریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرے۔ اس پر یزید بن الحارث آپ کے نانا کی شفاعت کی۔ امید میں ابن زیاد کے لشکر سے نکل کر میدان میں اترا اور ابن زیاد کے لشکر کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہوگیا۔ تمام لشکر شہید ہوگیا (سوائے پردہ دار خواتین اور سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے) صرف آپ اکیلے رہ گئے!

امام حسین رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں:

جب آپ کا لشکر شہید ہوگیا تو آپ بنفس نفیس میدان جنگ میں اُترے آپ نے ان پر اپنے چچا حضرت حمزہ اور اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا حملہ کیا۔ یہاں تک کہ ان کے بے شمار بہادروں کو تہ تیغ کیا لیکن چونکہ وہ کثیر تعداد میں تھے۔ اسی لئے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور آپ کی حرین کے درمیان حائل ہوگئے۔ آپ نے پکار کر فرمایا اپنے نوجوانوں، پاگلوں کو ہماری بیبیوں سے دور رکھنا اے لوگو! انہیں روکو کہیں یہ بیبیوں پر حملہ نہ کردیں۔ آپ بدستور ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سخت زخمی ہوکر گرے۔ آپ کو اکتیس (۳۱) تیر لگے اور چوبیس (۲۴) زخم آئے۔ اس کے باوجود آپ کو پیاس نے بھی ستایا۔ آپ بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑے۔ اس پر ظالموں نے آپ کا سر مبارک تن سے جدا کردیا۔ آپ کی شہادت دسویں محرم یوم عاشورہ ۶۱ھ میں ہوئی۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے

جب قاتل لعین آپ کا سر مبارک کاٹ کر ابن زیاد لعین کے سامنے لایا تو اس نے بڑے سرور میں یہ اشعار پڑھے۔

أدقـرر كـابـي فـضـة وذهبا الى قتلت ملكا محصبا قتلت خير

الناس اما وابا وخیرهم اذ ینسبون نسبا

پھر چاندی اور سونے کی تھالی بے شک میں نے بادشاہ کو قتل کیا ہے۔ میں نے بادشاہ کو قتل کیا ہے۔ میں نے ماں باپ کے اعتبار سے لوگوں کے سب سے بہتر کو شہید کیا کیونکہ بہتر وہی ہوتا ہے جو بہتر نسب سے منسوب ہو۔ یہ اشعار پڑھ کر ابن زیاد نے قاتل حسین کے سر کو قلم کرنے کا حکم دیا اور کہا جب تو نے جان لیا کہ وہ ایسے ہیں تو پھر انہیں شہید کیوں کیا۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کا منظر:

ظاہر یہ ہے کہ ابن زیاد نے قاتل امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس لئے قتل کرایا کہ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی اشعار میں مدح کیوں کی اس لئے اسی لئے قتل نہیں کیا کہ اس نے انہیں شہید کیوں کیا (کیونکہ وہ تو یہی چاہتا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا جائے، عطاری غفرلہ) چنانچہ یہ اُمور ہمارے قول کی دلیل ہیں

(۱) امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر آپ کے دندان مبارک پر چھڑی مارتا رہا۔

(۲) آپ کے ناک مبارک میں چھڑی کرتا تھا۔ آپ کے دندان مبارک اور مسوڑھوں کے حسن پر تعجب کرتا تھا یہ منظر دیکھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رو کر فرمایا کہ امام حسین اہل بیت میں حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ابن زیاد کے سامنے:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن زیاد امام حسین رضی اللہ عنہ کے دانتوں سے چھڑی ہٹا لے خدا کی قسم! کہ میں نے بار بار دیکھا کہ حضور نبی کریم رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں لبوں کے درمیان بوسہ دیتے تھے اور فرمایا: میں تمہیں اس سے بڑھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک اور فضیلت سناتا ہوں جس سے تو جل بھن جائے گا، میں نے حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھا کہ آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ دائیں ران پر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں ران مبارک پر بٹھا کر اپنا ہاتھ مبارک دونوں کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا: اے اللہ! میں نے انہیں تیرے اور نیک لوگوں کے سپرد کیا اے ابن زیاد! دیکھ کیسی پیاری امانت تیرے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ نے ابن زیاد سے اس کا بدلہ لیا اور خوب لیا۔

ابن زیاد کا انجام بد:

امام ترمذی نے سند صحیح سے روایت کیا کہ جب ابن زیاد قتل کیا گیا تو اس کا سر امام حسین رضی اللہ عنہ والی جگہ پر رکھا گیا تو ایک غیبی اژدھا آیا لوگ اسے دیکھ کر بھاگ گئے تو وہ مجمع کو چیرتا ہوا سیدھا ابن زیاد کے سر تک پہنچ کر اس کے منہ میں داخل ہوتا اور اس کے نتھنوں سے نکلتا تھا اس طرح اس نے تین بار ایسے ہی کیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک:

جب قصر امارت (گورنر ہاؤس) کوفہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تھا۔ اس وقت ابن زیاد نے کہا سر کو ڈھال پر رکھ کر میری دائیں جانب رکھو تمام لوگ اس کے دائیں بائیں قطاروں میں تھے۔ اس نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مع اس کے رفقاء کے نیچے اتارو اور انہیں شام روانہ کرنے کے لئے تیار کرو۔ ال حسین رضی اللہ عنہ کے بچے اونٹوں پر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دو اور خواتین کے پردے ہٹا دو اور سروں سے دوپٹے اتارو، اور یزید کے پاس بھیج دو۔ (اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے)

غیبی آواز:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اور دوسرے قیدیوں کو لے کر پہلی منزل طے ہوئی تو سر مبارک لے جانے والوں نے ایک غیبی ہاتھ دیکھا جو خون سے رنگا ہوا ہے اس پر یہ لکھا تھا۔

أترجو امة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب

جس اُمت نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، کیا وہ اس کے نانا جان رضی اللہ

عنہ کی یوم حساب میں شفاعت کی اُمید رکھی ہے۔ ''این خیالست وصحالست وحیون'' یہ آواز اور شعر سن کر سارے لوگ بھاگ گئے اور سر مبارک چھوڑ گئے لیکن ابن زیاد یزید کے خوف سے واپس آئے سر مبارک پھر اٹھا کر ملک شام کی طرف چلے۔ جب سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تو خواتین اہل بیت رضی اللہ عنہ کو جامع مسجد (اُموی دمشق) کے قریب اس جیل خانے میں رکھا گیا جہاں دوسرے قیدیوں کو رکھا جاتا ہے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کا منظر:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن آسمان میں خون کے آنسو بہائے یزیدوں کے برتن خون سے بھر گئے اور سورج گرہن ہوا تاریکی چھا گئی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی اور اس تاریکی میں آسمان کے ستارے نظر آئے ستارے ایک دوسرے پر گرے پانی خون سے تبدیل ہوگیا تین دن تک دنیا تاریک رہی۔

شہدائے کربلا:

امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے بھائی بیٹے اور امام حسن کے بیٹے اور اولاد جعفر و عقیل سے انیس (۱۹) نفوس شہید ہوئے۔

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی:

آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد روئے زمین سے شبیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا اور لوگوں نے یہ اشعار پڑھے۔

عینی ابکی بعبرۃ وعویل

واندبی ان ندمت ال رسول

تسعۃ منھم لصلب علی

قد ابیدو وتسعۃ لعقیل

''اے آنکھ آنسو بہا اور خوب رو اور ندا کرنا چاہتی ہے تو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب ندبا کر'' نو (۹) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے شہید ہوئے اور نو (۹) حضرت عقیل کی اولاد سے'' (رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین)

(۹) جنگ حرا

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم فخر بنی آدم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ پاک میں جنگ ہوگی وہ حالقہ ہے یہ میں نہیں کہتا کہ وہ سر مونڈنے والی ہے بلکہ دین کو مٹانے والی۔ اسی لئے تم مدینہ پاک سے نکل جانا اگرچہ ایک برید کے فاصلہ پر۔

(رواہ ابن شیبہ)

۲- حضور اکرم شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کے لئے افسوس ہے ایک شر سے جو عنقریب واقع ہوگا تقریباً ۶۰ھ میں اس وقت مالِ غنیمت صدقہ سمجھا جائے گا، گواہی جان پہچان کی وجہ سے دی جائے گی اور فیصلہ خواہش نفسانی پر کیا جائے گا۔

(رواہ الحاکم)

۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ! مجھے سن ۶۰ھ اور لڑکوں کی حکومت میں زندہ نہ رکھنا ان کا اشارہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف تھا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے چھوکروں سے ہوگی (ان کا حاکم یزید ہو گا) (رواہ البخاری)

۴- حضرت ایوب بن شبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حرہ (شرقیہ) میں میری اُمت میں میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے برگزیدہ لوگ شہید ہوں گے۔

۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پُر نور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرہ زہرا (حرہ شرقیہ) میں میری اُمت کے برگزیدہ لوگ شہید

ہوں گے۔

۶- حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کون ومکاں سیّد انس وجاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں دینی عدل وانصاف قائم رہے گا، سب سے پہلا مرد بنوامیہ میں سے اس میں رخنہ ڈالے گا۔

۷- حضرت ابوالعالیہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ ہم ملک شام میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے فرمایا کہ میں نے حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا پہلا مرد جو میری سنت میں تبدیلی کرے گا وہ بنوں فلاں (یعنی بنو امیہ) سے ہوگا۔ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ میں تو نہیں فرمایا نہیں۔ (کیونکہ یہ یزید امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی جلیل القدر صحابی تھے اور دوسرا یزید حضرا میر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یہی ننگ اسلاف ہے اور یہاں حدیث میں یہی مراد ہے۔)

۸- حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزول وسکینہ آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کا معاملہ ہمیشہ عدل وانصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اس میں سب سے پہلا آدمی جو رخنہ ڈالے گا وہ بنو امیہ کا ایک فرد ہوگا اسے یزید کہا جائے گا۔ (رواہ ابویعلی)

۹- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مفروعاً مروی ہے کہ حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنوامیہ میں سے ہوگا۔ اسے یزید کہا جائے گا یعنی اس کا نام یزید ہوگا۔

فائدہ:

اسے ادیانی نے اپنی ''مسند'' میں ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے ان روایات کو ہمارے دور کے یزید پرست فرقے غور سے پڑھ کر اپنے انجام بد کی فکر کریں (ومــــا

علینا الاالبلاغ) یزید کی خباثت کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''شہادت حسین وشرارت یزید'' مطبوعہ، مکتبہ عزاریہ رضویہ بہاولپور کا مطالعہ کریں۔

واقعہ حرا کا مختصر حال:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اکابر اہل الحصار رضی اللہ عنہ سے یزید کی بیعت کا ارادہ فرمایا یعنی ابن عمر وابن عباس وعبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ یزید کی بیعت قبول کریں۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم حضرت ابن عمر کو بھیجے تو آپ نے اسے وصول فرمایا (لیکن بیعت قبول نہ کی) پھر انہوں نے دوبارہ آدمی بھیجا تاکہ یقینی جواب لے کر آئے اس نے کہا آپ یزید کی بیعت کیوں قبول نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا وہ لاکھ درہم اسی کا معاوضہ ہے تو سن لو کہ جو کچھ تم نے بھیجا ہے کہ میرے دین کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، میں بیک وقت دو امیروں کی بیعت ہرگز نہیں کرسکتا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی طرف آدمی بھیجا، تو انہوں نے سخت جواب دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح سخت جواب دیا۔ اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یقین ہوگیا کہ اہل حجاز یزید کی بیعت نہ کریں گے اور نہ وہ اس سے راضی ہوں گے تو اس معاملہ سے خاموش ہوگئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اپنے بیٹے یزید سے کہا کہ میں نے تمام شہر چھان ڈالے اور لوگوں کو تیری بیعت کے لئے تیار کیا لیکن مجھے اہل حجاز سے تمہارے متعلق خطرہ ہے۔ ان کے ہاں سے اگر تمہیں اشکال ہو تو ان کی طرف مسلم بن عقبہ کو بھیجنا کیونکہ وہ میرا آزمایا ہوا آدمی ہے اور میں اسے اپنا خیر خواہ سمجھتا ہوں۔

خلافت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ

(خلافت کے حق دار تھے اس طرح امام حسن رضی اللہ عنہ کو صلح نامہ لکھ دیا گیا) ان کے ساتھ جو ہوا (تو آپ کی شہادت کے بعد) حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہا نے یزید کے خلاف جھنڈا بلند کیا اور مکہ معظمہ میں اقامت پذیر ہوئے۔ اہل مدینہ بھی ابن الزبیر رضی اللہ عنہا کے ہم نوا ہو گئے۔ انہوں نے بھی یزید کی بیعت توڑ دی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہا کی بیعت کر لی حالانکہ اس سے پہلے یزید کی بیعت قبول کر لی تھی۔ اب نہ صرف بیعت توڑ دی بلکہ جتنے بنوامیہ میں سے لوگ مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ انہیں گھروں میں بند کر دیا۔ مروان نے یزید کی طرف پیغام بھیجا کہ اس وقت ہم (بنوامیہ) مدینہ منورہ میں محصور ہیں اور پینے کا پانی ہم پر بند ہے ہائے فریادرس۔

یزید کا اہل مدینہ پر حملہ:

تو یزید نے مروان کے پیغام کے بعد مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے مسلم بن عقبہ المری کو بارہ ہزار (۱۲) کا لشکر دے کر بھیجا اور کہا کہ پہلے انہیں تین دن بیعت کی دعوت دینا اگر قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ ان سے جنگ کرنا جب تم غالب ہو جاؤ تو تین دن تک اسے لشکر کے لئے مباح کر دینا ان کے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور جو شکست خوردہ ہیں ان کا پیچھا کرنا وغیرہ وغیرہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں ذوالحج تیئس (۲۳) ھ میں پہنچ کر جنگ کا اعلان کر دیا۔

اہل مدینہ کی حفاظتی تدبیر:

اس وقت مدینہ منورہ میں انصار کے امیر عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ اور قریش کے عبداللہ بن مطیع اور باقی جملہ قبائل کے مؤکل بن سنان الاشجاع رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھودی۔ اہل شام اہل مدینہ کی اس تدبیر سے گھبرا گئے اور جنگ نہ کرنے کا ارادہ کر لیا کہ جنگ انہیں ناگوار گزری لیکن بنو حارثہ نے شامیوں کی ایک قوم کو خندق کی جانب مدینہ پر حملہ کرنے کا موقع دے دیا۔ اہل مدینہ نے جب مدینہ شہر اندرون نعرہ ہائے تکبیریں سنی تو انہیں اپنے اہل کا خوف ہو گیا اور جنگ

کا ارادہ ترک کر کے خندق کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ یہی ان کی شکست تھی۔

مدینہ منورہ میں لوٹ مار ریاض الجنت اور مسجد نبویؐ میں یزیدی خباثتیں:

مسلم بن عقبہ خبیث نے فتح کے بعد اعلان کر دیا کہ مدینہ منورہ میں تین دن تک جو کچھ چاہو کرو۔ یہ سن کر بد باطن لشکری مردوں کو قتل کرتے رہے اور عورتوں سے زناء کرتے رہے ان کو عبداللہ بن مطیع معارض ہوئے تو سات بیٹوں سمیت شہید ہو گئے۔ ان کا سر یزید خبیث کے پاس بھجوایا گیا۔ ان کے علاوہ قریش کے بڑے بڑے سات سو سے زائد شہید ہوئے اور دوسرے عوام موالی اور غلام اور بچے عورتیں دس ہزار سے زائد شہید کئے گئے، ان ظالموں نے بچوں کو قید کر لیا اور عورتوں سے زناء کیا اس زناء سے ایک ہزار عورتیں حاملہ ہوئیں جو اولاد ان سے پیدا ہوئی ان کا اہل مدینہ نے اولاد الحرہ نام رکھا۔ ان خبیث ظالموں نے مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے اور ریاض الجنت میں گھوڑے دوڑتے پھرتے رہے اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ممبر شریف کے درمیان پیشاب اور لید کرتے رہے اور تین دن تک مسجد نبوی ویران پڑی رہی کوئی بھی اس میں نماز نہ پڑھ سکا۔

زندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ اقدس میں نماز با جماعت:

حضرت ابن المصیب رضی اللہ عنہ ان دنوں مسجد نبوی میں روضہ اقدس کے قریب چھپ گئے وہ ان دنوں قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز سنتے تھے۔ یزیدی لوگ آپ پر ہنستے اور کہتے تھے اس مجنو کو دیکھو قبر (روضہ رسول اللہ) میں نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یزیدی خبیث حضرت سعید بن المصیب رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے کہ وہ بیعت کریں کہ اطاعت اللہ اور معصیت اللہ میں یزید کے عبد و غلام ہیں جیسا کہ دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: میں اس کی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت ابو بکر و سنت عمر رضی اللہ عنہ پر پورے اترنے کی شرط

پر کروں گا یہ سن کر لشکر کے سردار نے کہا اسے شہید کر دو۔ بعض نے کہا چھوڑ اسے یہ تو مجنوں ہے اس لئے آپ کو چھوڑ دیا گیا اور آپ موت سے بچ گئے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر لوٹ مار اور ان کی تذلیل و توہین:

بہر حال جو بھی یزید کی اس طرح بیعت کرنے سے انکار کرتا تو اس کے قتل کا حکم دے دیا جاتا۔ ایک خبیث گروہ صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھس گیا جتنا مال و متاع ان کے ہاتھ میں لگا تمام لوٹ لیا۔ اس کے بعد دوسرا گروہ آپ کے گھر میں آیا جب گھر میں کچھ نہ پایا تو آپ کو الٹا کر کے آپ کی داڑھی مبارک کے تمام بال نوچ لئے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ محفوظ رہے:

یزیدی لشکر حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے در پے آزار اس لئے نہ ہوئے کہ یزید خبیث نے انہیں کہہ دیا تھا کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے در پے آزاد نہ ہونا کیونکہ وہ اہل مدینہ کی کارروائی میں شامل نہیں ہوئے۔

فائدہ:

مسلم بن عقبہ کا نام اس وقت سے مسلم کی بجائے مسرف رکھا گیا کیونکہ اس نے قتل وفساد کی حدیں توڑ دیں۔

حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما پہ حملہ کا یزیدی علم:

مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر خبیث مسلم بن عقبہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوا کیونکہ یزید خبیث نے اسے کہہ دیا تھا کہ جب تم مدینہ منورہ کے فساد فتنہ سے فراغت پاؤ تو مکہ معظّمہ جا کر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا کام تمام کرنا مسلم عقبہ بن خبیث اسی دوران بیمار ہو کر مکہ معظّمہ کے راستہ میں مر گیا چونکہ نہایت درجہ کا جاہل و گمراہ تھا اور اسے اپنی جہالت و ضلالت پر یقین تھا۔ اسی لئے مرتے وقت کہا: اے

اللہ تعالیٰ میں نے شہادت ان لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی نیکی نہیں کی لیکن میں اہل مدینہ کے قتل سے پرامید ہوں کہ مجھے بخش دیا جائے گا اگر اس عمل کے باوجود بھی میں دوزخ میں داخل ہوا تو مجھ سے زیادہ بد بخت اور کوئی نہ ہوگا۔ پھر حصین بن نمیر کو پکار کر کہا کہ یزید خبیث (امیر المومنین) نے تجھے میرے بعد میرا نائب مقرر کرنے کا حکم کیا تھا۔ اسی لئے لشکر کو لے کر فوراً ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف روانہ ہو جاؤ کہا کہ مجانیق (فلاخین) مکہ کے ارد گرد نصب کرنا اور اس نے کہا کہ اگر وہ کعبہ معظّمہ کی پناہ لیں، تو کعبہ معظّمہ پر تیروں کی بارش کر دینا۔

کعبہ معظّمہ کی بے حرمتی:

تو وہ چل پڑا اور جا کر مکہ کا محاصرہ کیا اور چونسٹھ (64) دن مکہ معظّمہ پر نہ صرف محاصرہ رہا بلکہ جنگ جاری رہی یزیدی لشکر بیت اللہ پر فلاخین کے ذریعہ تیر برساتے رہے ایک بد بخت نے تیر کے سر پر چنگاری باندھ کر کعبہ معظّمہ کی طرف ہوا میں لہرایا چنگاری کے ذریعہ بیت اللہ جل گیا (پناہ بخدا) اسی دوران خبر پہنچی کہ یزید مر گیا۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا یزیدی لشکر پر غلبہ:

اہل مکہ واہل مدینہ سب نے مل کر شامی یزیدی لشکر پر حملہ کیا تو شامی یزیدی ذلیل وخوار ہو کر بھاگنے لگے۔ ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو سواری پر بیٹھ کر سر جھکا کر نہ بھاگ رہا ہو، انہیں بنو اُمیہ کہتے ہمیں اپنے ساتھ ملک شام کو لے چلو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یزید کا تمام لشکر بھاگ کر شام پہنچ گیا۔ اس طرح ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو فتح حاصل ہوئی حجاز میں ان کی بیعت کی گئی۔

حضرت امیر معاویہ کی تخت نشینی:

حجاز کے علاوہ باقی اطراف کے لوگوں نے معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ کی بیعت کی وہ صالح انسان تھا۔ اس میں دین بھی تھا اور عقل بھی۔ اس میں وہ چالیس دن ٹھہرا اور کہا گیا کہ پانچ ماہ اور کچھ دن پھر اس نے اپنے آپ کو خلافت سے معزول کر دیا۔

معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ کی تقریر دل پذیر:

بہت سی روایات میں مذکور ہے کہ حضرت معاویہ بن یزید نے اپنے لئے بڑے غور وخوض کے بعد خلافت سے دستبرداری کا فیصلہ کیا اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور کافی دیر خاموش بیٹھنے کے بعد گویا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بہتر سلیقہ سے حمد وثناء کی اور حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب مدح سرائی کی اور فرمایا: اے لوگو! تمہیں معلوم ہوا کہ مجھے تمہارے اوپر حکومت کرنے کا کوئی شوق نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ حکومت کا بوجھ سخت بھاری ہے اور اس کا بوجھ اٹھانا میرے لئے سخت مشکل ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ ہمارے خاندان سے خوش نہیں بلکہ اس سے نفرت کرتے ہو کیونکہ ہم تمہاری وجہ سے آزمائے گئے اور تم لوگ بھی ہمارے سبب سے، پہلے تو میرے جد (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) اس معاملہ میں اپنے سے اولیٰ (افضل) انسان سے جھگڑے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کیونکہ آپ کی حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت (رشتہ داری) تھی اور عظیم فضائل والے اور اسلام میں سابق تھے قدر ومنزلت میں تمام (یعنی اکثر) مہاجرین میں سب سے افضل تھے اور دریا دل اور بہت بڑے بہادر اور علم کے بحر وخائر تھے اور ایمان لانے میں اول تھے اور مہاجرین میں قدر ومنزلت میں اشرف اور صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے مقدم تھے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد اور داماد اور بھائی تھے۔ حضور سرور کون ومکان سرورانس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا۔ حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داماد اور اپنے اختیار سے چنا اور اپنے اختیار سے اپنی لخت جگر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی زوجہ بننے کا شرف بخشا وہ سبطین حسنین رضی اللہ عنہما کے والد گرامی تھے اور وہ دونوں (حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار اور اس امت کی افضل شخصیات تھے اور انہیں حضور سلطانِ مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نصیب تھی۔ وہ فاطمہ بتول رضی

اللہ عنہا کے صاحبزادے شجرۂ طیبہ کی دو کلیاں تھیں میرے دادا (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) نے جو کچھ کیا تمہیں اس کا علم ہے اور تم بھی ان کے معاون رہے یہ بھی تم جانتے ہو تم اس سے بے خبر نہیں ہو جہاں تک ان کے جملہ اُمور سمٹ کر رہ گئے (اور وہ فوت ہو گئے) پھر تقدیر ربانی آئی۔ وہ اپنے اعمال کے ساتھ اپنی قبر کے حوالے ہیں اور انہوں نے وہ پایا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا۔ وہ اس نے دیکھ لیا جس پر سوار ہوا اور زیادتیاں کی۔ پھر خلافت (حکومت) یزید کی طرف منتقل ہوئی پھر وہ خواہشات نفسانی میں اس طرح مبتلا ہوا جیسے ان کے والد گرامی مبتلا (یہ ناصحانہ گفتار ہے) اس سے غلط فہمی نہ ہونی چاہئے۔

یزید کی مذمت بیٹے کے منہ سے:

یزید میرا باپ اپنے برے اعمال میں اور اس کا حد سے تجاوز کرنا مشہور ہے۔ وہ خلافت (حکومت) کا اہل نہ تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی بغاوت میں کسر نہ چھوڑی اور اس نے یہ شرارت کی کہ اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی عزت وعظمت خاک میں ملا دی اسے مہلت نہ ملی اور اب اس کی قبر بھی ختم شدہ وہ اپنے اعمال سیۂ کے ساتھ اور قبر اس کی خود قبر لے گی اور اپنے خطاؤں میں مہر تہن ہے۔ اس کے گناہ اس کے تابعداروں کے سر پر ہیں اسے وہ ملا جو اس نے عمل کیا اور اب وہ نادم ہوگا۔ اب اسے ندامت کام نہ آئے گی۔ ہمیں غم وحزن پہنچ رہا ہے۔ یہ اس کا دیا ہوا ہے۔ نا معلوم اس نے کیا کہا جا رہا ہے کیا وہ اپنی برائی کی سزا نہ پائے گا۔ کیا اسے اس کے اعمال کی سزا نہ ملے گی۔ یہی میرا یقین ہے کہ وہ ضرور سزا پائے گا۔

پھر معاویہ بن یزید کا عبرت نے گلا گھونٹ دیا اور وہ کافی دیر تک روتا رہا اور چیخ چیخ کر روتا تھا پھر کہا کہ میں اس قوم (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے حواری اور یزید اور اس کے حواری) کا تیسرا ہوں۔ راضی ہونے والوں سے مجھ پر ناراض ہونے والے غصہ کرنے والے زیادہ ہیں اور میں تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کا حامل نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کے ہار میرے گلے میں نہ ڈالے اور میں تمہاری غلطیاں

لے کر اسے نہ ملوں یہ (حکومت) تمہارا کام ہے اسے مجھ سے لے لو جسے مناسب سمجھو اسی کو اپنا حاکم مقرر کردو اور میں نے بیعت کو اتار کر تمہارے گلے میں ڈال دیا ہے۔

والسلام

مروان بول پڑا:

مروان اس وقت منبر کے نیچے بیٹھا تھا کہا کہ یہ اے ابولیلیٰ (معاویہ) کیا یہ سنت عمر ہے (معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا دفع ہو کیا تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ میں نے تمہاری خلافت (حکومت) سے کچھ نہیں چکھا کہ جس کی کڑواہٹ کا مزا حلق میں محسوس کروں۔ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے لوگوں میں آج ایک تو دکھاؤ۔ علاوہ ازیں جن کو شوریٰ (مجلس) میں شامل کیا وہ بھی بہتر لوگ تھے اور جنہیں شامل نہیں کیا وہ بھی نیک لوگ تھے۔ وہ اس معاملہ میں ظلم کرنے والے نہ تھے (شوریٰ قائم کی تو خوب شد) اگر خلافت (حکومت) مالِ غنیمت تھی تو بھی میرے باپ نے اس میں خیانت اور گناہ کا ارتکاب کیا اگر وہ سراسر شر تھی اسے وہی کافی ہے جو اسے قبر میں ملا۔

معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کی ماں بول پڑی:

آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ کے پاس آپ کے رشتہ دار اور آپ کی ماں آئی اور ماں نے کہا کاش! تو حیض ہی میں ہوتا یعنی کچا بچہ ہو کر ہی مر جاتا تجھ سے آج میں یہ باتیں نہ سنتی۔ آپ نے فرمایا: امی بخدا میں یہی چاہتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم نہ فرمائے تو پھر میں حکومت سنبھال سکتا ہوں لیکن اس نے مجھ پر رحم فرمایا ہے اسی لئے میں حکومت سے دستبردار ہوں۔

معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کے اُستاد پر شامت:

بنوامیہ نے آپ کے استاد عمر والمقصوص کو کہا کہ یہ ساری تیری کارروائی ہے تو نے اسے یہی پٹی پڑھائی ہے۔ اور تو نے ہی مذکورہ بالا باتوں کی تلقین کی ہے تو نے ہی اسے خلافت (حکومت سے روکا ہے اور تو نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد رضی

اللہ عنہم کی محبت و عشق کے جام پلائے ہیں اور تو نے ہی اسے برانگیختہ کیا ہے کہ وہ ہمیں ظلم جیسے قبیح عمل سے داغ دار بنائے۔ استاد صاحب نے فرمایا! خدا کی قسم میں نے اسے کسی قسم کی کوئی تعلیم نہیں دی۔ اس کی اپنی فطرت ہے جس پر وہ مجبور ہو کر بولتا رہا۔ اس کے دل میں حب علی رضی اللہ عنہ کوٹ کوٹ کر بھی بھری ہوئی ہے۔ میرا اس میں کوئی قصور نہیں بنوامیہ نے استاد صاحب کی ایک نہ سنی انہیں پکڑ کر زندہ درگور کر دیا (یعنی دفن کر دیا) اسی حالت میں وہ فوت ہو گئے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

وفات معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ:

آپ خلافت (حکومت) کا پٹہ اتار پھینکنے کے چالیس دن بعد فوت ہوئے۔ بعض نے نوے راتیں بتائیں۔ اس وقت ان کی عمر تیئیس (۲۳) سال تھی۔ بعض نے کہا اکیس سال (۲۱) بعض نے کہا بیس سال (۲۰) بعض نے کہا اٹھارہ سال (۱۸) (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

فائدہ:

جب معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو عرض کی گئی آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں۔ آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے اس کی حلاوت چکھی ہی نہیں پھر خواہ مخواہ کیوں اس کے کڑوے گھونٹ گلے میں اتاروں۔ آپ نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اس پر اللہ تعالیٰ ابر رحمت نازل فرمائے اور اس پر رحم فرمائے۔ (آمین)

یزید کے غلیظ کارنامے:

(۱) حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح الحمزیہ'' میں فرمایا کہ اس میں تعجب کیا ہے کہ یزید نے قبیح ترین گناہوں کا ارتکاب کیا اور تقویٰ کی تمام حدیں توڑ کر فسق و فجور کا بازار گرم کیا۔ اس سے بڑھ کر اور فسق و فجور کا وقوع غیر ممکن نظر آتا ہے بلکہ

۲- امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تو صراحۃً کافر کہا آپ کی پرہیز گاری اور علم پر اعتماد کیا جائے تو انہوں نے یہ فیصلہ ان فیصلوں سے صادر فرمایا ہے جو ان کے علم وورع کا تقاضہ ہے جیسے ان کے ہاں ثبوت مضبوط ہوگا دوسروں کو نہ پہنچا ہو تو وہ معذور ہیں جیسے امام غزالی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۳- ابن العربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں مبالغہ کیا اور فرمایا کہ یزید نے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دادا (ابوسفیان رضی اللہ عنہ) کی تلوار سے شہید کیا ہے (معاذ اللہ) اور اس نے اسی نہج پر بغاوت کی کیونکہ اکثر کا قول یہی ہے اور مختار مذہب بھی یہی ہے کہ اسے اس کے والد گرامی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کیا اور اسے مشروط بالشرط بھی نہ کیا۔ (لیکن یہ قول قابل قبول نہیں اس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں بھی درج ہے اور حاشیہ پر مختصراً عرض کی گئی ہے اور مفصل بحث فقیر نے ''الرفاہیۃ فی الناہیۃ عن ذم معاویۃ'' زیر طبع، تصنیف میں لکھی ہے۔

(عطاری غفرلہ)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت حق:

یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ یزید کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سپرد کی۔ اس کے بعد ان کی خلافت حق ہے کیونکہ ان کی خلافت پر تمام لوگوں کا اتفاق ہوگیا تھا۔ ہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کو نہ ماننا یزید کی نااہلی کی وجہ سے تھا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ حاکم ظالم کے خلاف علم بلند نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں یزید کی حکومت پر اجماع بھی نہیں۔ اس کی بیعت قبول کرنا نہ کرنا مبنی پر اجتہاد تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کا تقاضہ تھا کہ اس کی بیعت نہ کی جائے بلکہ واجب تھا کہ اسے خلیفہ (حاکم) نہ مانا جائے کیونکہ اس کے ظلم کی داستان اظہر من الشمس ہے اور اس کے قبائح سننے سے تو کان بہرے ہونے لگتے ہیں اور یزید کی بیعت منعقد نہیں ہوئی تھی تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے دوسرے اکابر کی طرح واضح کر دیا کہ یزید خلافت کا اہل

نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ یزید کافرنہ سہی ظالم فاسق بزور بازو حکومت پر قبضہ کرنے والا تو ہے اور خلیفہ کے لئے احکام وعدالت کا علم ضروری ہے اور یزید ان باتوں سے کورا تھا یعنی جاہل مطلق تھا وغیرہ۔

سوال:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاسق خلیفہ (حاکم) کو معزول نہ کیا جائے؟

جواب:

یہ اس کے لئے ہے جب وہ خلیفہ (حاکم) مقرر ہو جائے یہاں وہ صورت نہیں بلکہ یزید کا فسق تو بیعت سے پہلے ہی ظاہر و باہر تھا۔

تغلب یزید اور خلافت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ

یزید کو تغلب ہوا تو شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ حرا کے بعد۔ کیونکہ اس وقت خلافت کے اکثر مستحق وصال فرما چکے تھے۔ علاوہ ازیں اہل مکہ نے یزید کی بیعت نہیں کی وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر چکے تھے۔ وہ تو یزید بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ پر اصرار کرتے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (ثانی) کے وصال کے بعد اکثر اہل آفاق نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی تھی۔ حجاز و یمن، مصر، عراق و تمام مشرق جملہ بلاد الشام کے عوام حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے لئے منظم ہو چکے۔ یہاں تک کہ دمشق میں بھی سوائے بنو امیہ کے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت قبول کر لی گئی۔ ہاں بنو امیہ کے بندوں نے بھی بیعت ابن الزبیر رضی اللہ عنہا سے انکار کیا تھا اور ایسے لوگ یعنی منکرین بیعت ابن الزبیر رضی اللہ عنہا اکثر فلسطین میں مقیم تھے اور بعض تو بیعت ابن الزبیر رضی اللہ عنہا کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ خود مروان مکہ معظمہ میں تیار تھا کہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی

بیعت کرے اسے بنو امیہ نے روک کر کہا ہم تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ مروان اوراس کے اطاعت گزار دمشق روانہ ہو گئے اور ضحاک بن قیس (جو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے دمشق میں بیعت لیتا تھا) کے ساتھ مڈبھیڑ ہو گئی۔ ضحاک قتل کر دیئے گئے اور مروان نے ملک شام پر غلبہ پالیا پھر وہ مصر کو روانہ ہو کر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے حاکم کو محاصرہ میں لے لیا یہاں تک کہ ربیع الآخر پینسٹھ (۶۵ ھ) میں مصر پر قبضہ کر لیا۔ وہ خود اسی سال فوت ہو گیا۔ اس نے حکومت اپنے بیٹے عبدالملک کے سپرد کی۔ عبدالملک نے باپ کی حکومت کو وسعت دی اور مستقل طور پر شام مصر اور مغرب کا بادشاہ ہو گیا۔ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس یمن و حجاز و عراق اور مشرق رہ گئے۔ ہاں اس دور میں مختار بن ابی عبید نے کوفہ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ وہ اہل بیت کے مہدی کے لئے دعوت دیتا تھا، وہ کہتا تھا کہ مہدی محمد ابن الحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے مجھے اسی کام پر مقرر کیا ہے۔ اس نے دو سال یہ کام سرانجام دیا۔ اس کی سرکوبی کے لئے مصعب بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے مصر سے روانہ ہوئے اور اس کا محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ اسے رمضان میں ۶۷ھ میں قتل کر دیا۔ اب تمام عراق حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قبضے میں آ گیا۔ ۷۱ھ تک حکومت کرتے رہے۔ اسی سال عبدالملک مصعب پر چڑھ دوڑا اور ان سے جنگ کر کے انہیں جمادی الاولیٰ ۷۱ھ میں شہید کر دیا۔ اب تمام عراق عبدالملک کے قبضے میں آ گیا، حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس صرف حجاز اور یمن رہ گئے۔

شہادت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ کے لئے عبدالملک نے بدبخت حجاز بن یوسف ثقفی کو بھیجا۔ اس نے آپ کا ۷۳ھ میں محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما شہید کر دیئے گئے۔ آپ کی مجموعی مدت خلافت نو (۹) سال اور کچھ اوپر ہے۔

سلیمان بنواُمیہ:

حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد امام ملک عبدالملک کے قبضے میں تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ولید بن سلیمان پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پھر یزید بن عبدالملک پھر ہشام بن عبدالملک یہ تمام سوائے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عبدالملک کی اولاد ہیں۔ حضرت عمر (ثانی) رضی اللہ عنہ اس کے بھائی عبدالعزیز کے صاحبزادہ ہیں۔ ہشام کے بعد اس کے بھائی کا بیٹا ولید بن یزید پھر اس کے چچا کا بیٹا یزید بن ولید۔ اسے اس نے قتل کر دیا پھر مروان الحمار بن محمد بن مروان اس کے مرنے پر اس کا بھائی ابراہیم اس پر مروان نے غلبہ پایا۔ اس کے دور میں بنو امیہ زوال پذیر ہوئے۔ ملک پر بنو عباس نے قبضہ کرلیا۔

وضاحت

مروان الحمار اسے اس لئے کہتے ہیں کہ یہ خارجیوں کے مقابلہ میں اس کے گھوڑے کا نمدہ کبھی خشک نہ ہوا اور جنگ کی صعوبات وہنسی خوشی برداشت کرتا عربی میں کہاوت مشہور ہے ''غلان اصرمن الحمار'' اسی بناء پر اس کا لقب الحمار ہے۔ جب مروان الحمار قتل ہوا تو اس کا سر کاٹ کر عبداللہ بن علی کے سامنے لایا گیا۔ اسے حکم دیا۔ ایک طرف رکھ دو چنانچہ ایک جگہ رکھا گیا کچھ دیر کے بعد ایک بلی آئی اور اس نے اس کی زبان نکال کر کھالی۔ عبداللہ بن علی نے دیکھ کر کہا عجب رنگ ہیں۔ زمانے کے الخلفاء للسیوطی

(تاریخی الخلفاء للسیوطی) (عطاری (غفرلہ)

(۱۰) مدینہ پاک کی ویرانی

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ پاک سے نکل جائیں گے حالانکہ اس وقت مدینہ بہت زیادہ آباد ہوگا۔ آدھا پھولوں سے لدا ہوا آدھا پھلوں سے۔ عرض کی گئی انہیں کون نکالے گا فرمایا برے حاکم۔ (رواہ ابن شیبہ)

۲- ایک دن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جبل احد پر چڑھے مدینہ پاک کو متوجہ ہو کر فرمایا: افسوس اس بستی پر اس کے اہل اسے چھوڑ جائیں گے حالانکہ اس وقت وہ پھلوں سے بھرپور ہوگا۔ (رواہ احمد برجال الصحیح)

۳- شریح بن عبید نے کعب کے لئے ایک کتاب پڑھی جس میں لکھا تھا کہ اہل مدینہ پر ایک وقت آئے گا جو انہیں ڈرائے گا جس کی وجہ سے وہ مدینہ پاک کو چھوڑ جائیں گے پھر یہ ویران ہو جائے گا بلیاں ریشمی قالینوں پر پیشاب کریں گی۔ انہیں ڈرانے والا کوئی نہ ہوگا اور لومڑیاں بازاروں میں دندناتی بھاگتی پھریں گی۔ انہیں کسی شئے کا خطرہ نہ ہوگا۔ (رواہ ابن شیبہ)

۴- مدینہ پاک کو تم لوگ چھوڑ جاؤ گے حالانکہ اس وقت حسین ترین شہر ہوگا یہاں تک کہ اس میں کتے یا بھیڑیئے داخل ہو کر پیشاب کریں گے یعنی مسجد نبوی کے بعض ستونوں پر۔ (الموتی)

۵- روایت ابن شیبہ میں ہے تو وہ مسجد نبوی کے ستونوں اور منبر پر پیشاب کریں گے۔

تقریر علامہ قاضی عیاض مالکی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ

آپ نے فرمایا کہ یہ عصر اول میں ہو چکا کیونکہ مدینہ پاک کو حسین ترین حالت میں چھوڑ گیا تھا کہ اس وقت دین و دنیا کے لحاظ سے حسین ترین شہر تھا۔ دین کے لحاظ سے یوں کہ مدینہ پاک میں بہترین عمارت اور شہر میں توسیع کی گئی تھی (لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ قرب قیامت میں ہوگا، اس کی تحقیق آتی ہے)

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ کی تقریر:

آپ نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ مدینہ پاک کی مذکورہ بالا کیفیت قرب قیامت میں ہوگی۔

امام سمہو دی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ میں تحقیق:

حضرت سیّد سمہو دی رحمتہ اللہ علیہ نے تاریخ مدینہ (وفاء الوفاء) میں فرمایا کہ مدینہ پاک کی ویرانی متعدد بار ہوئی۔

(۱) ابن شیبہ نے روایت کی کہ اہل مدینہ، مدینہ پاک کو چھوڑ جائیں گے پھر واپس لوٹ آئیں گے پھر نکل جائیں گے۔ اس کے بعد واپس نہیں آئیں گے۔

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ اہل مدینہ، مدینہ شریف سے نکل جائیں گے پھر واپس آ کر اسے آباد کریں گے۔ مدینہ پاک بڑا آباد ہوگا۔ اس میں مکانات تعمیر ہوں گے پھر لوگ یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے واپس نہیں آئیں گے۔

فائدہ:

ظاہر یہ ہے کہ جو علامہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے ترک اوّل مراد ہے۔ جیسا کہ واقعہ حرہ کے بعد ہوا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اہل مدینہ کو برے حاکم نکالیں گے وہاں آخری ترک مدینہ کا زمانہ قرب قیامت میں ہوگا۔

مصنف کتاب کی تحقیق:

میں کہتا ہوں کہ ترک مدینہ آخری کی تائید تشریح کی مذکورہ بالا روایت سے ہوتی ہے کہ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل مدینہ کو ایسا حادثہ پیش آئے گا جو انہیں خوب گھبراہٹ میں ڈال دے گا یہاں تک کہ وہ مدینہ پاک کو چھوڑ کر چلے جائیں گے، یہ خروجِ آخری زمانہ میں ہوگا لیکن بیت المقدس کی ہجرت کے لئے بغرض جہاد ہوگا نہ کہ کوئی خوف یا خطرہ سے ہوگا۔

دورِ سفیانی:

مدینہ منورہ سے خروج سفیانی (بادشاہ) کے دور میں بھی ہونا ممکن ہے۔ وہ بھی ظالم

حکمرانوں میں سے ایک ہے اور وہ قرب قیامت ہوگا۔

نتیجہ:

جب مدینہ منورہ سے خروجِ متعدد بار ثابت ہوگیا اب روایات میں تطبیق آسان ہے کہ کہا جائے کہ مدینہ پاک سے تین بار خروج ہوگا لیکن حدیث پاک میں صرف دوبار کا ذکر ہے تو وہ بطور اعجاز واختصار ہے۔

خلاصہ:

خروج از مدینہ یزید پلید کے دور میں ہوا اور یہ اس خبیث کے قبائح میں سے ایک ہے۔ اس کا دوبارہ واقع ہونا ضروری ہے وہ آخری زمانہ ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں تصریح آئی ہے اس ترک ثانی کا تفصیلی ذکر قسم ثالث (باب ۳) میں آئے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

بنو مروان کے فتنے:

(۱) حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت

(۲) کعبہ معظمہ کا ہدم (گرایا جانا)

(۳) حجاج کو والی بنادیا گیا جس نے ظلماً ایک لاکھ چوبیس ہزار نفوس کو شہید کردیا۔ یہ گنتی اس کے سوا ہے جو انہوں نے جنگوں میں بے تحاشا خلق خدا کو ذبح کیا۔ (مارا)

۴۔ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کی اہانت کی جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ ان میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت انس بن رضی اللہ عنہ ہیں اور منجملہ ان کے ظلم سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بے دردی سے شہید کرنا ہے کہ زہر آلود نیزہ اس کی طرف سے ان کے سر مبارک پر مارا جس سے وہ شہید ہوئے وغیرہ وغیرہ ظاہر ہے کہ یہ حجاج ابن عبدالملک کی برائیوں میں سے ایک برائی تھی کیونکہ حجاج اس وقت عراق وحجاز کا گورنر تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فراست (علم غیب):

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ایک مرد سے فرمایا کہ تو نہیں مرے گا جب تک تو ثقیف قبیلہ کے ایک نوجوان کو نہ دیکھے گا۔ عرض کی گئی وہ ثقفی نوجوان کون ہے؟ فرمایا کہ جہنم کا بہت سا حصہ اس کے لئے نامزد کیا جائے گا اسے کہا جائے گا یہی تیرا ٹھکانہ ہے وہ جوان ثقفی بیس یا اس سے زائد حکومت کرے گا۔ دنیا کا کوئی جرم نہ ہوگا جس کا وہ مرتکب نہ ہوا ہو۔ یہاں تک کہ کوئی جرم باقی رہ بھی گیا اور اس کے اور جرم کے درمیان کوئی دروازہ ہوگا تب بھی وہ اسے توڑ کر اس جرم کا ضرور ارتکاب کرے گا جو اس کے ماتحت ہوگا اسے وہ اپنے عصا سے قتل کرے گا۔ (رواہ البیہقی فی الدلائل)

فائدہ:

اس سے حجاج بن یوسف ظالم مراد ہے۔ ان فتنوں میں سے حضرت زید بن علی (زین العابدین) بن الحسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پھر انہیں سولی پر لٹکانا اور پھر جلانا ہے اور آپ کے صاحبزادہ حضرت یحیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت بنو مروان وخلفاء کے زمانے میں ہوئی اور ان کا (بے تحاشا) شراب پینا اور ان کا نشہ کی حالت میں نماز پڑھنا اور لونڈیوں کو محراب میں آگے کھڑا کرنا ان کے علاوہ دیگر قبائح وزمائم ہیں۔

ایک قباحت کا نمونہ:

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ تاریخ الخلفاء میں نقل کرتے ہیں کہ ولید بن یزید نے حج کا اس خیال پر عزم کیا کہ کعبہ معظّمہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پیئے گا لیکن اپنی مراد کو پہنچے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔

علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا فراست عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت مسور بن محرمہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کیا وہ نہ ہوگا جو تم لوگ پڑھتے ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ دوسری مرتبہ بھی لڑو جیسا کہ تم پہلی مرتبہ لڑے تھے۔ عرض کی ... ایسا کب ہوگا؟

فرمایا جب بنوامیہ امیر اور مخزوم وزیر ہوں گے۔ (رواہ الخطیب)

وضاحت:

علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی پر ان کا بھی عقیدہ ہے۔ وہی حضرت عبدالرحمٰن بن عوض رضی اللہ عنہ کو سمجھا رہے ہیں تو وہی عقیدہ ان کا بھی ہے جسے سن کر سر تسلیم خم کر لیا۔ الحمدللہ! وراثت میں یہی عقیدہ اہل سنت بریلوی کو نصیب ہوا۔ (عطاری غفرلہ)

پہلے گزرا کہ ایسے لوگوں پر رسول اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر لعنت مذکورہ ہوئی۔ یہی سلامتی وورع کا طریقہ ہے کہ ان کے بارے میں سکوت کیا جائے اور آدمی اپنے نفس کے عیوب اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ ان فتنہ بازوں میں مشغول ہونا ابواب الشیطان میں سے عظیم باب ہے، کسی نے کیا خوب فرمایا:

لعمرك ان فی ذنبی لشغلا

بنفسی عن ذنوب بنی أمية

علی ربی حسابهم اتناهی

الیه علم ذلك لا الیه

ولیس بضائری ما قد أتوا

اذا ما الله یغفر مالدیه

(۱) ”تیری امت کی قسم بنوامیہ کے گناہوں کی بجائے مجھے اپنے گناہوں کا خیال ہے“

(۲) ”میرے رب پر ان کے حساب کی انتہا ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے نہ کہ مجھے۔“

(۳) ”مجھے اس کا کوئی نقصان نہیں جو کچھ انہوں نے کیا اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے جسے چاہے بخش دے۔“

(۱۱) خلفاء بنو العباس کی دولت وحکومت

(۱) حضرت عمرو بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب اولاد عباس رضی اللہ عنہ کے جھنڈے خراسان کے اوپر سے اٹھیں تو سمجھو کہ وہ اسلام پر رونے کی خبر لائے ہیں جو ان کے جھنڈے تلے آئے گا۔ اسے قیامت میں میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیلہ)

(۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مشرق سے بنوالعباس کے جھنڈے نکلیں گے ان کا پہلا بھی ہلاکت میں ہے اور ان کا آخری بھی ان کی مدد نہ کرنا اللہ تعالیٰ ان کی مدد نہ کرے جو بھی ان کے جھنڈے تلے آئے گا۔ اسے قیامت میں اللہ نار جہنم میں داخل کرے گا خبردار! وہ مخلوق میں شریر ترین لوگ ہیں اور ان کے تابعدار بھی خلق خدا میں شریر ترین مخلوق ہیں انہیں گمان ہوگا کہ وہ مجھ سے ہیں یعنی حضور اکرم فخر بنی آدم شاہِ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں مگر وہ میرے رشتہ دار نہیں (رواہ الطبرانی)

یعنی نہ وہ میرے نہ میں ان کا (یہ اکثریت کا فیصلہ ہے ورنہ بنوالعباس میں سارے برے نہ تھے۔ ان میں نیک بھی تھے تفصیل کتب تاریخ اسلام میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳- حضرت ثوبان ومکحول رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے موصولاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرا اور بنوالعباس کا کوئی رشتہ (اسلامی وروحانی) نہیں انہوں نے میری امت کا شیرازہ بکھیرا اور ان کے خون بہائے اور انہیں سیاہ لباس پہنایا اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کا لباس پہنائے۔'' (رواہ الطبری)

بنوالعباس کی فضیلت:

سہروردی وغیرہ نے سند جید کے ساتھ روایت کی کہ حضرت جبریل علیہ السلام سیاہ لباس لے کر اترے اور عرض کی یا محمد (حبیب خدا) یہ آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کا لباس تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ! عباس اور ان

کی اولاد کو بخش دے (یہ بھی اکثریت پر محمول ہوگا)

ازالہ اشکال:

پہلی احادیث کا مقصد یہ ہے کہ بنوالعباس کی یقینی طور شرارت ثابت ہو جائے تو وہ اسی کے مستحق ہیں جو مذکور ہوا اور اس حدیث اور اس کی مثل دیگر احادیث سے ان کے پسندیدہ اور نیک لوگ مراد ہیں۔ یہی سب سے عمدہ بات ہے اور اس کے بہت سارے شواہد ہیں۔

بنوعباس کے فتنوں کی فہرست:

بنوالعباس کے دورِ حکومت میں مندرجہ ذیل فتنے ہوئے۔

(۱) اہل مدینہ کا قتل محمد النفس الزکیہ ابن عبداللہ المحض بن الحسن المثنیٰ ابن الحسن نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت۔

(۲) ان کے بھائی کے بھائی حضرت ابراہیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہا کی شہادت۔

(۳) علویوں کی کثیر تعداد حضرات کی شہادت۔

(۴) منصور عباسی کے دور میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو قید میں ڈالا۔

(۵) حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا زمانۂ ہارون الرشید میں جیل میں وصال فرمانا۔

(۶) اسلام میں فلسفہ کا داخل کرنا۔

(۷) معتزلہ کو سر پر چڑھانا زمانۂ مامون الرشید ہیں۔

(۸) خلق قرآن کے عقیدہ پر بے شمار علمائے حق وآئمہ عظام کو شہید کرنا۔

(۹) امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کو خلق القرآن کے مسئلہ پر زمانہ مامون الرشید اور زمانۂ معتصم اور واثق وغیرہم کے دور میں مارنا۔

(۱۰) حکومت عباسیہ میں کلمہ اسلام یعنی شرائع اسلام پر اتفاق نہ ہو سکا اور ان کی خلافت (حکومت) صاف ستھری نہ تھی۔

حکایت عجیبہ:

سب سے پہلا خلیفہ (بادشاہ) جو مذہب اعتدال سے روگردان ہوا اور سنت وشریعت کی مدد کی وہ خلیفہ المتوکل ہے۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج اور نشر واشاعت کے لئے بیت المال سے بارہ دینار مختص کئے۔

انجام خلافت عباسیہ:

بنوعباس ہمیشہ اختلاف کی زد میں رہے یہاں تک کہ ان کا آخری ایام میں صرف نام رہ گیا۔ ان کے بڑے بڑے شہروں پر آل سلجوق قابض ہوئے آخری خلیفہ (بادشاہ) بغداد میں مستعصم باللہ تھا جسے تاتاریوں نے قتل کیا پھر وہ مصر میں منتقل ہو گئے۔

عباسیہ خلفاء کے کارنامے:

جیسے پہلے عرض کیا گیا ہے بنوالعباسؓ کے سارے کام ان کے زمانے میں برے نہ تھے ان میں خوبیاں بھی تھیں، ملاحظہ ہو۔

ان کے زمانے میں علماء کرام کا دور دورہ تھا ہر فن کے ائمہ ان کے دور میں پیدا ہوئے مثلاً تفسیر، حدیث، نحو، لغت، قراۃ (تجوید) فقہ، کلام، تاریخ وغیرہ وغیرہ کے علمی ستون اور اسلامی ائمہ عباسی دور میں تھے۔ اسی لئے ہارون الرشید مرحوم کے دور کو عروس الدھر (یعنی تمام زمانے کی دلہن) کہا جاتا ہے۔

(مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''شاہان اسلام'' زیر طبع میں مطالعہ فرمائیے

(عطاری غفرلہ)

(12) فتنہ فاطمیہ اوران کا ملک مغرب ومصر پر تین سو سال تک تسلط اوران کا رفظ وتشیع کا اظہار اوران کا مذہب باطنیہ ملا کر مدد کرنا دین میں الحاد:

۳۳۸ھ میں ان کا جزیرہ خطاط پر تسلط ہوا پھر ان سے ۵۶۴ھ میں حضرت صلاح الدین یوسف بن ایوب الملک الناصر نے چھین لیا۔ اللہ تعالیٰ ایوبی سلطان کے روح پر رحمت کی بارش برسائے اور اسلام سے انہیں بہتر جزا عطا فرمائے۔ (آمین)

بنو فاطمیہ کے فتنوں کی فہرست:

(۱) الظاہر ابن الحاکم نے ایک محل بنایا اس میں بہترین قالین بچھا کر علماء فقہاء کو قیام کی اجازت دی لیکن تین سال کے بعد اسے توڑ کر فقہاء کرام ومحدثین کو شہید کرادیا (اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے اور نہ ہی خلق خدا کو ان پر رحم آئے) (حسن المحافرہ للسیوطی)

(۲) اسی الظاہر بن الحاکم نے دو ہزار چھ سو ساٹھ کنیزیں جمع کر کے انہیں خوب سنگارا قیمتی زیورات و پاشکوں سے مزین کیا اور حویلی کے مضبوط دروازے بنوائے ان کنیزوں کو اس حویلی میں بسایا پھر چھ ماہ کے بعد اس حویلی کے اندر کنیزوں کو زیورات اور پوشاکوں سمیت جلانے کا حکم دیا۔ (حسن الحاضرہ)

(۳) ابن ابی حجلہ نے ''السکردان'' میں لکھا کہ الحاکم نے بے شمار علماء کو شہید کروایا۔

(۴) اسی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینے کا حکم صادر کیا۔

(۵) نیز حکم صادر کیا کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (یعنی ان کے نام گالیاں) مساجد اور گلی کوچوں میں لکھی جائیں پھر ایک مدت کے بعد مٹا دیا تمام مٹا کر اس کے بجائے مسجد بنوائی پھر اسی طرح تیار کیا جیسے پہلے تھا۔

(۶) اسلامی مدارس بنا کر ان میں علماء و مشائخ کو متعین کیا لیکن بدقسمت نے ایک مدت کے بعد انہیں شہید کر دیا اور مدارس مسمار کر دیئے۔

(۷) ملوخیہ (ایک قسم کی سبزی ہے جو پکا کر کھائی جاتی ہے) کا کھانا حرام قرار دیا یہ بتایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملوخیہ پسند تھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جرجیر (ایک قسم کی ترکاری ہے جو پانی میں اُگتی ہے) پسند تھی۔

(۸) رطب (تر کھجور) کی بیع منع کر دی پھر بہت بڑی مقدار میں رطب جمع کر کے اسے آگ لگا دی۔ اس کے جمع کرنے اور آگ لگانے پر پانچ سو دینار خرچ ہوئے۔

(۹) انگور کی بیع منع کر دی۔

(۱۰) پانچ لاکھ مٹکے شہد سے بھرے ہوئے مٹکے دریا میں ڈالوائے پھر ان تمام گھڑوں کو توڑ دیا۔

(۱۱) نصاریٰ یہود کو جبراً مسلمان بنا کر پھر انہیں اپنے اپنے دین پر واپس لوٹنے کی اجازت دی چنانچہ سات دنوں میں چھ ہزار آدمی مرتد ہوئے۔

(۱۲) یہود ونصریٰ کی عبادت گاہیں تڑوا کر پھر تعمیر کروادیں۔

(۱۳) ربوبیت کا دعویٰ کر کے لکھواتا تھا بسم الحاکم الرحمٰن الرحیم

(۱۴) بے شمار جاہل جمع کرر کھے تھے۔ان پر بہت زیادہ مال خرچ کرتا اور وہ اسے اللہ کے نام سے پکارتے اور موجب اسے دیکھتے تو کہتے یا واحد یا اُحد یا محی یا ممیت فرقہ باطنیہ میں سے کسی نے اس کے لئے کتاب تصنیف کی اس میں لکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح منتقل ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں آئی ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح منتقل ہو کر اسی الحاکم کی طرف آئی ہے یہ کتاب جامع قاہرہ میں پڑھی پھر اس کتاب کے مصنف کو جبال شام کی طرف روانہ کیا وہ وادی تیم اور ناحیہ میں لوگوں میں اترا۔ اس نے لوگوں کو اس کی ترغیب دلائی اور ان کو بہت سا مال دیا اور ان کے لئے شراب وزنا مباح کیا اور الحاکم کے اعتقاد کی دعوت دی اس نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔

فائدہ:

تاحال (مصنف کتاب الاشاعۃ الاشراط الساعۃ (دور تک) بعض دیہاتوں کے لوگ وادی تیم میں موجود ہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ الحاکم واپس لوٹ کر آئے گا اور زمین پر اپنا سکہ جمائے گا۔ یہ ''السکر دان'' کے کلام کا خلاصہ ہے۔

انجام برباد:

بنو فاطمیہ اس طرح اپنے ظلم وستم میں مداومت پر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایوبی کردوں کے ذریعہ تباہ و برباد کیا پھر یہی لوگ ۴۶۴ھ سے ۶۴۷ھ تک تقریباً دو

صدیاں بادشاہی کرتے رہے ان کا آخری بادشاہ توراں شاہ تھا جسے اس کے اس کے اپنے تابعدار ترکوں نے قتل کیا پھر انہی جراکسہ نے حکومت کی بھاگ دوڑ سنبھالی۔ ۹۲۲ھ تک انہوں نے حکومت کی پھر ان پر آلِ عثمان نے غلبہ پا کر تا حال بادشاہی کرتے رہے (یعنی مصنفِ کتاب کے زمانہ تک اس کے بعد اسلامی ممالک مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے تا حال وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔)

(13) فتنہ قرامطہ اور ان کا دین کی توہین کرنا اور ان کا حرم شریف کو حلال قرار دینا، اس کے متعلق بعد کو اشارہ آئے گا (انشاءاللہ)

فائدہ:

مصنف رحمتہ اللہ علیہ بھی آگے چل کر اختصار سے بیان فرمائیں گے۔ مفصل حالات دیکھئے فقیر کی تصنیف ''فرقے ہی فرقے'' زیر طبع

(14) ترک کے ساتھ جنگ اور فتنہ۔ ترک سے یہاں تاتار مراد ہیں

(۱) حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم مسلمان ایک ایسی قوم سے جنگ لڑو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور یہاں تک کہ تم لوگ ترکوں سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناکیں پست ہوں گی گویا ان کے چہرہ تہ بہ تہ کھال چڑھائی ہوئی ڈھال ہوں گے۔ (رواہ السنۃ للانسائی)

(۲) ایک روایت بخاری شریف میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم مسلمان خوز و کرمان کے ساتھ جنگ کرو گے یہ عجمی قومیں ہیں۔ سرخ چہروں والے، ان کی روایت کے ایک لفظ میں ہے کہ وہ چوڑے چہروں والے جن کی ناکیں پست ہوں گی جن کی آنکھیں چھوٹی گویا ان کے چہرے تہ بہ تہ کھال چڑھائی ہوئی ڈھال ہوں گے۔

حل لغات:

نعالھم الشعر، ان کے جوتے بال کے ہوں گے سے مراد ہے کہ ان کے ظاہری

حصہ پر بال ہوں گے۔

فائدہ:

امام بیہقی نے فرمایا کہ قیامت کی یہ نشانی معرض وجود میں آچکی ہے اس لئے کہ خوارج میں سے ایک برادری رے کی طرف سے نکلی اور اہل اسلام نے ان سے جنگ لڑی (ذکرہ السیوطی فی الخصائص الکبریٰ)

فائدہ:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ نے فرمایا کہ ترکوں سے بارہا مسلم افواج کی جنگ ہو چکی ہے۔

وضاحت

یہ حدیث غیبی خبر پر مشتمل ہے جس طرح حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اسی طرح وقوع پذیر ہوا چونکہ یہ واقعہ گزر چکا اس میں شک وگمان کی گنجائش نہیں فلہٰذا یقیناً ماننا پڑے گا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم باذانِ الٰہی غیبی امور جانتے ہیں۔ (عطاری غفرلہ)

بالوں کے جوتے:

اس میں دو احتمال ہیں:

(۱) اور لوگ ایسے جوتے پہنیں گے جن پر بال ہوں گے یعنی نہ رنگے ہوئے چمڑوں کے جوتے پہنیں گے۔

(۲) ان کے اپنے بڑے بال ہوں گے جو ان کے قدموں کو چھوئیں گے۔

حل لغات:

المناوی المصابیح میں لکھتے ہیں کہ حمر الوجوہ کا مطلب ہے سفید چہرے جن میں سرخی ملی ہوگی۔ ذلف الانوف بذال معجمہ: بمطابق روایۃ الجمہور صاحب المشارق نے

فرمایا: یہی مبنی برصواب ہے اور یہ مہملہ سے بھی مروی ہے وہ بھی بضم الدال وسکون الام ہے اُولف کی جمع ہے جیسے اُحمراس کا معنی ہے چھوٹی ناک والے انبطاع کے ہیں۔ بعض نے کہا ان کی ناک کٹی درئب گاڑھی ہوگی۔ المجان بفتح المیم وتشدید النون جمع محن بکسر المیم: بمعنی ڈھال المطرقہ بضم المیم وسکون الطاء بعض نے بفتح الطاء وتشدید الراء کہا ہے۔

فائدہ:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی روایت مشہور ہے اور کتب لغت میں بھی یہی ہے

اب معنی یہ ہے کہ ان کے چہرے چوڑے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ کھال چڑھائی ڈھال۔

خوز وہ مشہور پہاڑ ہے عراق عجم میں بلاد اہواز میں ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ ان کی ایک قسم میں سے ہے یعنی یہ بھی ترک سے ہیں جن کا ذکر ہوا ہے اور کرمان عجم میں صقع مشہور ہے سخاوی نے فرمایا: بلاد عجم میں خراسان اور بحرالہند کے درمیان ایک آباد شہر کا نام ہے۔ "نہایہ" میں فرمایا راء سے مروی ہے اور ارض فارس میں سے ہے۔ اسی کی دارقطنی میں تصویب فرمائی خوز وکرمان بھی مروی ہے۔ بعض نے کہا اگر مضاف ہو تو راء کے ساتھ اگر عطف ہو زامعجمہ کے ساتھ پڑھا جائے۔

۴- روایت میں ہے ترک کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں اسی لئے کہ سب سے پہلے جو میری اُمت سے ملک چھینے گا وہ بنو قطورا ہیں۔

فائدہ:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ نے فرمایا: یہ تمام احادیث حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہیں کہ جن صفات سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی خبر دی ہے وہ انہی صفات سے پائے گئے اور اہل اسلام نے ان سے بارہا جنگیں لڑیں۔

فائدہ:

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 903ھ نے القناعۃ میں لکھا کہ منجملہ ان کے ساتھ

جنگوں کے ایک جنگ بنو اُمیہ کے دورِ حکومت میں بھی ہوئی ان کے اور مسلمانوں کے درمیان راستے بند تھے۔اس کے باوجود بھی آہستہ آہستہ ان پر فتح نصیب ہوئی اور ان کے بکثرت قیدی بنو اُمیہ کے قبضہ میں آئے۔ باوجود یہ کہ وہ سخت قسم کے جنگجو تھے۔ یہاں تک کہ انہی قیدیوں میں معتصم کے لشکر میں اکثر یہی لوگ تھے۔ پھر ایک عرصہ بعد یہی ترک ملک پر قابض ہوئے اور معتصم کے بیٹے المتوکل کو قتل کر دیا۔ یونہی ان کی اولاد میں سے ایک ایک کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ مملکت ویلم قائم ہوئی۔

فائدہ:

ملوک سامانیہ بھی ترک سے تھے وہ بلادِ عجم پر قابض ہوئے پھر ان ممالک پر آلِ سبکتگین نے غلبہ پایا پھر آلِ سلجوق نے ان کی حکومت عراق وشام تک پھیل گئی۔ترک مذکور کے بقایا اتباع شام میں رہے۔ یہی آلِ زنگی ہیں۔حضرت سلیمان نور الدین زنگی دمشقی شہید رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۵۶۹ھ مراد ہیں۔(عطاری غفرلہ)

اور ان کے متبعین وہ ایوب کے اہل بیت ہیں اور یہ بھی ترک سے زیادہ ہو جائیں گے پھر مصر، شام اور حجاز کے شہروں میں ان پر غالب ہو جائیں گے اور آلِ سلجوق پر پانچویں صدی میں خروج کیا اور ان کے شہروں کو برباد کر دیا اور ان میں لوگوں کو ہلاک کیا۔ پھر بڑی مصیبت تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں ڈھائی۔ یہ چنگیز خان کا خروج تھا اور ان کی وجہ سے دنیا آگ سے جل اُٹھی خصوصاً مشرق حتیٰ کہ کوئی ایسا شہر نہ تھا کہ جسے ان کا شر نہ پہنچا ہو پھر بغداد کی تباہی اور خلیفہ معتصم کی ہلاکت بھی انہی کے ہاتھوں ہوئی اور بغداد میں بنو عباس کا آخری خلیفہ تھا، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۶۹۱ھ نے فارسی قصیدہ میں جن کا مرثیہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

آسمان راہ حق برد گر خون بیارد برزمین
بر زوال ملک معتصم امیر المومنین

''آسمان کا حق ہے کہ بادشاہ معتصم پر ٹوٹا ۶۵۶ھ میں امیر المومنین تھے۔'' شیخ تاج

السبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الطبقہ'' میں فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا تخلیق فرمائی تارتار کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہ ہوا، پس انہوں نے مسجد کو ویران کیا، مصاحف (قرآن مجید) اور کتب دینیہ کو جلا دیا۔ لوگوں کو قتل کیا، عورتوں کو قیدی بنایا ان کے پیٹ چاک کر کے ان کی اولاد کو قتل کیا۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ نے فرمایا، ان کے باقی لوگ خروج کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کا آخری امیر تیمور لنگ ہوا جس نے شام کے شہروں کا راستہ اختیار کیا اور اس میں کافی عرصہ رہا اور دمشق کو جلا دیا۔ یہاں تک کہ اسے بالکل تباہ برباد کر دیا اور روم اور ہند میں اور ان کے درمیانی علاقوں میں داخل ہوا اور اس کے ظلم وستم کی مدت طویل ہوئی یہاں تک کہ مر گیا اور اس کے بیٹے شہروں میں پھیل گئے اور یہ تمام واقعات حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کہ ''بے شک سب سے پہلے جو میری امت سے ان کا ملک چھینیں گے وہ بنو قطوراء ہوں گے'' کا مصداق ظاہر ہوئے۔

قنطورا کا تعارف:

القناعہ میں ہے کہ قنطوراء بالمد والقصر ۔بعض نے کہا کہ قنطورا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھی ۔اس سے حضرت ابراہیم کی اولاد بکثرت تھی اور ملکوں میں پھیل گئی۔انہی میں سے ترک مذکور بھی ہیں۔اسے ابن اثیر نے نقل کر کے اسے بعید قرار دیا اور المجد نے ''القاموس'' میں اس کے ساتھ جزم کیا۔

فائدہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ دجلہ وفرات کے درمیان ایک شہر ہو گا۔اس میں بنوعباس کا بادشاہ حکومت کرے گا۔اس شہر میں بہت بڑی خوفناک جنگ ہو گی اور عورتیں قید کی جائیں گی اور مرد ایسے ذبح کئے جائیں گے جیسے بھیڑ بکری۔

فائدہ:

خطیب کی روایت میں مذکورہ بالا حدیث کا مصداق اسی جنگ کو بتایا گیا ہے اور

خطیب نے یہ بھی کہا کہ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی تقریر:

آپ نے فرمایا کہ یہ جنگ خطیب کی موت کے دوسو سال سے زائد بعد کو ہوئی اور یہ بات حدیث کی تقویت کا سبب بنتی ہے۔ (الجامع الکبیر للسیوطی)

غیبی خبر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں' جو تمہارے ہاں ترکی گھوڑوں پر آئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے فرات کے کناروں پر باندھیں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ "منابت الشیخ" میں اہل شام کے ساتھ لاحق ہوں گے۔ گویا کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔ اپنے گھوڑے مسجد کے ستونوں سے باندھے ہوئے ہیں۔

فائدہ:

امام سخاوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "القناعۃ" میں ہے حاکم صاحب الصحیح میں "مستدرک" نے اس کی سند محمد بن یحیٰی ابی بکر الصولی النحوی تک پہنچا کر لکھا کہ شعراء عرب میں سے ترک کی سب سے پہلی مدح علی بن عباس رومی نے کی وہ لکھتا ہے۔

اذا ثبتوا فمصد من حذید تخال عیوننا فیھا بحارا دان برزوا

فنیران تلظر علی الاعداء یضرمھا استعارا

"جب ثابت قدم ہو کر سامنے آتے ہیں تو لوہے کی دیوار ہیں، ہماری آنکھیں خیال کرتی ہیں کہ یہ دریا ہیں اور ظاہر ہوتے ہیں تو دشمن کے لئے آگ میں جسے بلا تاخیر جلا کر راکھ بنا دیتے ہیں۔"

اضافہ عطاری غفرلہ:

فقیر ایک حدیث میں مع شرح کا اضافہ کرتا ہے تاکہ اہل ایمان کا ایمان تازہ

ایک عجیب جنگ اور ترکالی قوم:

عن ابی بکرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ینزل اناس من امتی بغائط یسونه البصرة عند نهر یقال له دجلة یکون علیه جسر یکثر اهلها ویکون من امصار المسلمین وان کان فی آخر الزمان جاء بنوا قنطوراء عراض الوجوه صغار الاعین حتی ینزلوا علی شط النهر فیفرق أهلها ثلث فرق فرقة یا خذون لانفسهم وهلکوا دفرقة یجعلون ذر اليهم خلف ظهورهم ويقاتلونهم وهذ الشهداء

(رواہ ابوداؤد مشکوۃ، جلد۲ صفحہ ۴۶۸)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ ایک پست زمین میں اتر پڑیں گے جس کا نام ''بصرہ'' ہے اس نہر کے پاس جس کو دجلہ کہا جاتا ہے اس نہر کے پاس، اس نہر پر ایک پل ہوگا اور اس شہر کی آبادی بہت زیادہ ہوگی۔ یہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک شہر ہوگا۔ جب آخری زمانہ آئے گا تو قنطوراء کی اولاد (تاتاری قوم) چوڑے چوڑے چہروں والے، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے حملہ کے لئے آ کر اس نہر کے کنارے پڑاؤ کریں گے۔ اس وقت بصرہ والوں کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ تو بیلوں کی دم پکڑے ہوئے بیابانوں میں پناہ لے گا اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنی ذات کے لئے امان لے گا۔ یہ سب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنے بال بچوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کر کے ان لوگوں سے جنگ کرے گا یہ لوگ ''شہداء'' ہوں گے۔

فائدہ:

اس حدیث میں ''قنطوراء'' اولاد سے مراد ترکی اور تاتاری قومیں ہیں۔ قنطوراء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندھی کا نام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جولڑ کے

قنطوراء کے شکم سے پیدا ہوئے تھے ان کی اولاد میں ترکی اور تاتاری اقوام ہیں۔

(مرقاۃ جلد۵، صفحہ ۱۵۶)

غیبی خبریں:

اس حدیث میں ''بصرہ'' سے مراد شہر بغداد ہے چونکہ زمانۂ رسالت میں بغداد آباد نہیں ہوا تھا اور بصرہ بغداد ہی کے قریب و جوار میں ہے۔ اس لئے بغداد کی جگہ حضورِ اکرم نورِ مجسم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بصرہ کا نام لیا۔ اس جنگ کا مختصر تذکرہ یہ ہے کہ سفر ۶۵۶ میں جب چنگیز خان کا پوتا ہلاکو خان تاتاریوں کا ایک عظیم لشکر لے کر بغداد پر حملہ آور ہوا تو اس وقت بغداد کے مسلمانوں کی تین جماعتیں ہو گئیں۔ کچھ مسلمان تو اپنے اپنے مال و اسباب کو بیلوں پر لاد کر اپنی جان بچانے کے لئے جنگلوں اور بیابانوں میں پناہ لینے کے لئے نکل بھاگے مگر یہ لوگ بچ نہ سکے بلکہ تاتاریوں کی خونخوار فوجوں نے ان سب کو چن چن کر قتل کر ڈالا اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور کچھ مسلمان یعنی خلیفہ بغداد معتصم باللہ اور اس کے ارکانِ سلطنت اور بغداد کے امراء و شرفاء و علماء نے تاتاریوں سے جان کی امان لے کر قلعہ کا پھاٹک کھول دیا اور باہر نکل آئے مگر قوم تاتار کے بدعہد کفار نے ان سب مسلمانوں کو قتل کر کے ٹکڑے کر ڈالا اور خلیفہ بغداد کو بھی نہایت ہی بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ طرح طرح کی ایذا دے کر مار ڈالا اور کچھ شیر دل اور جانباز مسلمان اس عظیم فتنہ کے سیلاب میں بھی ثابت قدم رہے نہ ان لوگوں نے فرار کیا نہ اقوامِ کفار سے امان کے طلب گار ہوئے بلکہ ان کفار کے مقابلہ میں تلوار لے کر ڈٹ گئے اور اپنے بال بچوں کو اپنے پیچھے کر کے ان کافروں سے جنگ کرنے لگے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سب کے سب شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئے اور شہر بغداد تباہ و برباد ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۸۲۰ وغیرہ)

بصرہ:

حضور نبی کریم راحۃ العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں برس پہلے جو غیب کی خبر

دی تھی وہ حرف بہ حرف صادق ہوئی اور قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی اور جس بصرہ کی خبر دی گئی وہ بھی عالم وجود میں آ گیا۔ اس کا نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ بصرہ، کوفہ، قاہرہ، سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں صفہ شہور میں آئے۔ (عطاری غفرلہ)

(15) نارِ حجاز جس کی روشنی سے بصریٰ (شام) میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں اس آگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے خبر دی

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو مقام بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن کردے گی۔ (رواہ البخاری والحاکم فی المستدرک)

وضاحت

صحیحین کے الفاظ ہیں۔

لا یقوم الساعة حتی تذهر و انار الحجاز:

''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک حجاز کی آگ ظاہر نہ ہو۔''

فائدہ:

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ المتوفی ۱۰۵۱ھ جذب القلوب الی دیار المحبوب (تاریخ مدینہ منورہ) میں لکھتے ہیں کہ واقعہ نار حجاز بھی اس شہر مبارک کی کرامت پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے وقوع کی ایک حکمت یہ تھی کہ یہ سرزمین رحمت وشفاعت کی جگہ ہے۔ باوجود یہ کہ ظاہر ہوئی اور بجھ گئی اور ظاہر اس لئے ہوئی کہ اس دور میں شریر لوگوں نے لڑائیاں اور دنگا فساد برپا کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عبرت دلانے کے لئے ایسا کیا تاکہ وہ اپنی شرارتوں اور فسادات سے باز آ جائیں اور رحمت بھی ظاہری ہے کہ باوجود ہمہ گیر عذاب بن جانے کے اہل مدینہ بلکہ حرم مدینہ کے لئے امن وسلامتی

والی تھی۔

فائدہ:

مذکورہ بالا روایت مسند الفردوس میں ہے۔ایسے ہی کامل بن عدی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

لا تقوم الساعة حتی یسیل واد من اودیة الحجاز بالنار تضی اعناق الابل ببصری

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ حجاز کی وادی آگ سے رواہ ہوگی جس سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔

امام سہودی رحمتہ اللہ علیہ کی تقریر بقلم مصنف کتاب:

مصنف کتاب نار الحجاز کی مع روایات سندات نقل کرنے کے بعد حضرت امام نور الدین سیّد علی سمہودی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی تقریر کے آپ تاریخ المدینہ یعنی وفاء الوفاء وخلاصتہ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ یہ نار مدینہ پاک میں ظاہر ہوئی اور اس کی شہرت کی حد تواتر تک مشہور ہے۔اسی سے پہلے ہولناک دھماکے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ اہل مدینہ گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پھران کی مشکل حل ہو گئی۔

وضاحت

امام سہودی رحمتہ اللہ علیہ مصر سے مدینے میں مقیم ہوکر دس سال تک مدینہ پاک کے مفصل حالات لکھتے رہے۔تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف، محبوب مدینہ کا مقدمہ، جلد اول، ترجمہ خلاصتہ الوفاء، مطبوعہ مکتبہ عطاریہ رضویہ بہاولپور، اہل مدینہ کا گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر استغاثہ بتاتا ہے کہ حق مذہب اہل سنت بریلوی ہے۔اسی لئے کہ یہی بریلوی حضرات اسلام کے طریقہ پر ہیں۔نجدی مذہب او، اس

کے ہم نوا مزار پر جا کر استغاثہ کو شرک کہتے ہیں تو بدعتی اور باطل ہیں۔

احمد رجال ثقات کے ساتھ حضرت ابوذر سے راوی ہیں کہ ہم رسول اکرم فخر بنی آدم کے ساتھ تھے جب ذوالحلیفہ نظر آیا تو لوگ مدینہ طیبہ کو جلدی کر کے چلے گئے اور رسول پاک ذوالحلیفہ میں ٹھہر گئے اور ہم بھی وہاں ٹھہر گئے۔ آپ نے صبح کے وقت ان صحابیوں کے لئے پوچھا جو عجلت کر کے مدینہ شریف کو پہلے چلے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اب تو مدینہ پاک اور عورتوں کی طرف عجلت کر رہے ہیں لیکن ایک وقت آ رہا ہے جب اس وقت آج کی اچھی گھڑیاں سمجھیں گے پھر فرمایا:

لیت شعری متی لخرج نار بارض الیمن من جبل الوراق

تضی أعناق الابل ببصری ضوء ہ کضؤ النھار

''کاش! جب کہ ارض یمن میں جبل وراق سے آگ نکلے گی جس کی روشنی سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی اور وہ روشنی دن کی طرح روشن ہوگی۔''

سوال:

مدینہ کی نار تو حجاز سے مشہور ہے۔ حدیث مذکور میں یمن کا لفظ ہے؟

جواب:

اگرچہ مدینہ طیبہ حجاز یہ ہے' لیکن امام شافعی نے تصریح فرمائی کہ یہ یمانی بھی ہے جیسا کہ امام بیہقی نے اسے نقل کر کے اس پر ایک حدیث بھی روایت کی۔ طبرانی شریف میں حضرت حذیفہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''لاتقوم الساعۃ حتی تخرج نار من رومان اور رکوبہ تخی منہا اعناق الابل ببصریٰ''۔ (قیامت نہ ہوگی یہاں تک کہ آگ گمانِ یار کوبہ سے نہ نکلے گی جس کی وجہ سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی)

انہی کی روایت حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اکرم نورِ مجسم نے فرمایا: جس وسیل کہاں ہے؟ (مجمع البحار میں واوَ

کے بغیر جس سیل ہے) ہم نے لاعلمی ظاہر کی۔اس کے بعد ہمارے ہاں سے قبیلہ بنی سلیم کا ایک شخص گزرا ہم نے پوچھا کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا جس وسیل میں میں سنتے ہی اپنے جوتے چھوڑ کر فوراً حضور نبی کریم رحمتہ اللعالمین کی خدمت میں پہنچ گیا اور عرض کی ہم سے آپ نے جس وسیل کے متعلق پوچھا تھا ہم نے لاعلمی ظاہر کی آج ایک شخص وہاں کا مقیم ہمارے ہاں سے گزرا ہے وہ یہ ہے آپ اس سے اس کے متعلق جو چاہیں پوچھیں۔آپ نے اس سے پوچھا تو کہاں رہتا ہے؟ عرض کی ''جس ویل میں'' آپ نے فرمایا:

اخرج اهلك منها خانه يوشك ان تخرج منها نارتضی اعناق الابل ببصری

''اپنے اہل کو یہاں سے لے جا کیونکہ عنقریب آگ نکلے گی۔جس سے اونٹوں کی گردنیں بصرہ میں نظر آئیں گی۔''

رافع بن بشر سلمٰی نے اپنے والدین سے مرفوعاً روایت ہے کہ

يوشك نار تخرج من جس سيل تسير سير مطيئة الابل تسير النهار وتقيم الليل . (الحدیث)

''قریب ہے کہ آگ جس سیل سے نکلے گی اس کی سیر اونٹ کی رفتار کی طرح ہوگی وہ دن کو چلے گی اور رات کو ٹھہری رہے گی۔''

(رواہ الطبرانی وابو یعلی وامام احمد)

وضاحت

حافظ ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۷ھ نے فرمایا کہ امام احمد کی روایت کے راوی صحاح کے ہیں سوائے رافع کے جس (بالضم پھر سکون) یہ جگہ حرہ بنی سلیم اور سوارقیہ کے درمیان واقعہ ہے اور نصر نے فرمایا کہ وہ فتحہ کے ساتھ ہے۔بنو سلیم کے دو حرون کا ایک ہے۔احادیث مذکورہ بالا میں جس آگ کا ذکر ہے وہ واقع ہو چکی جو مدینہ طیبہ کو قبلہ کی

جانب مشرق سے سواریہ کے طریق سے آئی جس کا بیان تفصیلی آئے گا (انشاء اللہ) اور یہ بنوسلیم کے بلاد کی جانب ہے۔ بدر بن فرحون نے فرمایا: احیین کی وادی سے یہ نار چلی۔

قطب قسطلانی نے فرمایا یہ آگ مشرق کے مبہت کے اس مرحلہ پر ظاہر ہوئی جو مدینہ طیبہ کے قریب ہے جس کا نام الھیلاء کا میدان ہے جو قریظہ کے گھروں کے قریب میں ہے یعنی مدینہ اور امین کے درمیان واقع ہے پھر مشرق کی جانب بڑھتی ہوئی احیین کے قریب پہنچ گئی۔

سوال:

کبھی کسی جگہ کا نام لیا جاتا ہے کبھی کسی کا اس کی کیا مراد ہے؟

جواب:

اس کا ابتدائی ظہور اسی جگہ سے ہوا جس کا اشارہ حدیث شریف میں ہے جسے لوگوں نے محسوس نہ کیا یہاں تک کہ محل مذکور تک پہنچی جو کہ یہی انداز کا مقام ہے۔

اس کے بعد مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئی۔ نارحجاز کے ظہور سے چند روز پہلے ہیبت ناک زلزلے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا۝ (پ۱۵، بنی اسرائیل آیت ۵۹)

''اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو۔''

سوال:

یہ عذاب بھری آگ اس مقدس شہر کے قریب میں کیوں واقع ہوئی؟

جواب:

اگر کسی دوسرے علاقہ میں ایسی ہیبت ناک آگ کا ظہور ہوتا تو عذاب بن کر اُمت کو ضرر رساں ہو جاتی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے منافی تھا۔ آپ کے شہر کے قریب میں وقوع ہوا تاکہ انذار بھی ہو جائے اور شہر کی برکت کا ظہور بھی۔ جب

آگ کا زور پھیلا تو اہل مدینہ کا یہ حال تھا کہ

التجوا فی امرھا الی نبیھم المبعوث بالرحمة فحرفت عنھم ذات الشمال وقابلتھم الرحمة فکانت برداوسلاما وظھرت برکة تربتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امتہ

''آگ کے معاملہ میں اپنے نبی رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پناہ مانگی جس سے وہ آگ بائیں طرف چلی گئی اور اہل مدینہ کو رحمت نصیب ہوئی۔ ان پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔ اس سے اہل مدینہ پر بلکہ تمام اُمت پر نبی پاک کی قبر انور کی برکت ظاہر ہوئی۔''

فائدہ:

اہل مدینہ قدیم سے اپنے حضور اکرم نورِ مجسم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ اور پناہ عالم مانتے چلے آرہے ہیں۔ اب بھی اہل حق آپ کو زندہ اور پناہ کائنات مانتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے
مانگ من مانتی منہ مانگی مرادی لے گا
نہ یہاں نہ ہے نہ منگتا ہے یہ کہنا کیا ہے

(حدائق بخشش حصہ اول)

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جمیع اہل اشام کی متواتر اطلاع دینے سے (کہ اس نار کا خروج ہوا تھا) ہمیں اس کا علم یقینی ہے۔

سوال:

یہ نارِ حجاز مشہور ہے امام نووی نے شام والوں کی شہادت کیوں بتائی؟

جواب:

یہ آگ ان کے زمانہ کی کوئی اور ہوگی۔

زلزلہ کا آغاز مدینہ پاک میں یکم جمادی الآخر ۶۵۴ھ میں ہوا لیکن جھٹکے تھے باوجود مکرر ہونے کے ایک دوسرے کو نہیں پہنچ سکتے تھے۔

آگ حجاز کا قصہ:

ابتداء زلزلہ مدینہ پاک میں یکم جمادی الآخرۃ ۶۵۴ھ میں ہوا یعنی معتصم کے قتل اور بغداد کی تباہی کے دو سال قبل پہلے معمولی جھٹکے تھے باوجود یہ کہ بار بار آتے لیکن ایک دوسرے تک نہیں پہنچے تھے۔ پھر منگل کے دن شدت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ ان کا کامل ظہور ہو گیا پھر تیسری تاریخ بدھ کی رات کو تہائی شب کے سخت جھٹکے لگے جس سے لوگ گھبرا گئے اور پھر اسی رات سے مسلسل جمعہ تک جاری رہے۔ ان کی آواز بادل کی گرج سے بھی سخت تھی اور زمین گھومتی تھی اور درودیوار ہلتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن میں اٹھارہ بار جھٹکے لگے جیسا کہ قطب قسطلانی نے اپنی ایک کتاب میں بیان کیا جبکہ اس نار کے لئے ایک مستقل کتاب ''جمل الایجاد فی الایجاز بنار الحجاز'' لکھی ہے اور وہ اس مکہ معظمہ میں تھے۔ ابوشامہ نے یہ واقعہ قاضی مدینہ سنان کی کتاب سے ان کا مشاہدہ نقل کیا۔

قاشانی وغیرہ نے اس کے عجائبات بیان فرمائے ہیں: کہا کہ جمعہ کے دن شدید جھٹکا تھا کہ مسجد شریف کے مینار ہل گئے اور مسجد کی چھت سے سخت آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ قسطلانی نے کہا کہ جمعہ کے دوپہر کے وقت یہ آگ ظاہر ہوئی۔ اس کے ظہور کی جگہ سے لے کر خلائے آسمان میں دھواں پھیل گیا جس کی سخت سیاہی نے اُفق ڈھانپ لیا اور زمین پر اندھیرا چھا گیا گویا رات ہوگئی اور دن کی روشنی بالکل ختم ہوگئی اور مشرق سے

آگ کا ایک بہت بڑا شہر نظر آتا تھا۔

آگ کا طول وعرض

علامہ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۶۶۸ھ نے فرمایا کہ بدھ کی شب تیسری جمادی الآخرۃ جمعہ کی چاشت تک مدینہ منورہ میں بڑے بڑے زلزلے آئے پھر تھم گئے تین ماہ کے بعد آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ گویا ایک برج دار قلعہ یا وسیع شہر کی مانند تھی جیسے آدمیوں کی جماعت اس کو کھینچ رہی ہے جس پہاڑ سے گزرتی اس کو راکھ کر دیتی۔ رانگ کی طرح پگھلاتی بادل کی طرح گرجتی دریا کی طرح جوش مارتی اور گویا اس سے سرخ اور نیلی نہریں نکلتی ہیں اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتی ہے اور اس کے ساتھ ایک ٹھنڈی ہوا بھی مدینے کی طرف آتی ہے۔

فوائد:

مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ اس کی لمبائی آسمان کی طرف پانچ دن کے سفر کے برابر تھی اور میں نے سنا ہے کہ وہ مکہ معظّمہ اور بصری کے پہاڑوں سے دیکھی گئی۔ عارف قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ (یہ امام قسطلانی نہیں جو بخاری شریف کے شارح ہیں۔ اس لئے کہ یہ تو ۹۲۲ھ میں فوت ہوئے یعنی امام سمہودی مصنف وفاء الوفاء خلاصہ کی موت سے گیارہ سال بعد بلکہ یہ قسطلانی قطب الدین ابوبکر احمد المکی القسطلانی المتوفی ۶۸۶ھ ہیں۔ (حاشیہ خلاصۃ الوفاء ہطاری غفرلہ) نے فرمایا کہ اس کی روشنی کا ظاہر و باطن پر غلبہ تھا۔ مدینہ طیبہ اور حرم پاک میں سورج اور اس کی روشنی سے متاثر ہوا۔ یہاں تک کہ سورج کی روشنی زمین پر زرد اور سورج کا رنگ سرخ نظر آتا تھا اور چاند کی چاندنی ماند پڑ گئی۔ ابوشامہ نے فرمایا مجھے ایک معتمد علیہ بزرگ نے فرمایا کہ میں نے اس بزرگ سے سنا جس نے مدینہ طیبہ میں اس کا مشاہدہ کیا وہ یہ کہ اس کی روشنی پر تیماء میں کتاب لکھی جا سکتی تھی حالانکہ اس وقت سورج اور چاند کی روشنی بالکل ماند پڑ گئی تھی۔ وہ تو کسوف وخسوف کی زد میں تھے اور ہم نے ان کے کسوف وخسوف کا اثر دمشق میں محسوس کیا۔ اس لئے کہ ان کی

روشنی دیواروں پر دھیمی دھیمی محسوس ہوئی تھی۔ہم اس واقعہ کی خبر پہنچنے تک حیران تھے کہ واللہ اعلم یہ کیا ماجرا ہے۔عارف قسطلانی فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے سنا ہے جس نے خود آنکھوں سے دیکھا کہ وہ آگ جبال سایہ تک نظر آتی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ہم نے اسے تیما و بصری میں ایسے قریب سے دیکھا جیسے اہل مدینہ کو قریب نظر آئی۔

عماد ابن کثیر نے کہا مجھے قاضی القضاۃ صدر الدین حنفی نے بتایا انہیں ان کے والد گرامی شیخ صفی الدین مدرس مدرسہ بصری نے فرمایا کہ مجھے آنکھوں سے دیکھنے والے بہت سے دیہاتیوں نے خبر دی کہ آگ کی روشنی سے رات کے وقت اونٹوں کی گردنیں دکھائی دیتی تھیں۔اس سے ہمیں یقین ہوا کہ جس آگ کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ وہ حجاز سے ظاہر ہوگی وہ ظاہر ہوگئی اور حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا ظہور اہوا جسے آپ۔نے صدیوں پہلے خبر دے دی تھی۔

نکتہ:

روشنی دور دکھائی گئی تا کہ لوگوں کو خوف پیدا ہو۔

نکتہ:

جمعہ کے دن اس لئے ظاہر ہوئی تا کہ معلوم ہو کہ یہ نعمت ہے...... اگرچہ بظاہر عذاب محسوس ہوتی ہے اس سے خوف خدا رکھنے والے قلوب کو واقعی خوف خداوندی کی نعمت نصیب ہوئی چنانچہ امیر مدینہ کے متعلق منقول ہے۔

حکایت نمبر ا:

عارف قسطلانی ایک معتبر بزرگ سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المدینہ نے چند سواروں کو آگ کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے بھیجا لیکن وہ آگ کی گرمی وتمازت کی شدت سے قریب جانے میں کامیاب نہ ہوسکے پھر وہ سواریوں کو چھوڑ کر پیدل چل پڑے۔ان کا بیان ہے کہ جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ آگ پہاڑوں جیسی چنگاریاں پھیلا رہی ہے۔اس کی تیز روشنی کی وجہ سے آگ کی حقیقت سے آگاہی نہ پاسکے واپس لوٹے

تو امیر المدینہ خود جانے کے لئے کمر بستہ ہوئے جب انہوں نے ہمت کر کے آگ کے قریب پہنچنے کی جرأت کی تو دو تیروں کی مقدار تک حرارت۔ نے آگے نہ آنے دیا بلکہ آگے زمین بھی آگ بنی ہوئی تھی اور اس کے پتھر آگ کی میخیں محسوس ہوتی تھیں اور ان کے نیچے آگ تھی اور ان سے شعلے پہاڑوں کی مانند اُٹھ رہے تھے۔ وہاں کے ریت کے ٹیلے آگ سے تبدیل ہو چکے تھے۔ جو بحر موج کی طرح موجیں مارتے ہوئے پتھر کے بڑے تودے آگ میں گرا رہے تھے اور اس کے شعلوں نے افق آسمان کو تاریکی سے بدل دیا ایسے گمان ہوتا تھا کہ سورج اور چاند کسوف وخسوف کی لپیٹ میں ہیں اور ان کی روشنی آفاق دنیا سے چھین لی گئی ہے۔

حکایت نمبر ۲:

جمالِ مطری اور عارف قسطلانی کی نقل میں تضاد ہے وہ یہ کہ جمال مطری علم الدین سجر جو عز الدین ضیف امیر المدینہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں ان کے آقا امیر المدینہ نے ایک شخص عربی کے ساتھ بھیجا ہم دونوں سواریوں پر سوار تھے ہمیں امیر کا حکم تھا کہ تم آگ کو قریب سے دیکھنا ہم نے سن رکھا تھا کہ آگ کسی کو اپنے قریب بھٹکنے نہیں دیتی لیکن جب ہم پہنچے تو ہمیں اس کی گرمی محسوس نہ ہوئی۔ میں سواری سے اتر پڑا اور بالکل قریب چلا گیا دیکھا کہ وہ ہر چھوٹے بڑے پتھروں کو نگل رہی ہے میں نے ترکش سے تیر نکال کر تیر کے نیزے کو آگ میں ڈالا لیکن اس سے مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ گرمی کا احساس تک نہ ہوتا تھا البتہ اتنا ہوا کہ نیزے کو آگ کھا گئی لیکن تیر کی لکڑی کو محفوظ رکھا۔

فائدہ:

مطری فرماتے ہیں آگ، پتھروں اور پہاڑوں کو ہڑپ کر جاتی لیکن درختوں کو چھوڑ دیتی تھی (شیخ شاہ عبدالحق محدث قدس سرہ ۱۰۵۲ھ نے فرمایا کہ آگ کے متعلق اوقات احوال کے ساتھ ظاہر ہونا بھی نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے ایسے ہی اس کا کبھی سرد ہونا اور کبھی

گرم ہونا وغیرہ وغیرہ)

حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام:

مطری فرماتے ہیں اس سے میری سمجھ میں یہ آیا ہے کہ آگ کو حرمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام تھا۔ اس لئے کہ حضور اکرم نورِ مجسّم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام مخلوق کے ہر ذرّہ پر فرض ہے۔

قسطلانی کا دوسرا بیان:

عارف قسطلانی فرماتے ہیں کہ جب آگ چلتی تھی تو ہر شئے کو پیتی اور ہر خشک وتر درخت اور پتھروں پہاڑوں کو راکھ بناتی چلی گئی۔ اس کا کنارہ مشرقی (پہاڑوں کے مابین) تھا۔ پہاڑ حائل ہوئے تو ٹھہر گئی اور دوسرا کنارہ شامی تھا وہ حرم کے متصل تھا یعنی جبل وغیرہ اس کی مشرقی جانب جبل اُحد کے ساتھ متصل تھی اور وادی شفاۃ جس کے کنارے میں وادی حمزہ رضی اللہ عنہ ہے، سے چلی تو حرم نبوی کے سامنے آکر نہ صرف ٹھہری بلکہ بجھ گئی۔

حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا مشاہدہ:

حضرت عارف قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معتبر آدمی سے سنا ہے کہ وادی میں ایک پتھر پڑا تھا جس کا نصف حصہ تو حرم کے اندر اور نصف حصہ باہر تو آگ میں خاکستر ہو گیا مگر نصف اندر کے حصہ تک جب آگ پہنچی تو بجھ گئی۔ ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں کہ: آگ علاقہ شام سے بڑھتی چلی آئی۔ یہاں تک کہ قرب اُحد شریف میں قرین الارنب میں آکر نہ صرف رک گئی بلکہ بجھ گئی۔

فائدہ:

یہی زیادہ معتمد علیہ اور یہی معجزہ ہونے کے اعتبار سے موزوں تر ہے۔ (اور) ابوشامہ نے قاضی سنان کی کتاب سے جو مشاہدہ نقل کیا ہے وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ کہ آگ وادی شظاۃ سے گزر کر جبل اُحد کے بالمقابل ٹھہر گئی اور حرہ عریض کے قریب

ٹھہرنے کو تھی (یہاں تک کہ قشیرہ جو کہ حرم مدینہ کو متصل ہے) کے قریب ٹھہری اور حرہ عریض کے قریب پہنچ کر بجھ گئی (یہ آگ جمادی الآخرۃ جمعہ کو شروع ہو کر ۲۷ رجب کو ختم ہوئی) اور پھر مشرق کو چلی گئی۔

آگ کی روانی و جوانی:

مؤرخین لکھتے ہیں کہ وہ آگ وادی میں سیلاب کے ریلے کی طرح رواں دواں تھی۔ اس کا طول چار لانگ (۱۲ میل) اور عرض چار میل اور گہرائی آدھی کے ڈیڑھ کے برابر تھی۔ جب وہ رواں دواں تھی تو پتھر چونے کی طرح پگھلتے چلے جاتے یہاں تک کہ منتہائے حرہ میں مشرق کی جانب وادی کے نزدیک جمع ہوتے رہے اور جبل وغیرہ کی طرف وادی شظاۃ کے وسط میں آگ سے پگھلتے ہوئے پتھروں کی ایک مضبوط دیوار بن گئی۔ یہ سد سکندری کی طرح نہ تھی اس کے وصف سے زبان عاجز ہے اور اس میں سے کسی انسان کو راستہ ملتا ہے نہ کسی جانور کو۔

فوائد:

وہاں پر تا حال دیوار کے آثار موجود ہیں۔ اس دیوار کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مفسد، ڈاکو اس راستہ سے ساکنان خوباں یعنی مدینہ طیبہ کو تنگ کرتے تھے۔ اس دیوار نے ان کے داخلے بند کر دیئے۔ ''چندار کہ درکار خداوند خطاست زانکہ ادھر چہ کند عین صلاح ست۔''

''یہ گمان بھی نہ کر کہ اللہ تعالیٰ کے کام میں خطاء ہے۔ اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے عین صواب (صلاح) ہے۔ (جذب القلوب)

جو جس کے نام سے مشہور ہے۔'' عارف قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے معتبر لوگوں کو فرماتے سنا ہے کہ اس وقت میں نے دیوار کو ناپا تو ایک پتھر اوپر سے نیچے پھینکا۔ زمین اصلیہ تک پہنچنے تک ایک طویل تیر کے برابر محسوس ہوا۔ اسی وجہ سے وادیٔ شظاۃ کے دو حصے محسوس ہوئے تھے اور آج اس وادی کی دیوار کے پیچھے سیلاب

کا پانی رُک جاتا ہے بارشوں کے دوران تاحد نگاہ لمبا چوڑا دریا نظر آتا ہے (دورِ حاضرہ میں اس کا نام عاقول ہے حاشیہ خلاصۃ الوفاء) اس دیوار کے ٹوٹنے کی غیبی خبر کا بیان (نار حجاز نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اُمت کے ہر فرد نے مانا اور یہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت اور ماضی الغد میں داخل ہے جب کہ مخالفین کہتے ہیں کہ ''خمس لا یعلمھن الا اللہ'' پانچ علم وہ ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صدقے بہت سے اولیاء کرام کو ان پانچوں علوم میں سے بہت سے جزئیات سے نوازتا ہے منجملہ ان کے ایک یہی واقعہ یعنی نار حجاز بھی ہے جسے سینکڑوں سال پہلے حضور سرورِ کون ومکان سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جس کا وقوع ۶۵۴ھ میں متعصم باللہ (بادشاہ عباسی) کے دور کے قتل اور بغداد کی تباہی کے دو سال پہلے ظاہر ہوا۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تاریخ الخلفاء'' میں خلیفہ مذکور کے حالات میں لکھا کہ ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ میں آگ ظاہر ہوئی۔ ابوشامہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ منورہ سے جو خطوط (مکاتب) آئے ان میں تحریر تھا کہ شب چار شنبہ ۳ جمادی الآخر کو یہاں زبردست گرج سنائی دی اور اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفے سے زلزلے آتے رہے اور زلزلے کے جھٹکوں کی یہ حالت 5 جمادی الآخر تک قائم رہی۔ اس کے بعد مقام حرہ میں قریظہ بن امر کے پاس آگ لگ گئی۔ یہ آگ اتنی شدید تھی کہ مدینہ منورہ میں ہم گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم کو ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ آگ بالکل ہمارے پاس کسی جگہ لگی ہوئی ہے۔ اس کے بعد تمام وادیوں میں سیلاب آ گیا اور پانی وادی شظاۃ تک پہنچ گیا۔ ہم لوگ ڈوبنے والوں کی مدد کرنا چاہتے تھے کہ پہاڑ سے لاوا اُبلنے لگا۔ تیسر النار اور آناً فاناً یہ پہنچا۔ اس لاوے سے آگ کے پہاڑ بلند ہو رہے تھے اور اس سے اس طرح شرارے نکل رہے تھے جیسے آگ کے مینار کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ اس آگ کی روشنی مکہ معظمہ اور اس کے قرب وجوار تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس موقع پر تمام لوگ جمع ہو

کر روضہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے اور توبہ استغفار کی۔ آگ اور روشنی کا یہ سلسلہ ایک ماہ سے کچھ زیادہ عرصہ تک جاری رہا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ آگ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ خبر متواتر کے اعتبار سے بالکل درست ہے اور وہی آگ تھی جس کی خبر رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دی ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سرزمین حجاز سے آگ بلند نہ ہوگی۔ جیسا کہ پہلے گزرا۔ کتب احادیث میں مفصل موجود ہے۔

عماد بن کثیر کا بیان:

فرمایا کہ مجھے قاضی صدرالدین حنفی رحمتہ اللہ علیہ نے خبر دی انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد صفی الدین نے خبر دی آپ اس وقت مدرسہ بصری کے مدرس تھے ان کے علاوہ اور بہت سے اعراب نے خبر دی جو اس وقت بلاد بصریٰ میں موجود تھے کہتے ہیں کہ ہم نے اسی نار کی روشنی سے ان کے اونٹوں کی گردنیں بصری میں دیکھیں جو مصداق ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم (وہ حدیث جو پہلے لکھی جا چکی ہے)

فائدہ:

آگ کا مدینہ پاک کو جانب مشرق سے آنا چھت طریق اسوار قیہ وہیں جس وسیل ہے (جس کا ذکر ابتداء میں ہوا) وہ جبل سیل حرہ بنی سلیم اور اسوار قیہ کے درمیان واقع ہے۔

عجائبات:

۱- اسی سال ایک عجوبہ یہ ہوا کہ مسجد نبوی جل گئی حالانکہ وہ نار حجاز تو حرم سے باہر بجھ گئی تھی یہ اور طریقے سے آگ لگی تھی۔

۲- اسی سال دریائے دجلہ میں زبردست طغیانی آئی جس نے بغداد کے اکثر حصے کو غرق کر دیا اور اس سے وزیر کا محل گر گیا۔ یہ ان کے لئے انذار تھا۔

۳- آگ مذکور کے ظہور کے دو سال بعد تاتاریوں نے بغداد میں قیامت

صغریٰ بپا کی اور آخری خلیفہ عباسی مستعصم باللہ اور اس کے اہل و عیال اور دیگر اہل اسلام کو تہ تیغ کیا، یہاں تک کہ ایک ماہ چند دن تک تاتاریوں کی تلوار ظلم میں ڈوب کر مسلمانوں کے خون سے رنگین ہوتی رہیں اور اسلامی کتب جانوروں کے پاؤں کے نیچے بچھائی گئیں اور مدرسہ نظامیہ کو جانوروں کی گھاس ڈالنے کی جگہیں بنایا گیا اور وہ جگہیں اینٹوں کی بجائے اسلامی کتب سے تیار کی گئیں۔ بغداد انسانوں سے خالی ہوگیا۔

۴- اس پر آگ نے چڑھائی کردی جس نے دارالخلافہ کو جلا کر راکھ کردیا اور آگ ایسی پھیلی کہ تمام مکانات جل گئے۔ یہاں تک کہ شاہی محلات راکھ ہوگئے اور والیان بغداد کے مقبرے جل گئے۔

۵- بعض دیواروں پر مندرجہ ذیل اشعار عبرت کے لئے کندہ پائے گئے۔

ان ترد عبرة فهذی بنو العباس دارت علیهم الدایرات
استبیح الحریم اذا قتل الاحیاء منهم و أحرق الاموات .

”عبرت والو! عبرت پکڑو! یہ بنو العباس ہیں جن پر زمانہ کی گردش ہے ان کے حرم مباح ہوئے جب کہ ان کے زندہ مارے گئے اور ان کے مردے جلائے گئے۔“ بعض نے یہ اشعار کہے:

سبحان من اصبحت مشئته جاریته فی لوری بسفدار فی سنة
اغرق الاغرق وقد احرق ارض الحصار بالنار

”پاک ہے وہ ذات جس کی معیشت مخلوق پر جاری ہے ایک ہی سال میں عراق کو غرق کردیا تو عرض حجاز کو آگ نے جلادیا۔“

پھر بغداد میں موت وفنا کی کثرت ہوئی اور بغداد سے بساط خلافت لپیٹ دی گئی ہیں۔ قبل و بعد امر اللہ کے لئے ہے کہ وہی عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

نوٹ:

یہ علامہ سمہودی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی تاریخ کا خلاصہ الوفاء سے مخوض ہے، مزید دیکھئے فقیر کی تصنیف ''محبوب مدینہ'' جلد اوّل مطبوعہ مکتبہ عطاریہ رضویہ، بہاولپور۔ یہ آگ اس آگ کے علاوہ ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گی لوگوں کو ان کے محشر کی طرف جمع کرے گی اور ان کے ساتھ رات اور دوپہر گزارے گی جس کا بیان انشاء اللہ قسم ثالث میں آئے گا۔

(14) روافض وتشیع کا ظہور اور رافضیوں کا ملک میں ظلم وستم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن وطعن (سب اور لعنت کرنا) یہ عظیم ترین فتنہ اور شدید تر امتحان اور سنتوں کو مٹایا جاتا ہے

(۱) سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ یہ بے شک ہے کہ آپ کے تابعدار جنت میں ہوں گے لیکن ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو آپ سے محبت کا دم بھریں گے لیکن اسلام کی تحقیر کریں گے بلکہ اسے چھوڑ دیں گے اور پھینک دیں گے۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے ان کا لقب ''الرافضہ'' ہوگا اور تم انہیں پاؤ تو ان سے جنگ لڑو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ (رواہ الدارقطنی)

فائدہ:

یہ سند دارقطنی میں مکمل ہے اور ان کا تعارف فقیر نے دارالقطنی شرح انوار المغنی میں بیان کیا۔

فائدہ:

امام دارقطنی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۲۸۵ھ اس کی سند پہلی سند کی طرح اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی مثلاً

ان ابی جعفر الباکر ان فاطمة الصغرا ان فاطمة الکبریٰ ان البنی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فائدہ:

امام دار قطنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کے ہمارے طرق کثیرہ ہیں یعنی نہایت ہی مضبوط سند ہے فرمایا کہ تمام طرق معہ مسندات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم نے کتاب ''مسند فاطمہ'' بالاستیعاب لکھے ہیں۔

انتباہ عطاری غفرلہ:

اس میں شیعہ فرقہ کے لئے بہتر راہِ ہدایت کا نمونہ ہے' لیکن جس کے تالے خدا بند کرے کون کھولے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب! اقفالھا

''تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعض دلوں پر ان کے قفل لگے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی گجراتی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں کہ جن کے دلوں پر نفاق کے قفل لگے ہیں وہ نہ تو قرآن کریم میں تدبر کر سکتے ہیں نہ قرآن کی ہدایت ان کے دل میں اُترتی ہے۔ قفل کھلے تو ہدایت داخل ہو۔ (نور العرفان)

وضاحت

کہتا ہے یہی حال شیعہ و دیگر بد مذاہب کا ہے جیسے وہابی نجدی، دیوبندی وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے اس میں اضافہ فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کیا نشانی ہے؟ فرمایا جمعہ کی نماز کے لئے نہیں آتے اور نہ نماز کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور سلف اوّل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ (رواہ الدار قطنی)

۳- سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اور تمہارے ماننے والے جنت میں ہوں گے لیکن تمہارے بعد ایک قوم پیدا ہوگی ان کا ایک لقب خاص ہوگا یعنی رافضہ (رافضی، شیعہ) کہا جائے گا جب تم انہیں ملو تو انہیں قتل کر دو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔

حوالہ جات:

رواہ الطبرانی وابونعیم فی الحلیہ والخطیب البغدادی وابن الجوزی:

اس کی سند میں محمد بن جمادہ ہے وہ ثقہ ہے، لیکن غالی شیعہ ہے اس سے شیخین نے روایت کی ہے اور رواہ ابن ابی عاصم فی السنۃ سب نے حضرت علی کرم وجہہ الکریم سے روایت کی۔

انتباہ:

یہ حوالہ جات مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے بیان کئے ہیں تاکہ روایت کو شیعہ پارٹی مان لے اور ایک روایت پر اہل سنت نے شیعہ ہونے پر اعتراض کرتے ہیں وہ بھی شیعوں کے لئے قابل تسلیم ہونا چاہئے۔ یاد رہے کہ سابق دور میں شیعہ اس پہ بولا جاتا جو محبّ علی رضی ہو یا آپ کو اصحاب ثلاثہ سے افضل مانتا ہو اس سے وہابی و دیوبندی اور منکرین حدیث دھوکہ دے کر اہل سنت کی بعض روایت کو ٹھکرا دیتے۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''حدیث ضعیف کی تحقیق'' عطاری غفرلہ)

۴- ابن عاصم وابن شاہین نے اس پر اضافہ فرمایا کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کیا نشانی ہے۔ حضور پرنور شافع محشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ایسی تعریف کریں گے جو تم میں نہیں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن و تشنیع کریں گے بلکہ انہیں گالی دیں گے۔

ابن بشر اور الحاکم کی روایت ہے کہ وہ تمہاری محبت کا دعویٰ کریں گے اور قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔

۶- خیثمہ وللکائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے بعد ایک قوم پیدا ہوگی جو ہماری محبت کا دم بھریں گے لیکن وہ ہماری جماعت سے نہیں ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی بکیں گے۔

۷- لالکائی کی ایک روایت میں ہے کہ ان کا ایک خاص لقب ہوگا، رافضی کے نام سے موسوم ہوں گے۔ اس سے وہ پہچانے جائیں گے وہ ہماری (شیعہ) جماعت میں نہیں ہوں گے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دیں گے۔

۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی رافضی نام سے مشہور ہوں گے۔ وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے جب تم انہیں دیکھو تو انہیں قتل کردو کیونکہ وہ مشرق ہیں۔ (رواہ احمد وابو یعلی والطبرانی)

وضاحت

ہم عوام کو ان کے اور کسی بھی بد مذہب کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیتے کیونکہ یہ حکومت کا کام ہے اور حکومت اس طرف توجہ نہ دے تو قیامت میں سربراہ حکومت جواب دہ ہو گا۔

۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں حضور پر نور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک قوم پیدا ہوگی وہ اہل بیت کی محبت کا دم بھرے گی۔ ان کا ایک خاص لقب ہوگا یعنی رافضی کہلائیں گے انہیں قتل کرو جہاں انہیں پاؤ۔

(رواہ الطبرانی بادشاہ حسن)

۱۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی۔ رافضی نام سے موسوم ہوں گے۔ اس لئے کہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

(رواہ الطبرانی بطریق اہل بیت)

فائدہ:

یعنی اس روایت کے تمام راوی اہل بیت ہیں شیعہ حضرات ان کی بھی نہ مانیں تو ان کی بدقسمتی۔ (عطاری غفرلہ)

۱۱- حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اہل بیت کے بارے میں دوگروہ تباہ و برباد ہوں گے۔

(i) ہم سے حد سے بڑھ کر محبت کریں گے۔ جیسے شیعہ فرقہ

(ii) ہمارے اوپر بہتان وافترا، تراشنے والا (جیسے خوارج اوران کے ہم نوا فرقے جیسے وہابی اور بعض دیوبندی وغیرہم) (رواہ حشیش وابن ابی عاصم وابی عاصم واصبہانی)

۱۲- ایک روایت میں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دومرد میرے بارے میں ہلاک وتباہ ہوں گے۔

(i) ایک وہ حد سے بڑھ کر میرا محبّ ہوگا (جیسے شیعہ) وہ میرے متعلق ایسی باتیں گھڑے گا جو مجھ میں نہیں۔

(ii) میرے ساتھ حد سے زیادہ بغض کرنے والا۔ اسے میرا بغض اس پر مجبور کرے گا کہ مجھ پر افتراء و بہتان تراشے (جیسے اورنجدی وہابی وغیرہ) (رواہ احمد فی مسندہ)

۱۳- ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

(i) میرے ساتھ ایک قوم (فرقہ) محبت کرے گی (لیکن) حد سے تجاوز کر کے اسے میری محبت دوزخ میں لے جائے گی۔

(ii) ایک اورقوم (فرقہ) ہوگی جسے میرا بغض جہنم میں لے جائے گا پھر آپ نے دعا مانگی۔ **اللھم العن کل مبغض لنا و کل لنا غال** ۔ اے اللہ جولوگ مجھ سے بغض کرتے ہیں ان سب پرلعنت بھیج اور جو میرے ساتھ غلو کر کے محبت کرتے ہیں۔ ان سب پرلعنت بھیج (یعنی تمام خوارج اور تمام شعبہ رافضی اوران کے ہمنوا)

۱۴- ایک روایت میں ہے کہ آخری زمانہ میں ہر شخص (گروہ) کو شہید کیا جائے گا

جو حضرت علی و حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی رائے پر ہوگا یعنی ان کا تائید کنندہ (جیسے اہل سنت کثرہم اللہ تعالیٰ)

۱۵- ایک روایت میں ہے کہ جو بھی امام حسن و سیّدنا علی رضی اللہ عنہما کی رائے پر ہوگا اسے شہید کیا جائے گا (اس لئے کہ پیدا ہونے والی قوم (فرقہ) میرے (علی المرتضیٰ) کے بارے میں ایسے حد سے تجاوز کریں گے جیسے نصاریٰ نے سیّدنا عیسیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا، یعنی انہیں خدا کہا یا اس کا بیٹا میری اولاد شہد کی مکھیوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے یعنی ان کی بہت زیادہ اطاعت گزاری کا دم بھریں گے تو صرف دنیا طلبی کے پیش نظر۔

۱۶- محمد بن سوقہ نے روایت کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ یہ امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان سب سے شریر ترین وہ فرقہ ہوگا جو میری محبت کا دم بھرے گا لیکن وہ ہمارے (عقائد و مسائل) کے خلاف کرے گا۔

۱۷- یہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اس اُمت کے آخر دور کے لوگ پہلے دور والوں پر لعنت کریں گے۔

اضافہ:

اس دور میں ہم اپنے کانوں سے سن رہے ہیں اور کتابوں میں پڑھ رہے ہیں کہ کس طرح صحابہ کرام اور اولیاء عظام کی گستاخیاں تقریری و تحریریں طور پر کی جارہی ہیں۔ خدا کی پناہ

(روافض) کے فتنے

۱- اکثر بلاد میں انہوں نے علماء کرام کو شہید کیا بلکہ بدبختوں نے ان کے مزارات اکھیڑ کر ان کی سخت و بیہودہ قسم کی بے حرمتی کی (نجدیوں کی طرح) یہ اس وقت کی بات ہے جب بغداد دلاور شیراز وغیرہ پر قابض ہوئے۔ ان کی خدمت کے لئے اتنا کافی ہے

کہ وہ شیراز جو کسی زمانہ میں دار العلم والسنۃ تھا لیکن ان کے دور میں معدن الرفض ہو گیا اور ان کی عبادت و دین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا تھی اور بس صحابہ کرام کے ساتھ اسلاف وائمہ المذاہب کو بھی گالی بکتے تھے:

۲- اہل السنّت والجماعۃ کو بھی گالی بکتے تھے اور ان کے بھی کسی فرد کو معاف نہ کیا خواہ وہ زندہ ہوں یا صاحب وصال اور نہ صرف عام جگہوں میں بلکہ یہ بانگ دہل منبروں اور مساجد کے میناروں پر گالیاں بھونکتے اور دعویٰ کرتے کہ ہم صرف شیعان علی رضی اللہ عنہ ومحبان اہل بیت ہیں حالانکہ نہ وہ شیعان علی رضی اللہ عنہ تھے اور نہ حب اہل بیت سے انہیں کچھ حصہ نصیب تھا کیونکہ محبت علامت محبوب کی اداؤں کی اقتداء واتباع ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زہد فی الدنیا اوڑھنا بچھونا اور اسلام کے قلعے کو مضبوط کرنا تھا نہ کہ توڑنا (اور اس وقت کے شیعہ ہوں یا آج کل کے دونوں اچھی صفات سے محروم تھے اور ہیں)

فائدہ:

حضرت امام موسیٰ الکاظم بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی سے ناقل ہیں کہ: انما شیعتنا من اطاع اللہ تعالیٰ وعمل مثل اعمالنا۔ ہمارا شیعہ (تابعدار) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور ہمارے جیسے نیک اعمال کا پابند ہو۔ ایسے شیعوں کی مدح میں سوا اس حدیث کے جو شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد ہے کہ وہ جنتی ہیں اور بھی فضلیں وارد ہیں۔

وضاحت

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۱۲۳۹ھ تحفہ اثناء عشرہ میں لکھتے ہیں حقیقی شیعان علی رضی اللہ عنہم ہم سنی ہیں (الحمد للہ علیٰ ذلک) اس کے بعد شیعوں کے متعدد فرقے لکھ کر فرمایا کہ وہ گمراہیں ان کا شیعان علی رضی اللہ عنہ کا دعویٰ غلط

محض اور باطل ہے۔

حقیقی شیعہ اور رافضی کا فرق:

(i) حضرت امام علی بن موسیٰ آباء کرام رضی اللہ عنہم کی سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ میرے ہاں حوض (کوثر) پر حاضر ہوں گے پانی سے سیر ہوں گے اور تمہارے مہر نورانی ہوں گے اور تمہارے دشمن حوض کوثر پر آئیں گے تو وہ پیاسے ہوں گے اور ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (طبرانی الکبیر بسند ضعیف)

(ii) حافظ جمال الدین زاندی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت: **ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئك هم خير البرية** (پ ۳۰ البینہ ۷)

''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہترین ہیں۔''

نازل ہوئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت میں راضی ومرضی (پسندیدہ) حاضر ہوں گے اور تمہارے دشمن مغضوب اور سیاہ روح ہو کر آئیں گے، عرض کی میرے دشمن کون ہیں؟ فرمایا جو تجھ سے بیزار اور تم پر لعنت کریں۔

فائدہ:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمن کی نشانی بتا دی ہے جو ایسا نہیں (یعنی تم سے بیزار نہیں اور تم پر لعنت نہیں کرتا) وہ حضرت علی کا شیعہ ہے نہ کہ دشمن۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعوں کی ایسی علامات بتائی ہیں کہ جن سے حقیقی شیعوں اور رافضیوں میں واضح فرق ہے۔

(iii) دینوی وابن عساکر، المدائن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنے دروازہ پر جمع دیکھ کر قنبر (غلام) سے پوچھا کہ کون لوگ ہیں؟ عرض

کی یہ آپ کے شیعہ۔ آپ نے فرمایا میں تو ان کے چہروں میں اپنے شیعوں کی علامات نہیں دیکھ رہا ہوں۔ عرض کی گئی آپ کے شیعوں کی کیا علامات ہیں؟ فرمایا:

خمس البطون من الطوی یبس الشفاہ من الظماء، اعمش العیون من البلکماء۔

ان کے پیٹ بھوک سے سکڑے ہوئے ان کے اونٹ پیاس سے خشک ان کی آنکھیں رو رو کر چندھی ہوئی۔

وضاحت

پچھلی علامت محرم کے دنوں میں ہمارے دور کے شیعوں کی آنکھیں چندھی تو نہیں ہوتی البتہ مصنوعی بناوٹی آنسوؤں کی بھرمار ہوتی ہے یہ بھی حقیقی شیعہ نہیں (رافضی ہیں)

(۱۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح طرف سے مروی ہے کہ میری محبت اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بغض دونوں کبھی بھی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

(۷) صاحب ''المطالب العالیہ'' لوف البکانی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد شریف کی طرف نماز کی امامت کے لئے دولت کدہ سے باہر نکلے تو آپ سے مندرجہ اشخاص سے

(i) جندب بن نصیر

(ii) ربیع بن خثیم

(iii) اس کا بھتیجا، ھمام بن عباد بن خثیم، یہ عبادت گزاروں جیسی ٹوپیاں پہنے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چند دیگر اشخاص کے ساتھ آگے بڑھے اور یہ لوگ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کی: السلام علیکم آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا تم کون ہو؟ عرض کی ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ آپ نے فرمایا با خدا خیر کرے میں تو تم میں اپنے حقیقی شیعوں جیسی نشانیاں نہیں دیکھ رہا اور نہ ہی تمہارا حلیہ عاشقوں (محبوں) جیسا

ہے وہ آنے والے لوگ حیاوشرم سے پیچھے ہٹ گئے لیکن جند بو وربیع نے آگے بڑھ کر عرض کی اے امیرالمومنین! آپ کے حقیقی شیعوں کی کیا علامت ہے؟ آپ خاموش ہو گئے۔ان میں ھمام جو عابد تھا، اور عبادت میں بے حد ریاضت کرتا تھا۔اس نے عرض کی یا حضرت! میں آپ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ اہل بیت کو اکرام بخشا اور آپ حضرات کو دوسروں سے خصوصیت بخشی اور اپنے قرب خاص سے نوازا ہے فرمایئے۔آپ کے حقیقی شیعہ کون ہیں اوران کی کیا نشانیاں ہیں؟ فرمایا میرے حقیقی شیعہ عارف بامراللہ اور عامل بامراللہ اور اہل فضائل اور مبنی برصواب گفتگو کرتے ہیں۔ان کا کھانا معمولی اوران کا لباس درمیانہ اور چلنا تواضع سے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی اطاعت کے لئے جھکتے اوراس کی عبادت خضوع سے کرتے ہیں۔محرمات الٰہی سے اپنی آنکھیں بند کر کے چلتے ہیں۔ان کے کان صرف علم ودین کی باتیں سننے میں مشغول رہتے ہیں اور بلاء ومصیبت میں اس طرح خوش رہتے ہیں جیسے نعمتوں اور راحتوں میں قضائے الٰہی پر راضی رہتے ہیں۔اگر اللہ تعالیٰ کی طرف موت کا وقت مقرر ہوتا تو وہ دیدار الٰہی کے شوق میں مرنے سے پہلے مرجاتے اور عذاب دردناک سے ڈرتے ہیں۔ان کی نگاہوں سے صرف خالق تعالیٰ بڑا ہے۔باقی مخلوق کو کسی قطار میں شمار نہیں کرتے۔انہیں جنت ایسے ہے جیسے ان کی دیکھی بھالی ہے۔گویا ان کے تختوں سے تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ان کے لئے دوزخ سامنے ہے۔گویا وہ اس کے عذاب میں مبتلا ہیں۔وہ سمجھتے ہیں چندروزہ زندگی میں صبر سے گزارلیں پھر ہمیشہ ہمیشہ تک راحت ہی راحت ہے۔دنیا ان کے سامنے ہے یعنی وہ انہیں چاہتے نہیں وہ انہیں چاہتی ہے' لیکن یہ اس کو دھکے مار کر ذلیل وخوار کر کے بھگاتے ہیں۔ان کی راتیں قیام کرتے ہوئے گزرتی ہیں۔تلاوت قرآن میں مست رہتے ہیں۔قرآن کی امثال سے خود کو وعظ (نصیحت) کرتے ہیں۔ اپنی بیماریوں کا علاج قرآن کے دورے سے کرتے ہیں تو کبھی ماتھے رگڑ کر ہاتھ پاؤں کو رکوع وسجود وقیام میں مصروف کر کے ان کے آنسوان کے چہروں پر بہتے ہیں ہر وقت اپنے

رب کی تمہید و تجید میں مشغول رہتے ہیں۔ اپنی گردنیں آزاد کرنے کی نیت سے اس کی طرف ہی پناہ مانگتے ہیں۔ یہ حال تو ان کی راتوں کا ہے۔ ان کے دلوں کا حال یہ ہے کہ وہ عوام میں اہل وعلم و دانش ور، نیک اور پرہیزگار مشہور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف نے انہیں لاغر کر رکھا ہے لوگ انہیں سمجھتے ہیں کہ یہ بیمار ہیں حالانکہ بیمار نہیں وقت گزارتے تو ہیں۔ عوام میں لیکن عوام سے انہیں کوئی سروکار نہیں بلکہ ان کی جسمانی کمزوری اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی شدت سلطنت کی وجہ سے ہے۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے سامنے زاری میں ہیں اور عقل وفہم تو گویا اس کے حضور میں گنوا بیٹھتے ہیں جب اس کے افاقہ پاتے ہیں تو وہ اس کی عبادت اور پاکیزہ اعمال کے لئے بھاگتے نظر آئے اور انہیں اعمال شاقہ کا پابند رکھتے ہیں۔ دین کے بارے میں بڑے مضبوط اور نیک ارادوں میں پختہ اور ایمان میں یقین مستحکم رکھتے ہیں۔ علم میں حریص اور فقہ فہمی کے دھنی حکم و حوصلہ کو خوب جاننے والے میانہ روی اور گناہ میں میانہ وفاقہ وفقر سے مزین اور شدت و تکالیف میں صبر۔ عبادت میں خاشع وشفقت کے امور میں نہایت رحمت والے راہِ حق میں خوب خرچ کرنے کسب حلال میں رقیق القلب، حلال مال کے طالب اور نیک سیرت میں ہشاش بشاش، شہوت پر سخت پہرہ دینے والے، جہل انہیں دھوکے نہیں دیتا اور نہ نیک اعمال پر اتراتے ہیں اور نیک عمل کے حصول میں نفس کو دیر نہیں کرنے دیتے۔ نیک عمل کرتے ہیں تو خدا کا خوف ان پر سوار ہوتا ہے۔ صبح کرتے ہیں تو نیک عمل کے حصول میں نفس کو دیر نہیں کرنے دیتے۔ نیک عمل کرتے ہیں تو خدا کا خوف ان پر سوار ہوتا ہے صبح کرتے ہیں تو ان کا شغل ذکر الٰہی ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔ رات کو نہیں سوتے کہ کہیں غفلت کا شکار نہ ہو جائیں۔ صبح کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے فرواں وشاداں ہوتے ہیں۔ ان کی رغبت ملک کے لئے ہے اور وہ دنی ملک سے دامن بچائے رکھتے ہیں۔ ان کا علم عمل سے مزین ہے اور ان کی حکمتیں علم سے لبریز ہیں۔ ہمیشہ عبادت میں چالاک اور سستی سے دور بھاگنے والے، آرزوئیں کم جیسے ان کی لغزشیں معمولی ہیں، موت

آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں اور اان کے دل اپنے رب سے خاشع اور اس کے ذاکر ہیں۔نفس کو کنایت کا خوگر بناتے ہیں اور دینی وامور کے جمع کرنے میں خوب ہیں۔غصہ پینے میں مشہور ہیں۔ان کے ہمسائے چین وامن سے ہیں اور ان کے جملہ اُمور آسانی وسہولت سے پورا کرتے ہیں۔ان میں تکبر کی بوتک نہیں۔صبر ان سے ظاہر باہر ہے۔ہر وقت ذکر میں مشغول اور عبادت میں مصروف لیکن مجال ہے کہ ریاء ان کے قریب بھٹکے اور حیاء وشرم تو ان کو چھوڑتی ہی نہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا) یہ ہیں ہمارے حقیقی شیعہ اور یہ ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے شوق دیدار سے بے قرار ہیں۔

ھمام شیعہ کا حال:

سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی تقریر مذکور ھمام (شیعہ) سن کر چیخ کر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔اسے حرکت دی گئی تو نہ تھا نہ حرکت کرتا۔اسی وقت وفات پا گیا۔اسے غسل دیا گیا تو اس کی نماز جنازہ سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔اور آپ کے تابعدار اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

مصنوعی شیعہ یعنی رافضی:

جو تقریر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ پڑھے گا۔اسے یقین ہوگا کہ حقیقی شیعہ یہ ہے ہاں مصنوعی شیعہ جنہیں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے دین سے کوئی تعلق نہیں وہ داڑھی منڈاتا یا کتراتا ہو، حقہ نوشی، بھنگ کا رگڑا اور شیخین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ) کو گالی بکنا اور ان سے بغض رکھنا وغیرہ وغیرہ اور اپنے ذاکروں ومرثیہ خوانوں کی خوب مدح کرنا لیکن ان شیخین رضی اللہ عنہ کی شان گھٹانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صدر اوّل کے لوگوں پر طعنہ وتشنیع کرنا اور جھوٹے افسانوں اور قصے کہانیوں پر اعتماد کرنا، وہ ام المومنین سیّدنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جن کی برات میں متعدد آیات نازل ہوئیں انہیں فاحشہ کہنا، معاذ اللہ، ہمارے دو ۲۰۰۳ھ ۱۴۲۳ھ کے بعد شیعہ وروافض مذکورہ شیعہ

بالا قبائح میں ان سے کئی گنا زیادہ ذلیل وخبیث ہیں۔ (عطاری غفرلہ)

امام زین العابدین علی بن الحسین السجاد رضی اللہ عنہ کی تقریر دلپذیر:

آپ کے سامنے چند بد بخت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا بکنا شروع ہوئے تو آپ نے فرمایا تم مہاجرین (صحابہ) ہو جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (پ۲۸، الحشر آیت نمبر ۸)

''جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے۔''

انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس آیت کا مصداق ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ (ایضاً آیت نمبر ۹)

''اور جنہوں نے پہلے سے ان شہر اور ایمان میں گھر بنا لی انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے۔''

انہوں نے کہا۔۔۔۔۔آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دوں گا تم کہ ان میں نہیں جو بعد کو آنے والے ہیں اور اپنے جانے والوں کے لئے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے کہتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (پ۲۸ الحشر آیت نمبر ۱۰)

''اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل

میں ایمان والوں کی طرف کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب! بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔'' امام سجاد زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم نہ وہ نہ یہ بتاؤ ہو کیا بھلا؟ رسوائی و مکر و استدراج سے اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

(17) دجال و کذابوں کا خروج جو سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں ان کی بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر (غیبی) دی۔

(i) حضرت ثعبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس دجال پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔

(رواہ ابوداؤد ترمذی صحیحہ ابن حبان و مسلم)

(ii) قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہ جنگ کریں گے دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا اور یہاں تک کہ تقریباً تیس دجال اٹھیں گے ان میں ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (رواہ البخاری)

(iii) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت سے پہلے تیس جھوٹے دجال ہوں گے۔ (رواہ احمد ابو یعلی)

فائدہ:

(i) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مسند احمد وغیرہ میں

(ii) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور طبرانی میں ہے۔

فائدہ:

حضرت ثمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ان کا آخری کانہ (یک چشم) دجال ہوگا۔

(رواہ احمد والطبرانی والترمذی وصحیحہ)

۵- حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت سے پہلے تیس

دجال پیدا ہوں گے۔ انہی سے الاسعود العنسی صاحب صنعاء، صاحب الیمامہ یعنی مسیلمہ (کذاب) ہوگا۔

۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ وہ جھوٹے تیس ہوں گے یا اس سے زائد، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ان کی کیا علامت ہوگی؟ فرمایا:

''وہ تمہارے پاس سنت لائیں گے لیکن خود سنت پر عمل نہیں کریں گے۔ تمہاری سنت (اسلام) کو تبدیل کریں گے جب تم انہیں دیکھو تو ان سے پرہیز کرو۔'' (دور رہو)

۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ ستر جھوٹے اتریں گے۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ (رواہ ابویعلیٰ)

فائدہ:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ امیر کی مذکورہ دو حدیثوں کی سند ضعیف اگر صحیح بھی ہو تو مبالغہ پر محمول ہوگی۔ گنتی مطلوب نہیں۔

گنتی والی روایات:

(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سند جید سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

فائدہ:

یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ تیس تو یقینی ہیں کم وبیش اس کی تائید بخاری شریف کی روایت سے ہوتی ہے۔ فرمایا: قریب من الثلاثین تقریباً تیس ہوں گے۔ اس میں

احتمال ہے کہ تیس (۳۰) کی مقدار ہو۔ وہ سب نبوت کا دعویٰ کریں گے بعض نے اس سے زائد کا بھی ذکر کیا ہے اُاکثر یا اس سے زائد اور ایک روایت میں ستر فرمایا کہ وہ کذاب ستر ہوں گے لیکن یہ بھی ہے کہ وہ گمراہی کی دعوت دیں گے جیسے گالی رافضی اور باطنیہ اور الحلولیہ یونہی باقی وہ فرقے بھی ہوں گے جو ضروریات دین (یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں) کے خلاف کی دعوت دیں گے (جیسے جبریہ، قدریہ خوارج، معتزلہ، نجدی، وہابی وغیرہ) اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں امام احمد نے روایت کی کہ آپ نے عبداللہ بن الکواء کو فرمایا بے شک تو انہی میں سے ہے۔ وہ نبوت کا دعویٰ تو نہیں کرتا تھا لیکن رفض (تشیع) میں غلو کرتا تھا۔

مصنف رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق:

میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابھی گزری ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ان کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ وہ ایسا طریقہ لائیں گے جس پر تم نہیں ہو، الخ انہیں میں سے اسود عنسی صاحب صنعاء اور مسلمہ کذاب صاحب یمامہ جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی یہ حدیث زبیر اوپر مذکور ہوئی ہے۔

۲- البتائی نے اللامعۃ المنیرۃ میں ذکر کیا کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ بیمار ہو گئے۔ تھوڑے افاقہ کے بعد چند روز میں مرض الوصال نے گھیر لیا۔ جب آپ کی پہلی بیماری مشہور ہوئی تو دو کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت زیادہ شر پھیلایا جیسے سب کو معلوم ہے اب و جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اس وقت آپ بیمار تھے۔ جب کہ آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کے ساتھ غزوہ کے لئے تیار فرمایا تو آپ سر مبارک پر پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ ان سے میں نے کراہت کی تو انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ وہ

کذاب ہیں جن کے درمیان میں ہوں۔ صاحب الیمن اور صاحب الیمامہ

اسود عنسی کے شعبدے:

اسود عنسی مذحج میں مرتد ہوا اور شعبدے دکھاتا تھا۔ اس کی عجیب وغریب باتیں دو شیطان اس کا ساتھ دیتے تھے۔

(۱) سحیق

(۲) شقیق۔

وہ لوگوں کے اسرار اسود عنسی کو بتاتے تھے۔ اس کی گفتگو شیریں تھی اور اس کی شیریں گفتگو تھی اور وہ یمن میں صنعاء کے علاقہ پر قابض ہوگیا۔ اس سے اس کے حاکم بھاگ گئے۔ اسے ذوالخمار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ الخاء بکسر الخاء کیونکہ وہ عمامہ باندھے برقعہ پوش رہتا تھا اور اسے ذوالحمار (بکسر الحاء المہملہ) بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس ایک سیکھا سکھایا گدھا تھا۔ اسے کہا جاتا کہ اپنے رب کو سجدہ کر تو وہ سجدہ میں گر جاتا۔ کہا جاتا گھٹنوں کے بل بیٹھ تو وہ بیٹھ جاتا۔ جب اہل نجران نے اس کا دعویٰ نبوت سنا تو پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں آ جاؤ وہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کی اتباع کی اور مرتد ہو گئے۔ وہ کل سات سو تھے انہیں لے کر صنعاء پر حملہ آور ہوا اور غلبہ پایا اور غمدان میں آکر وہاں کے سربراہوں کو ہٹا کر خود حاکم بن بیٹھا۔

وضاحت

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار سے کام لیا ہے۔ فقیر قدرے تفصیل عرض کرتا ہے اسود عنسی کاھن اور حرب لسان جب وہ لشکر کے ساتھ اہل صنعاء پر غالب آیا اور وہ مملکت اپنے قبضہ تصرف میں لے آیا۔ شہر بن باذان کو قتل کر دیا اور رمز بانہ کی جو شہر بن باذان کی بیوی تھی اس کی خواستگاری کی۔ فروہ بن مسیک نے حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے وہاں کے عامل تھے قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے

حضور شہنشاہِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط لکھا جس میں تمام حالات اور واقعات کو بیان کیا۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما جو اس نواح میں تھے باہمی اتفاق رائے سے حضر موت چلے گئے۔ جب یہ خبر بارگاہِ رسالت میں پہنچی تو اس جماعت کو حضور سیّد دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ متفقہ طور سے جس طرح بھی ممکن ہو اسود عنسی کے شر و فساد کو دفع کرنے کی کوشش کریں اور مادۂ فساد کا استیصال کریں۔ اس پر تمام فرمانبرداران نبوت ایک جگہ جمع ہو گئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ یہ یعنی اسود عنسی وہ شخص ہے جس نے تیرے باپ اور تیرے شوہر کو قتل کیا ہے۔ اس کے ساتھ تیری زندگی کیسے گزرے گی؟ اس نے کہلوایا ''میرے نزدیک یہ شخص دشمن ترین مخلوق خدا ہے'' اس پر مسلمانوں کی جماعت نے پیغام بھیجا کہ جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے اور جیسے بھی ممکن ہو اس ملعون کے استیصال کی تدبیر کرو چنانچہ مرزبانہ نے فیروز دیلمی کو جو مرزبانہ کے چچا کا بیٹا اور نجاشی کا بھانجا تھا اور وہ دسویں سال میں آکر مسلمان ہو گیا تھا اور ایک اور شخص کو جس کا نام دادویہ تھا آمادہ کیا کہ رات کے وقت دیوار میں نقب لگا کے اسود کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر جب وہ مقرر رات آئی تو مرزبانہ نے اسود کو خالص شراب بہت زیادہ پلا دی یہاں تک کہ وہ مدہوش ہو کر سو گیا وہ اپنے دروازہ پر ایک ہزار پہرے دار رکھتا تھا۔ فیروز دیلمی نے ایک جماعت کے ساتھ دیوار خانہ میں نقب لگایا اور اس بدبخت کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ اس ذبح کرنے کے دوران بڑی شدید آواز، گائے کے ڈکرانے کی مانند اس کے منہ سے نکلی پہریداروں نے جو یہ آواز سنی تو اس کی طرف دوڑے مرزبانہ گھر سے نکل کر ان کے سامنے آ گئی ا کہا خاموش رہو کیونکہ تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب صبح ہوئی اور مؤذن کو اس حالت کی اطلاع ملی تو اس نے اذان میں ''اشهد ان محمدالرسول الله'' کے بعد ''واشهد ان عبلـه كذاب'' بڑھا کر کہا حضور اکرم نورِ مجسم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال نے اس کی خبر بارگاہ رسالت میں بھیجی مگر یہ خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرمانے

کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبی خبر دے دی کہ اسود عنسی مارا گیا ایک مرد مبارک نے اس اہل بیت سے اسے قتل کیا۔اس کا نام فیروز ہے اور فرمایا: ''فاز فیروز'' فیروز کامیاب ہوا۔

مسیلمۃ الکذاب

وہ بنو حنیفہ قبیلہ میں اٹھا اور دعویٰ کیا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا شریک ہے وہ مسجع کلام بولتا تھا جو قرآن مجید کے مشابہ تھا اسی وجہ سے اس نے قوم کو گرویدہ بنا رکھا تھا۔ جب اس نے لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا تو ان کے لئے شراب وزناء حلال کر دیا اور نمازیں معاف کر دیں۔ وغیرہ وغیرہ اس کی اتباع کرنے والے بھی بکثرت ہو گئے۔

مکتوب نبوی اور قتل اَسود عنسی:

حضور سرور عالم سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے الانباء اسود عنسی کے بارے میں لکھا (وہ اسلام پر قائم ودائم تھے) کہ اسے قتل کر دو چنانچہ فیروز ویلمی نے اس کی زوجہ مرزبانہ سے سازش کر کے اسے قتل کر دیا۔اس نے مرزبانہ کو جبر وقہر سے اپنے نکاح میں کر رکھا تھا اور نیک خاتون تھی اور عظمائے اہل فارس سے تھی۔ اس کے قتل ہو جانے پر لوگوں نے صبح کے وقت اذانیں دیں اور اعلان کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسود عنسی کذاب تھا اور اس کے قتل ہو جانے پر صحابہ کرام واپس لوٹے اور اسود عنسی کے ماننے والے تتر بتر ہو گئے اور ان میں سے بہت سے مارے گئے۔

علم غیب:

حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانی خبر (غیبی) پہلے سے بتا دی۔ اسود عنسی کی موت سے ایک دن یا ایک رات یا پانچ دن پہلے بتا دی۔ (جیسے فقیر نے تفصیل سے حاشیہ پر عرض کر دیا ہے) (عطاری غفرلہ)

حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کے قتل ہونے کی خبر کا خط بھیجا گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دس دن بعد پہنچا اسود عنسی کی خباثت کا دور صرف چار ماہ ہے۔

مسیلمۃ الکذاب کا قتل

بحکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ لڑی۔ اس کی فوج کے بکثرت لوگ مارے گئے پھر بقیہ لوگوں نے چوتھائی گھوڑوں اور ہتھیاروں پر صلح کر لی اس جنگ میں میں بھی بہت سے صحابہ قراء حفاظ علماء شہید ہوئے یہی جنگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جمع القرآن کا سبب بنی۔

فائدہ:

اس لڑائی میں مرتدین کے دس ہزار آدمی مارے گئے جس جگہ وہ قتل ہوئے اس کا نام ''حدیقۃ الموت'' مشہور ہو گیا۔ مسلمان شہداء کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔ ان میں تین سو نصرانی مہاجرین اور سات سو کلام اللہ کے حفاظ تھے۔ (عطاری غفرلہ)

ابن صیاد

اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ دجال کبیر نہیں بلکہ یہ اور ہے جیسے الجساستہ کی حدیث ظاہر ہے جسے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دیکھا اسی کو حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ عنہ نے فتح الباری میں ترجیح دی۔ اس کی مزید تحقیق آئے گی۔ (انشاء اللہ)

طلیحۃ بن خویلد الاسدی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں طلیحہ بن خویلد الاسدی نے جو بنو اُسد قبیلہ میں سے تھا خیبر کے اطراف میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کی قوت غطفان نے بڑھائی۔ اس پر فضل الٰہی ہوا تو توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گیا۔ (فتح الباری)

وضاحت

نماز روزہ سے روکتا تھا اس کذاب نے بھی حضور اکرم سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کر دیا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو متعین کیا تھا۔ بنی اسد کے تمام لوگ ضرار کے ساتھ ہو گئے اور طلیحہ کی طاقت ٹوٹ گئی یہ کذاب کہا کرتا تھا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آتا ہے اور اکثر مجمع میں جملے بنا کر لوگوں کو سناتا تھا کہ مجھے وحی ہوئے ہیں۔ نماز اور سجدہ سے لوگوں کو منع کرتا تھا اور حکم یہ دیتا کہ کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کیا کرو آخر میں اس کے ساتھ قبائل اسد و غطفان و طے شامل ہو گئے تھے بڑا زور پکڑا بالآخر بڑی خونریزی ہوئی لیکن جب قبیلہ اسد اور غطفان مسلمان ہو گئے تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔

(بحوالہ، تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۲، ص ۱۴۴ تا ۱۴۵، عطاری غفرلہ)

روایت ابن عساکر:

اس نے زمانہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے خروج کیا تو اس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضرار بن اُزور رضی اللہ عنہ کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ انہوں نے طلیحہ بن خویلد الاسدی کو زخمی کر کے ڈرایا دھمکایا۔ اسی دوران انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچی۔ لوگ طلیحہ کے پاس جمع ہوئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔ کسی کو اس کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بحکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی تو وہ مقابلہ سے عاجز ہو کر وہ ملوک غسان (غسان کے بادشاہ) سے پناہ لینے کے لئے ملک شام کی طرف بھاگ گیا پھر مسلمان ہو گیا اور حسن اسلام سے نوازا گیا۔ اسی معنی پر اس کا خروج دور خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

سجاح بنت سوید بن یربوع:

اس خاتون نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اس کا لشکر بہت زیادہ تھا۔ بنو تمیم کے لوگ اس

کی مدد کے لئے جمع ہو گئے۔ اس میں بنو تمیم کے بڑے بڑے سردار بھی شامل تھے جیسے احنف بن قیس وحارثہ بن بدر اور ان جیسے اور سجاح کے بارے میں عطاء بن صاحب نے کہا:

اضحت نبینا انثی نطیف بها و اصبحت انبیاء الناس ذکرانا:

''ہماری خاتون عورت ہو کر نبی ہوئی ہے ہم اس کی مدد کریں گے حالانکہ دوسرے کے انبیاء مرد تھے۔''

وضاحت

یہ خاتون اتنی بے رحم وجلاد تھی کہ جس کو چاہتی تھی قتل کروا دیتی تھی ہمیشہ گرگ (بھیڑیا) پر سوار ہوتی تھی یہ خاتون یمامہ میں جہاں مسیلمہ کذاب رہتا تھا پہنچی۔ مسیلمہ کو اپنے کذاب ہونے پر یقین وفخر تھا۔ اس کے آگے سے گھبرایا مگر آخر کہلا بھیجا کہ مجھ کو وحی ہوئی ہے کہ جو ہم سے غالب آئے دوسرا اس کا تابع ہو جائے اس پر سجاح نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ آخر ایک خیمہ میں ان دونوں نے ملاقات کی جماع کی ٹھہرائی اور مرتکب زناء ہوئے۔ اس کے بعد سجاح نے اپنی نبوت مسیلمہ کے سپرد کر دی اور نبوت سے دستبردار ہو گئی پھر باہم نکاح کر لیا اور بلند آواز سے پکارا کہ نماز فجر اور عشاء معاف کر دی گئی۔ بالآخر یہ عورت بزمانہ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تائب ہو کر صدق دل سے مسلمان ہو گئی اور بصرہ میں ایک لمبی مدت تک رہ کر فوت ہو گئی۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے ا ن کی نماز جنازہ ادا کی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۲ ص ۱۴۷ تا ۱۴۹)

مقصد یہ ہے کہ کسی کے اسلام سے پہلے کے کرتوت یا غلطیاں نہ دیکھی جائیں۔ اسلام کے بعد اس سے حسن ظن اور اس کی خوبیاں بیان کی جائیں تا کہ عوام اہل اسلام کسی بدگمانی کا شکار نہ ہوں۔ (عطاری غفرلہ)

یہ خاتون اپنے دور نبوت میں گرگ (بھیڑیا) پر سواری کرتی تھی بڑی ظالمہ تھی۔

اس نے بے شمار خلق خدا کو تہ تیغ کیا اس (سجاح) نے مسیلمۃ الکذاب پر چڑھ کر دوڑنے کا قصد کیا تو (مسیلمہ) بہت گھبرایا کیونکہ اس خاتون کا مقابلہ اس کے بس کا روگ نہ تھا۔ اسی لئے وہ قلعہ بند ہو گیا۔ سجاح کے لشکر نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ مسیلمہ نے مشیروں سے مشورہ کیا تو سب نے کہا حکومت سجاح کے سپرد کر کے آرام سے گھر بیٹھ رہو۔ کہا سوچ کر جواب دوں گا۔

مسیلمہ وسجاح کی صلح اور نکاح:

مسیلمہ نے سجاح کو پیغام بھیجا کہ تجھ پر بھی وحی آتی ہے ہم اپنی وحی ایک دوسرے پر پیش کریں جو وحی میں دوسرے پر غالب آجائے۔ حکومت اسی کے سپرد کی جائے۔ سجاح نے قبول کر لیا۔ مسیلمہ نے اس کے لئے چمڑے کا عارضی قبّہ (کمرہ) بنایا۔ اس میں بہتر اگربتی (لوبان) جلا کر فرمایا کمرہ کو خوب معطر کرو کیونکہ عورت کی عادت ہے جب خوشبو سونگھتی ہے تو اس کی شہوت ابھرتی ہے (اسی لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو خوشبو کے استعمال سے منع فرمایا ہے) سجاح جب قبہ میں پہنچی تو مسیلمہ سے کہا اپنی وحی سنائیے۔

وحی مسیلمہ کا نمونہ:

الم تر الی ربك كيف فعل بالحبلى اخرج منها نسمة تسعى من بين صفاق وحشى، وامات واحى والى الله المنتهى

''دیکھو رب تعالیٰ نے حاملہ خواتین سے کیا کہا کہ ان میں سے ایک ننھا بچہ پیدا کر کے چلایا پھرایا یعنی ان کے پیٹ اور آنتوں سے بہترین اور حسین بچہ پیدا فرمایا پھر وہی مارتا ہے اور اللہ کی طرف سے سب کا منتہی ہے۔

سجاح کا وحی نمونہ:

الم تران الله خلقنا افواجا وجعل النساء لنا ازواجا، نولج منهن ايلاجا ونخرج منهن اذا شئنا اخراجا فضحكت:

''کیا اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا کہ اس نے ہمیں گروہ در گروہ پیدا کیا اور عورتیں ہماری ازواج بنائیں ہم ان میں داخل کرتے ہیں پھر نکالتے ہیں بلکہ جب چاہیں تو ان سے نکالیں یہ کہہ کر ہنسی (مثال مشہور ہے ہنسی تو پھنسی توبہ توبہ)
اس کے بعد یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔

الا قومی الی المخدع
فقدھی لك المضجع
فان شئت فرشناك
وان شئت به علی اربع
وان شئت بثلثیه
وان شئت به اجمع

''پھر دیر کیا ہے اٹھ کھڑی ہو کمرہ میں تیرے لئے بستر تیار ہے اگر تو چاہے تو چوتھائی اور اگر تو چاہے تو اس کو دو تہائی اور اگر تو چاہے تو سارے کا سارا۔''
سجاح نے کہا کہ بلکہ سارے کا سارا، مسیلمہ نے کہا میں بھی اسی کا مامور ہوں۔ اس کے بعد اس سے زناء کیا۔ جب مسیلمہ تیار ہوا تو سجاح نے کہا تیرے میرے جیسے کا ایسے ہی نکاح نہیں ہونا چاہئے۔ یہ میری قوم کے لئے عیب کی بات ہے۔ مسیلمہ نے کہا میں اپنی نبوت کے احکام تیرے سپرد کرتا ہوں جب میں تمہیں نبوت سپرد کرتا ہوں تو آپ میرے اولیاء کو اعلان کر دینا سجاح سن کر اٹھی اور مسیلمہ کے پیچھے چلی قبہ (کمرہ) میں جا کر مسیلمہ نے اس سے نکاح (زنا) کیا مسیلمہ سے سوال ہوا کہ آپ نے اس کو مہر میں کیا دیا؟ کہا میں نے نماز عصر کی تخفیف کرائی تھی۔ ان پر عصر کی نماز معاف ہے۔

فائدہ:

الرشاطی کہتے ہیں بنوتمیم میں بعض ابھی تک ایسے بھی ہیں جو عصر کی نماز نہیں پڑھتے کہتے ہیں کہ یہ ہماری خاتون محترمہ کی مہر ہے۔ ہم اسے رد نہیں کرتے یعنی جو اس نے مہر

میں عصر کی نماز کی تخفیف کرائی تھی وہ ہمیں قبول ہے۔

ایک شاعر نے کہا:

ان سجاح لاقت الکذابا بنیه فحلت الکتابا وجعلت کتبها

قرابا اوقب فیه ایره ایقابا

''بے شک سجاح نے کذاب سے ملاقات کی نبی ہونے کی مدعیہ تھی لیکن اپنے لکھے ہوئے کو پایا اور اپنی کتب جن میں دعویٰ نبوت تھا غلط کام پر لگایا اور کذاب نے بھی اپنا ذکر مکمل طور پر اس میں داخل کیا۔''

اس کے بعد مسیلمہ سے لوٹ کر کہیں چلی گئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام قبول کر لیا۔ (حاشیہ پر اس کا ذکر دیا گیا ہے) (عطاری غفرلہ)

مختار ثقفی:

خلافت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اور عبدالملک کے دور حکومت میں خروج کیا اور نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور وہ اپنے خطوط میں لکھتا تھا ''من المختار رسول اللہ'' (یعنی یہ المختار اللہ کے رسول کی طرف سے خط ہے)

اس کی حکایات و واقعات مشہور ہیں اور فتنہ بھی:

(ا) عدی بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں تین دجالوں سے ڈراتا ہوں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں کانے (یک چشم) دجال کی تو خبر دی ہے دوسرا جو سب سے بڑا جھوٹا ہوگا یہ تیسرا کون ہے؟ فرمایا ایک قوم سے ایک مرد ہوگا جس کا پہلا بھی تباہ حال ہے اور آخری بھی ان پر لعنت ہو۔ ان کے فتنے پر بھی لعنت اس کے فتنہ کو الجارضہ کہا جائے اور دجال اکلس ہے وہ لوگوں سے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے صدقے کھائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے سب سے زیادہ دور ہوگا۔

(رواہ ابن خزیمہ والحاکم والطبرانی)

(ii) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو ثقیف سے تین شخص خروج کریں گے

(i) الذیال یعنی شعبدہ باز

(ii) الکذاب یعنی جھوٹا

(iii) المبیر یعنی مہلک (رواہ نعیم بن حماد)

فائدہ:

الکذاب یہی مختار بن ابی عبید ہے المبیر حجاج بن یوسف ہے۔ یہ دونوں سخت بھی ہیں۔

شاعر المتنبی:

اس نے بھی خروج کیا نبوت کا دعویٰ کیا، (اس کا دیوان متنبی درس نظامی کے کورس میں شامل ہے) بعد میں غائب ہو گیا تھا۔ ان کے علاوہ زمانہ بنو العباس خلافت عباسیہ میں بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے۔ بعض ان کے معتمد باللہ (خلیفہ عباسی) میں بھی تھے فتنہ رنج کا قائد بہبود تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔ اس نے عراق میں بڑا فساد پھیلایا اور آلِ رسول (اہل بیت) کی سخت اہانتیں کیں۔ اس کا اموال اس کتاب کے آخر میں اشارہ میں آئے گا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا کہ اسے خلق خدا کی طرف خصوصیت سے رسالت سے نوازا گیا ہے اور غیبی باتوں پر آگاہ ہے۔

یحییٰ بن ذکرویہ القرمطی:

یہ المکتفی باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور خلافت میں نکلا اس کے بعد اس کا بھائی الحسین اس نے چہرے میں ایک شامہ (داغ) ظاہر کر رکھا تھا۔ کہتا یہ اس کی نبوت کی نشانی ہے۔

عیسیٰ بن مہرویہ:

یہ اسی مہرویہ کا چچازاد بھائی تھا۔ اس کا گمان تھا کہ سورۃ المدثر میں المدثر اسی کا لقب ہے اور اس سورۃ شریف میں بھی وہی مراد ہے۔ اپنے ایک غلام کو لقب دے رکھا

تھا۔ المطوق بالنوراس کے گلے میں نور ہے اس نے شام پرحملہ کر کے خون ریزی اور فساد پھیلایا اپنی نبوت کی منبروں پر دعوت دیتا تھا۔ یہ بھی قتل کیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ابوطاہر القرمطی:

یہ وہی خبیث ہے جو حجر اسود شریف کو کعبہ معظمہ سے نکال کر اپنے پاس لے گیا۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالہ التحریر العسجد فی تحقیق الحجر الاسود، مطبوعہ مکتبہ عطاریہ رضویہ، بہاولپور، عطاری غفرلہ)

وہ کہتا ہے: انا باللہ و باللہ انا یخلق الخلق و اضھم انا ۔

''میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں وہ پیدا کرتا ہے اور میں انہیں فناہ کرتا ہوں۔''

اس فتنے کے متعلق اشارہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

محمد بن علی الشلقانی المعروف بہ بابن ابی العراق:

یہ الراری باللہ کی خلافت میں ظاہر ہوا اور مشہور ہے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ مردے زندہ کرتا ہے اسے قتل کر کے سولی پہ چڑھایا گیا اور اس کے ساتھ اس کی بڑی جماعت بھی قتل کر دی گئی۔

التناسخیہ:

یہ المتیع باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور میں ظاہر ہوا۔ ان میں ایک نوجوان کہتا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ٹل اقدس منتقل ہو کر اس میں آ گئی ہے۔ اس کی عورت کہتی کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح مبارک منتقل ہو کر اس کے اندر آئی ہے۔ ایک نوجوان دعویٰ کرتا تھا کہ وہ سیّدنا جبریل علیہ السلام۔ ان کی مار پٹائی ہوئی پھر کہتے وہ اہل بیت سے ہیں (سادات) تاکہ انہیں کچھ نہ کہیں معز الادملہ نے انہیں شہر بدر کر دیا۔

ایک اور مرد:

المستنصر باللہ کے دور خلافت چار سو ننانوے (۴۹۹ھ) میں ایک شخص نے نہاوند

کے نواح میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کی بھی خلق کثیر تابع ہوئی لیکن اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

دیگر لوگ:

ملک مغرب وغیرہ میں بھی بہت سے مرد اور عورتوں نے خروج کیا۔ ان میں چند یہ ہیں۔

لا:

اس نے حدیث مشہور کی تحریف کر کے دعویٰ کیا کہ میرا نام ''لا'' ہے اور لا نبی بعدی کا معنی ہے لا (صاحب) میرے بعد نبی ہوگا۔ کہتا تھا کہ حدیث شریف میں لفظ لا مبتداء ہے اور نبی اس کی خبر ہے۔

الفزاری:

یہ جادوگر تھا اور مقالا میں تھا اسی کے سبب سے ابوجعفر بن زبیر غرناتہ سے نکالے گئے پھر الفزاری کا غرناطہ جانے کا اتفاق ہوا اس کو حاکم وقت نے غرناطہ کا قاصد بنا کر بھیجا۔ ابوجعفر بن الزبیر نے اس کے قتل کرنے کی کوشش کی تو یہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ اس کی عورت بھی قتل کر دی گئی۔ یہ بھی نبوت کا دعویٰ کرتی تھی۔ اسے حدیث سنائی گئی کہ لا نبی بعدی۔ اس نے جواب میں کہا نبی مذکر کا صیغہ ہے مذکر نبی کی نفی ہے۔ اگر عورت کی نفی ہوتی تو فرمایا جاتا لانبیۃ بعدی (معاذ اللہ) وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ نبوت کے مدعیوں کی تعداد ستائیس (۲۷) ہے۔ یہ مکمل ہو چکے یا آگے تکمیل ہوگی۔ ہاں کذاب (جھوٹے) لا تعداد ہیں اور ہوں گے۔

مہدیت کا دعویٰ:

اسی سے ہے مہدیت کا دعویٰ کہ اپنے لئے مہدی ہونے کا دعویٰ کریں۔ یہ بھی لا تعداد ہیں۔

فائدہ:

بعض ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ صحابی ہیں جیسے معمر ''بابا رتن الہندی'' (ان کا قصہ مشہور ہے فقیر نے اپنی متعدد تصانیف میں ان کا ذکر کیا ہے، مثلاً معجزہ شق القمر'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن وغیرہ'' (عطاری غفرلہ)

اس میں شک نہیں جو غیبی خبریں صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیں وہ یقیناً سچی ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝ط (پ۲۷، الزارعات ۵/۶)

''بے شک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور سچ ہے اور بے شک انصاف ضرور ہونا۔''

(18) فتح بیت المقدس

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وصال کے درمیان چھ نشانیاں گن لو۔ میرا وصال، فتح بیت المقدس

تفصیل فتح بیت المقدس:

بیت المقدس دوبار فتح ہوا

(i) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں

(ii) ایوبیہ کردوں کے دور میں جسے سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب الملک الناصر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح کیا اور یہ اسلام کی سب سے بڑی فتح تھی۔ سلطان ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کی بعض اولاد نے نصاریٰ کو بیت المقدس واپس کر دیا لیکن ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے داؤد الملک الناصر نے نصاریٰ سے واپس لے لیا۔ بعض شعراء نے مبارک باد میں یہ اشعار لکھے۔

المسجد اقصی لہ عادۃ
سارت فصارت مثلاً سائراً
اذا غدا بالکفر مستوطنا
ان یبعث اللہ لہ ناصرا
فناصر المھرہ اولا
وناصر طھرہ اخرا

''مسجد اقصیٰ کی عادت ہے کہ مختلف اطوار دکھاتی ہے اور زمانہ میں ضرب المثل بن جاتی ہے، کبھی کفر کو وطن بناتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے مددگار بھیجتا ہے۔ ایک ناصر نے اسے ابتداء میں پاک کیا دوسرا آخر میں پاک کرے گا۔''

(19) مدائن کی فتح

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ سفید محل فتح نہ ہو جو مدین میں ہے اور قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اونٹنی پر سوار عورت حجاز سے عراق تک امن سے سفر کرے گی اسے کسی سے کسی قسم کا خوف وخطرہ نہ ہوگا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے پہلی دو نشانیاں دیکھ لیں جن کا ظہور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔

وضاحت

یہ داستان طویل ہے۔ فقیر صرف ایک مناسبت سے اس کا حال حضرت سراقہ کے واقعہ سے عرض کرتا ہے۔ آج ہجرت کی رات تھی۔ سارے قبیلے کے نمائندے کفر کی تلوار بے نیام لئے انتظار میں کھڑے تھے۔ اسی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں جو

انہیں ہلاکت وتباہی کے راستے سے امن وسلامتی کی ٹھنڈی چھاؤں میں واپس لانا چاہتا ہو۔ اچانک پچھلے پہر کا شانہ نبوت کا دروازہ کھلا۔ ایک کرن چمکی اور آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ خدا کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتا ہوا باہر نکلا اور تلواروں کے سائے سے گزر گیا۔ صبح کے اجالے میں صحرائے کفر کے خونخوار درندے جب دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے تو معلوم کر کے حیرت سے وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے پیغمبران کی پلکوں کے نیچے سے گزرا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ ہزار تیاریوں کے باوجود زہر میں جمی تلواروں کا مطلب حاصل نہ ہو سکا۔ قبائل عرب کے مشترکہ محاذ پر آج کی شکست فاش سے سرداران قریش تلملا کر رہ گئے۔ فوراً ہی دارالندوہ میں پہنچے صلاح مشورہ ہوئے اور یہ طے پایا کہ ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے اگر پیچھا کیا جائے تو آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے۔ کچھ ہی لمحے بعد مکہ کی گلیوں میں اعلان ہو رہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو گرفتار کر کے لائے گا اسے انعام میں سو سرخ اونٹ دیئے جائیں گے۔ عرب کے مانے ہوئے شہسوار سراقہ کے کان میں جوں اس اعلان کی خبر پہنچی۔ وہ لالچ میں اس مہم کو سر کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ فوراً ہی ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے اور دم کے دم میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ کچھ دور چلنے کے بعد انہیں مدینے کے راستے پر دو جھلملاتے ہوئے سائے نظر آئے۔ خوشی سے چہرہ دمک اٹھا سرخ اونٹوں کی قطار تصور میں رینگنے لگی۔ مسرت میں گھوڑے کو دوڑایا اور ہوا سے باتیں کرتے ہوئے آن کی آن میں قریب پہنچ گیا۔

گھوڑا دھنس گیا:

خدا کا آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق خاص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناقہ پر سوار مدینے کی طرف تیز تیز بڑھے جا رہے تھے۔ سراقہ نے کمند (رسی) ڈالنے کے لئے جوں ہی قدم آگے بڑھایا ایک پرجلال آواز فضا میں گونجی ''یا ارض خذیہ'' میں [illegible] اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا زمین کا کلیجہ ہل گیا فوراً

زمین پھٹ گئی اور سراقہ کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنے تک دھنس گیا۔ سراقہ نے ہزار کوشش کی لیکن زمین کی گرفت سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکا۔ جب عاجز و مجبور ہو گئے تو دو عالم کے تاجدار سرور دو جہاں سیّد انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور زمین سے خطاب فرمایا: "اتر کیہ" اسے چھوڑ دے۔ ابھی یہ الفاظ فضا میں گونج رہے تھے کہ اچانک زمین کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور گھوڑے کا پاؤں باہر نکل آیا۔ مال کا لالچ بھی کیا چیز ہوتی ہے کہ انسان کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی دھوکہ دیتی ہے۔ رہائی پا کر جب سراقہ واپس لوٹ رہے تو اپنی ہار کی ندامت کے خوف سے دل ڈوبا جا رہا تھا جیسے ہی میل دو میل کا فاصلہ طے ہو گیا کہ لالچ کا شیطان پھر دل پر سوار ہو گیا اور فریب کی راہ سے نصیحت شروع کی۔" کہ یہ واقعہ یونہی اتفاقاً آ گیا۔ اس کے پیچھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ طاقت کا کوئی کرشمہ نہیں ہے۔ چلو واپس چلو! سرخ اونٹوں کے انعام کا سنہری موقع ہاتھ سے نہ جانے دو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کوئی انہونی نہیں ہے۔ دل کی آواز پر پھر سراقہ نے گھوڑے کی باگ دوڑی اور پھر تعاقب کرتے ہوئے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے۔ اس بار بھی لبوں کی حرکت ہوئی زمین کا کلیجہ پھٹ گیا اور سراقہ اپنے گھوڑوں کے ساتھ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے! پھر سراقہ نے رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی پھر بخشش کے لئے پکارا اور پھر رحمت مجسم نور رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کی بارش فرمائی زمین کو اشارہ کیا۔ دشمن کو پھر آزاد کر دیا۔ اس بار دل کی گہرائی میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا یقین ہو چلا تھا۔ اس بار سراقہ سوچ رہے تھے کہ ایک نیاز مند کی طرح زمین کی فرمانبرداری بلاوجہ نہیں ہے! کائنات کے خدا کے ساتھ محمد نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تعلق ضرور ہے، لیکن نفس کا شیطان بڑا ہی ڈھیٹ اور پھرتیلا دشمن ہے۔ یہ ظالم ایک لمحے میں دل کی ساری دنیا بدل کر رکھ دیتا ہے۔ سراقہ کچھ ہی دور چلے ہوں گے کہ شیطان نے پھر سرگوشی کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ... اقتدار ہوئے تو ایک تھکے ہوئے مجبور کی طرح مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نہ

کرتے یا خوف کے آگے ہتھیار ڈال دینا بہادروں کا شیوہ نہیں ہے۔ سرخ اونٹوں کا انعام تمہاری زندگی کا نقشہ بدل دے گا چلو واپس لوٹو اس سے زیادہ سنہری موقع تمہارے پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ بالآخر سراقہ پھر شیطان کے شکار ہو گئے پھر تیزی کے ساتھ واپس لوٹے پھر پیغمبر کے لبوں کو حرکت ہوئی۔ پھر زمین کا دھانہ کھلا اور سراقہ ایک گرفتار پنچھی کی طرح پھر سسکنے لگا۔ سرکار دو عالم رحمت نورِ مجسم سیّد سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ سراقہ کو موقع دیا کہ وہ سنبھل جائے لیکن جب بار بار کی تنبیہ کے بعد بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں تو پیغمبر نے خود حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھایا اور دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ سراقہ کو مخاطب کیا۔

سراقہ اور کنگن:

سرخ اونٹوں کے قریب میں اپنی لکھی ہوئی تقدیر سے کیوں جنگ کر رہے ہیں۔ تمہارا مستقل میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے جس کی زلفوں کا قیدی ہونا تیرا مقدر ہے۔ اسی کو گرفتار کرنے آئے ہو۔ کیا اب بھی تمہیں کفر کی رات میں ایمان کا سویرا نظر نہیں آتا۔ میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ایرانی حکومت کسریٰ کے بادشاہ کے سونے کے کنگن تمہاری کلائیوں میں چمک رہے ہیں۔ وہ دن زیادہ دور نہیں کہ تمہارا سینہ اسلام و ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائے گا۔ پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق سے نکلے ہوئے یہ جملے سراقہ کے دل میں اتر گئے۔ حضرت سراقہ پر جلد ہی ایمان کی صبح نازل ہوئی اور وہ مدینے کے دار الایمان میں پہنچ گئے اور پروانے کی طرح شمع رسالت کے جلوؤں میں نہاتے رہے۔ کلائیوں میں سونے کے کنگن پہننے کا یقین ان کے دل کی دھڑکنوں سے منسلک ہو گیا تھا۔

کنگن پہنوں گا پھر مروں گا.

زندگی کے دن اسی انتظار میں گزرتے رہے یہاں تک کہ خلافت فاروقی کے عہد زریں میں حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سخت بیمار پڑ گئے۔ یہاں تک کہ حالت سنگین ہو گئی۔

صورتحال شہادت دے رہی تھی کہ اب چند سانسوں کے مہمان رہ گئے ہیں۔ صحابہ کرام اور قریبی رشتہ دار جمع ہوگئے۔ حضرت سراقہ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور مسکرا کر کہا: آپ حضرات اطمینان رکھیں یہ میرا آخری وقت نہیں ہے۔ اس وقت تک موت میرے قریب نہیں آئے جب تک میں اپنے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن نہ پہن لوں۔ ہر چیز اپنی جگہ سے ٹل سکتی ہے دو عالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ حضرت سراقہ موت کے چنگل سے نکل آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے دنوں میں صحت یاب ہوگئے۔

فتح مدائن:

آج مدینے میں ہر طرف مسرتوں کی بارش ہو رہی تھی، سجدہ شکر کے جذبہ سے سب کی پیشانیاں بوجھل ہوگئی تھیں۔ صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی لشکر اسلامی کا قاصد ایران کی خوش خبری لے کر آیا تھا۔

کسریٰ:

حضور سرکار مدنیہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے دنیا کی سب سے بڑی طاقت کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا تھا۔ آج تاریخ میں پہلی بار کسریٰ کے ایوانوں پر عظمت اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا۔ چند ہی دنوں بعد ایران سے مال غنیمت آنا شروع ہوگیا۔

کنگن کی تلاش:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے کسریٰ کے کنگن دریافت کیے۔ تلاش کے بعد جب وہ مل گئے تو حضرت سراقہ کو آواز دی گئی۔ اس وقت حضرت سراقہ کا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا۔ ناز وادا سے جھوم رہے تھے فرط مسرت سے چہرہ کھلا جا رہا تھا۔ ارمانوں کے ہجوم میں مچلتے ہوئے اُٹھے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ آج حضرت سراقہ کے لئے زندگی کی محبوب ترین گھڑی آ

گئی تھی جس کی آرزو کو ساری عمر ایمان کی طرح سینے سے لگائے رکھا تھا۔ وہ آنکھوں کے سامنے جلوہ گر تھی۔ اہل مدینہ کی خوشی و مستیوں کے آنسوؤں میں حضرت سراقہ کی کلائیوں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنائے گئے سر پر تاج رکھا گیا اور شاہی کپڑے پہنائے گئے۔ حضرت سراقہ کی شاہانہ سج دھج دیکھ کر اہل مدینہ جذبات سے بے قابو ہو گئے۔

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی عشق و ایمان کی اثر انداز کیفیت دیکھ کر بے خود ہوئے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اسلام بے سروسامانی کے عالم میں تھا ایک آسمان مسافر نے آج کی عظیم الشان فتح کی خبر دی تھی۔ کل میدان قیامت میں آپ حضرات گواہ رہیے گا کہ سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنا کر میں نے اپنے آقا کا فرمان پورا کر دیا۔ حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت اقتدار کا یہ واقعہ تاریخ فراموش نہیں کرے گی کہ ایک حرکت لب پر کائنات زندگی کا نقشہ بدل گیا اور عشق رسالت کے فیض نے عرب کے صحرا نشینوں کو پل بھر میں ساری دنیا کا فرماں روا بنا دیا۔

آج بھی ہو اگر ابراہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گستان پیدا

وضاحت

اس واقعہ سے اصل مقصد میرا تو فتح مدائن جس کے لئے حضور سرور کون و مکان سیّد انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم درجنوں سال پہلے ہجرت کے موقع پر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو نہ صرف فتح کی خبر دی بلکہ کسریٰ کے کنگن پہننے کی نوید سنائی اور حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا پختہ عقیدہ کہ فتح مدائن کے بعد مالِ غنیمت جمع کرنے پر صرف کنگن ہی یاد رہے اور انہیں یقین تھا کہ کسریٰ کا سفید محل پھر اس کا جملہ مملوکہ بلکہ تمام سلطنت قبضہ میں آئے گی۔

چنانچہ وہی ہوا اور حضور سیّد دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لئے ہم اہل سنت خوش نصیب ہیں کہ ہم وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ "تیرے منہ سے نکلی وہ بات ہو کر رہی" الحمدللہ یہی عقیدہ ہمیں صحابہ کرام کی وراثت سے نصیب ہوا ہے۔ (عطاری غفرلہ)

(20) عرب کا ملکی زوال

حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا عرب کا زوال قیامت کے قرب کی نشانی ہے۔ (ترمذی)

فائدہ:

عرب کا زوال ہوا جب سے بنو العباس (خلفائے عباسیہ) سے حکومت چھین لی گئی۔ اس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزری ہے۔

(21) مال کی کثرت اور دنیا

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزول سکینہ آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال بہت ہو جائیں گے اور دولت کی ریل پیل ہو گی یہاں تک کہ مالدار چاہے گا کہ کوئی اسے قبول کرے یہاں تک کہ جسے بھی مال پیش کرے گا وہ کہے گا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ اس کے پاس بھی خود اتنا مال ہو گا کہ وہ کسی دوسرے کو دے۔) (رواہ الشیخان)

فائدہ:

یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہو چکا کہ فتوحات بکثرت ہوئیں۔ مالِ غنیمت تقسیم ہوا۔ فارس وروم کی جائیداد تقسیم کی گئیں۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھا کہ کوئی صدقہ کا مال لے کر تقسیم کرنے جاتا تو کوئی ایسا نہ ملتا جسے وہ صدقہ دے اور انشاء اللہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ایسے ہی ہو گا اور اس کی تفصیل تیسرے باب میں آئے گی۔ (انشاء اللہ)

(22) پہاڑوں کا اپنے اصلی جگہوں سے ہٹنا

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کون و مکان سیّد انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے ہٹ نہ جائیں۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ:

حضرت امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ التوفی ۲۲۴ھ میں متوکل خلیفہ عباسی کے دور خلافت میں پہاڑ دائیں جانب چل پڑا۔ اس پر لوگوں کے کھیت تھے۔ دوسرے کھیتوں پر جا کر کھڑا ہوا اور ۳ھ میں المقتدر عباسی کے دور خلافت میں پہاڑ دینور کے علاقہ میں زمین میں دھنس گیا پھر اس کے نیچے سے پانی اُبلنے لگا جس نے کئی دیہات غرق کر دیئے۔

وضاحت

حضرت امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ذہبی التوفی ۷۴۸ھ فرماتے ہیں کہ مقتدر کے دور میں اس کی کم سنی کی وجہ سے نظام سلطنت کا آغاز ہوا۔ مذکورہ بالا واقعہ محض عبرت کے لئے دکھایا۔ دوسرا ایک عجیب واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک خچر سے بچھڑا (گائے کا نر بچہ) پیدا ہوا۔ (تاریخ الخلفاء)

(23) فقدان الصحابہ رضی اللہ عنہم

(۱) حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے صحابہ میں سے صرف ایک کو تلاش کیا جائے گا جیسے گمشدہ چیز تلاش کی جاتی ہے تو وہ نہیں ملتی (ایسے ہی میرا کوئی صحابی تلاش کرنے کے باوجود کہیں نہیں ملے گا۔) (رواہ احمد)

(24) وقوعِ ثلاثہ خسوف

(ا) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تین خسوف آئیں گے۔

(i) مشرق میں

(ii) مغرب میں

(iii) جزیرہ عرب میں۔

عرض کی گئی صالحین (اللہ والے) بھی ہوں گے، اور خسوف بھی واقع ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب برائیاں بڑھ جائیں گی۔ (رواہ الطبرانی)

۲۔ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں جھانک کر دیکھا تو ہم قیامت کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں۔ ان میں سے تین خسوف ہیں۔

(i) مشرق میں

(ii) مغرب میں

(iii) جزیرۂ عرب میں (رواہ السنۃ البخاری)

فائدہ:

یہ تینوں خسوف واقع ہو چکے۔

(i) سلیمان بن عبدالملک کے دور خلافت میں واقع ہوا۔ ابن ہبیرہ نے خلیفہ کو خط لکھا کہ بخارا میں صبح کے وقت ایک کڑک دار آواز آسمان سے سنائی دی اور رعد کی سخت گرج کی طرح گرج بھی۔ آسمان سے حوامل (موٹے موٹے اولے) گرائے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آسمان میں ایک بڑا سوراخ ہوا۔ اس سے چند اشخاص ایسے اُترے

جن کے سر آسمان میں ہیں اور پاؤں زمین پر اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اے زمین والو! آسمان سے عبرت حاصل کرو، یہ صفوائیل فرشتہ ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ اس پر اسے عذاب دیا جارہا ہے۔ دن کو لوگ اسی جگہ پر آئے تو ایک عظیم خسوف دیکھا اور وہ جگہ خوب متحرک تھی اور دھنسی ہوئی جگہ سے سیاہ دھواں اٹھ رہا تھا۔

فائدہ:

اس واقعہ کے متعلق چالیس نیک آدمیوں نے بخارا کے قاضی کو ثبوت سے باہم پہنچایا۔ (کذافی السکردان)

سوال:

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے لئے فرمایا ہے۔

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ٥ (پ۲۸، التحریم آیت۶)

جواب:

قصۂ ہاروت وماروت ان کی نافرمانی کا جواز کافی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔ گویا آیت مذکورہ مخصوص عنہ البعض ہے۔ (عطاری غفرلہ)

۲- ۲۰۸ھ میں ملک مغرب میں تیرہ دیہات دھنس گئے......

۳- ۸۳۴ھ شعبان میں غرناطہ میں زلزلہ آیا۔ اس میں متعدد مکانات دھنس گئے۔ قلعہ کا بعض حصہ بھی منہدم ہوا (انباء الغمر)......

۴- المطیع (خلیفہ عباسی) کے دور حکومت میں ۳۴۶ھ میں رے اور اس کے گردونواح میں بڑے بڑے زلزلے آئے۔

۵- بلدۂ طالقان میں خسف ہوا جس میں تمام آبادی سے صرف تیس آدمی بچے۔

۶- رے کے ایک سو پچاس گاؤں دھنس گئے اور یہ سلسلہ جبل حلوان تک چلا گیا۔

اس میں سے بھی بہت زیادہ دیہات دھنس گئے اور بہت سے مردوں کی ہڈیاں زمین سے باہر پھینکی گئیں اور زمین سے پانی اُبلا اور رے میں پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ دوپہر تک لوگ آدھا دن زمین و آسمان کے درمیان لٹکے رہے پھر زمین میں دھنس گئے۔ زمین کا بہت سا حصہ پھٹ گیا۔ اس میں بدبودار پانی اور بہت بڑا دھواں نکلا

(کذا نقلہ السیوطی عن ابن الجوزی)

۷- ۵۹۷ھ میں بصریٰ علاقہ کی ایک بستی زمین میں دھنس گئی۔

۸- ۵۳۳ھ شہر بحیرہ دھنس گیا اور شہر کے مکانات کی جگہ پر سیاہ پانی نکلا۔

۹- ہمارے دور (مصنف کے زمانہ) میں آذربائیجان و خراسان وغیرہ دیارِ عجم میں چند مکانات زمین میں دھنس گئے اور اس قسم کے خسوفات اَن گنت ہیں۔

(2) زلزلوں اور رجف کی کثرت

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قیامت قائم نہ ہو گی جب تک علم (اسلامی) قبض نہ کیا جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو اور وقت سکڑ جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور قتل بہت زیادہ ہوں گے۔ (رواہ البخاری و ابن ماجہ)

۲- اور ابن عساکر کے نزدیک عروہ بن ردیم سے روایت ہے، وہ انصاری سے روایت کرتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ میری امت میں زلزلہ آئے گا۔ جس میں دس بیس تیس ہزار جانیں تلف ہوں گی۔ اسے اللہ تعالیٰ متقین کے لئے نصیحت اور اہل ایمان کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے عذاب بنائے گا۔

(رواہ ابن عساکر)

زلزلے ہی زلزلے:

(۱) المتوکل (خلیفہ) کے اول دور میں ۲۳۲ھ دمشق میں خطرناک زلزلہ آیا اس میں کئی مکانات گرے اور بے شمار جانیں مکانات کے نیچے دب کر ہلاک ہوئیں اور یہ زلزلہ

انطاکیہ تک بڑھا اسے تباہ کر دیا پھر جزیرہ کی طرف بڑھا اسے جلا کر راکھ بنا دیا پھر موصل پر چڑھ دوڑا کہا جاتا ہے اس میں پچاس ہزار جانیں تلف ہوئیں۔

(۲) تیونس اور اس کے اردگرد اور خراسان اور نیشا پور وطبرستان اور اصفہان میں ۲۴۲ھ میں عظیم زلزلہ واقع ہوا۔ یہاں تک کہ پہاڑ پھٹ گئے اور زمین میں اتنی دراڑیں پڑ گئیں کہ ایک مرد اس میں بآسانی سما سکتا تھا اور ان دونوں زلزلوں میں صرف دس سال کا وقفہ تھا۔

۳- ۲۲۵ھ ساری دنیا میں عام زلزلہ آیا۔ اس نے کئی شہر و قلعے اور پل تباہ کر دیئے اور انطاکیہ سے ایک پہاڑ دریا میں گرا۔

۴- المعتضد کے زمانہ خلافت میں ۲۸۰ھ میں الدیبل میں بڑا زلزلہ آیا جس نے عام شہروں کو برباد کیا۔ اس کے ملبہ سے صرف ایک لاکھ پچاس ہزار نفوس نکالے جا سکے۔

۵- ۴۶۰ھ میں رملہ میں سخت اور ہولناک زلزلہ آیا جس نے رملہ شہر کو ملیا میٹ کر دیا۔ یہاں تک کہ پانی کنوؤں کے اوپر باہر نظر آنے لگا۔ اہل رملہ میں سے ۲۴ ہزار افراد تباہ ہوئے اور دریا اپنے ساحل سے ایک یوم کی مسافت تک دور ہو گیا۔ لوگ اس کے علاقوں میں گرا پڑا مال لے جانے لگے تو دریا کے پانی نے واپس لوٹ کر انہیں غرق کر دیا۔ ۶- ۵۱۴ھ میں ایک زلزلہ آیا بغداد دس سے اوپر یعنی کئی بار تباہ برباد ہوا۔ ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ کر حلوان پر جا گرا۔

۷- ۵۹۷ھ میں مصر و شام و جزیرہ میں بہت بڑا زلزلہ آیا اس نے کئی مقامات ومتعدد قلعے گرائے۔

۸- ۵۳۲ھ میں شام وحلب وشیراز انطاکیہ وطرابلس میں بہت زلزلے آئے۔ ان میں بے شمار خلق خدا ہلاک ہوئی۔ ایک استاد (ماسٹر) مدرسہ میں پڑھاتا تھا چھٹی کر کے گھر گیا واپس لوٹا تو مدرسہ زلزلہ کی زد میں تھا اور جتنے بچے مدرسہ میں پڑھ رہے تھے سب زلزلہ کی تباہی میں مر گئے اور بچوں کے وارثوں میں سے بھی کوئی بچوں کے لئے

پوچھنے نہ آیا کیونکہ ان کے ورثاء بھی زلزلہ کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئے اور شیراز میں تمام لوگ تباہ ہو گئے۔صرف ایک عورت اور اس کا نوکر بچ نکلے۔

عجوبہ:

ایک دفعہ حران میں ایک پھٹ گیا تو اس سے کئی گھر کئی عمارتیں اور نو اولیس ظاہر ہوئے۔اور اللاذقیہ میں ایک جگہ سے پالی کھڑا بت ظاہر ہوا۔

۹۔ زلزلوں نے صعیدا و بیرود وطرابلس وعقا وصور اور فرنگیوں کے تمام شہروں کو تباہ کیا اور قبرس تک دریا پھیل گیا۔کئی جہازوں کو اس نے ساحل تک دھکیلا اور جانب مشرق چل کر ایک بڑی مخلوق کو تباہ برباد کیا۔

فائدہ:

صاحب المراۃ نے لکھا کہ اس سال زلزلہ میں ایک کروڑ ایک لاکھ نفوس مرے۔

(قضانی السکروان)

۱۰۔ ۶۷۲ھ میں مصر میں بہت بڑا زلزلہ آیا۔

۱۱۔ مدینہ طیبہ میں بھی نار حجاز کے ظہور سے پہلے ایک زلزلے نے پھیرا لگایا تھا۔

وضاحت

زلزلے بھی حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی و مرید ہیں۔اسی لئے وہ عذاب یا تکلیف کا سبب نہ بنے وہ زیارت (مدینہ) سے مشرف ہوئے اور واپس چلے گئے۔۱۲-۴۳۴ھ میں بحیرہ (مصر) میں عظیم زلزلہ آیا جو تیں میل لمبا چوڑا تھا۔اس نے بھی ان گنت خلقت کو تباہ کیا۔۱۳-۹۲۲ھ میں عرضگان میں بڑا زلزلہ آیا جو تیں میل لمبا چوڑا تھا اس نے بھی ان گنت خلق کو تباہ کیا۔۱۴-ایک ہزار (۱۰۰۰) لار میں بہت بڑا زلزلہ آیا جس نے تمام گھر ایسے ملیامیٹ کر دیئے کہ کسی کو بھی اپنے مکان کا نشان نہ مل سکا۔اس سے قبل چھوٹے چھوٹے جھٹکے آتے رہے اور دن میں کئی بار ایسا ہوا جو لوگ ان چھوٹے جھٹکوں کے دوران شہر سے باہر نکل گئے وہ بچ گئے جو نہ جا سکے وہ مر گئے۔

فائدہ:

اس کتاب (الاشراط الاشراط الاساۃ) کی تصنیف کے چھ ماہ بعد بڑا ہولناک زلزلہ آیا جس میں بہت تھوڑے لوگ نجات پا سکے۔ اس زلزلہ کو میں نے اپنی کتاب ہذا میں شامل کر دیا۔

نوٹ:

یہ وہ بڑے زلزلے اور جنات ہیں جنہیں کتب تواریخ میں نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے ورنہ چھوٹے چھوٹے زلزلوں اور جھٹکوں کا شمار نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کی طلب ہے۔

(26) مسخ وکذف

۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ (حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) میری اُمت میں خسف ومسخ وقذف (پتھراؤ) ہوگا۔ (رواہ، احمد، مسلم والحاکم)

۲- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے مسخ وخسف (زمین میں دھنسنا) اور (قذف) پتھراؤ ہوگا۔ (رواہ ابن ماجہ)

۳- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک قوم کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گی پھر وہ صبح کو بندر اور خنزیر ہو کر اٹھیں گے۔ (رواہ الطبرانی)

۴- سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) میری امت کے آخری زمانہ میں زمین میں دھنسنا اور مسخ (شکلوں کا تبدیل ہونا) اور قذف (پتھراء) ہوگا۔ عرض کی گئی یارسول

اللہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ہلاک ہو سکتے ہیں جب کہ ہمارے میں صالحین ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب خباثت (جرائم) کی کثرت ہو جائے۔ (رواہ الترمذی)

۵- حضرت عبدالرحمٰن بن صحار رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ کئی قبائل زمین میں دھنسے جائیں گے۔ یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ بنوفلاں قبیلہ سے کون بچ گیا ہے؟

(رواہ احمد والبغوی وابن قانع والطبرانی والحاکم وغیرہ)

۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس امت کے آخری زمانہ میں خسف وقذف ہوگا۔ (رواہ ترمذی وابن ماجہ)

حکایات:

حکومت فاطمیہ مصر (شیعہ) کے دور میں لوگ عاشورا کے دن مدینہ پاک میں قبہ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر شیخین وصحابہ کرام کو سب (گالی) بکتے تھے۔ ان کے ہاں (بے خبری سے) ایک آدمی نے آ کر کہا تم میں کون ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت سے مجھے کھانا کھلائے، ان میں سے ایک بوڑھے نے نکل کر اپنے گھر کی طرف اسے چلنے کا اشارہ کیا۔ گیا وہ شخص اس بوڑھے کے پیچھے چل پڑا۔ بوڑھے نے گھر میں لے جا کر اس کی زبان کاٹ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دی اور کہا کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت کا صلہ ہے وہ شخص سیدھا مسجد نبوی شریف کو چلا گیا اور رسول اکرم سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کو دل میں سلام عرض کر کے واپس ہوا لیکن اس نے اپنی کٹی ہوئی زبان ہاتھ میں تھام کر رکھی تھی۔ مغموم ومحزون ہو کر مسجد نبوی کی زیارت سے نوازا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان (شیعوں) نے اس کی زبان آپ کی محبت کے بغض وعداوت سے کاٹی ہے۔ اسی لئے اس کی زبان آپ ہی درست فرما دیں۔ آپ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نے اس شخص کے ہاتھ سے زبان کا ٹکڑا اکٹا

ہوالے کر اصل جگہ پر رکھ دیا۔ وہ شخص جاگا تو اس کی زبان اسی طرح تھی جس طرح کٹنے سے پہلے بلکہ اس سے بہتر (ہمارے دور ۱۴۲۳ھ تک ہمیں نجدی حکومت کے کارندے خوب ستاتے تھے لیکن ان سے پہلے شیعہ اہل سنت کو گزند پہنچاتے۔ وہ صبر کرتے تو خوب انعام پاتے ہم بھی صبر کرتے ہیں۔ الحمد للہ (انشاء اللہ) ہمیں بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم انعام سے نوازیں گے۔ آج نہ سہی تو کل یقیناً اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ دی اور اپنے وطن کو چلا گیا۔ وہ شخص (جس کا واقعہ اوپر مذکور ہوا) دوسرے سال مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو حسب عادت گزشتہ سال قبہ عباس رضی اللہ عنہ (جنت البقیع) میں چلا گیا اتفاقاً اسی طرح گزشتہ صدا کے مطابق اس دفعہ بھی صدا لگائی کہ ہے کوئی محبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں مجھے کھانا کھلانے والا۔ اس مجمع سے ایک نوجوان نے اس کی طرف نکل کر اپنے گھر کو جانے کا اشارہ کیا خود آگے اور یہ شخص اس کے پیچھے چل پڑا۔ یہ شخص کہتا ہے کہ مجھے سخت تعجب ہوا کہ مجھے اسی گھر میں لے گیا جہاں گزشتہ سال پہلے میری زبان کاٹ لی گئی تھی اور میں سخت مصیبت سے دوچار ہوا تھا اور میری سخت سے سخت تر رسوائی ہوئی تھی۔ میرے تعجب کو دیکھ کر نوجوان نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے۔ میں نے سارا واقعہ سنایا تو وہ نوجوان دونوں پاؤں اور ہاتھوں سے زمین پر گر کر کہنے لگا کہ گزشتہ سال جس بوڑھے نے آپ کو گزند پہنچایا وہ میرا باپ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بندر بنا دیا پھر اس نے ایک کمرے کا پردہ ہٹایا میں نے دیکھا تو واقعی بندر بندھا بیٹھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سال والے میزبان نوجوان کو توبہ کی توفیق دی اور وہ شیعہ مذہب سے توبہ کر کے سچا پکا سنی مسلمان ہو گیا اور مجھے کہا کہ میرے والد کا قصہ کسی کو نہ سنانا۔

(وفاء الوفاء للسمہودی الزواجر لابن حجر، الصواعق، لواحب لدنیہ للقسطلانی وغیرہ)

حکایت:

الواجر میں ہے کہ ایک شخص حلب میں شیخین (سیّدنا صدیق اکبر و عمر رضی اللہ عنہما) کو سب (گالی) دیتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو دفن کے بعد شہر کے نوجوانوں نے اتفاق کر کے

قبر کو کھود کر دیکھا تو وہ گالی دینے والا خنزیر کی شکل میں تھا۔ اسے نوجوانوں نے قبر سے نکال کر ہر میدان میں آگ لگا دی۔

فائدہ:

کہا جاتا ہے ہر رافضی (شیعہ) قبر میں خنزیر کی شکل میں ہو جاتا ہے (یہ کلیہ قاعدہ نہیں کبھی اس کے خلاف ہو تو کوئی حرج نہیں۔) (قاعدہ اکثریہ ہے للاکثر حکم الکل)

حکایت:

۷۸۲ھ میں متوکل (چھٹا خلیفہ) کے دور حکومت میں ایک خط حلب سے پہنچا کہ ایک شخص امام نماز پڑھا رہا تھا تو ایک آدمی اس سے اس کی نماز کی حالت میں ہنسی مذاق کرتا کبھی اسے پکڑ کر جھنجھوڑتا (مثلاً) وہ امام اپنی نماز میں مشغول رہا۔ مذاق کرنے والے کو کچھ نہ کہا جب وہ نماز سے فارغ ہوا، سلام پھیرا تو دیکھا اس کے ساتھ مذاق کرنے والے کی شکل خنزیر جیسی ہو گئی۔ وہ اسی حالت میں جنگل کی طرف بھاگا اسی وقت خط لکھ کر خلیفہ وقت کے پاس بھیجا گیا۔ (ذکرہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء)

فائدہ:

المتوکل عباسیہ حکومت کی طرف سے مصر میں چھٹا خلیفہ تھا۔

قذف (یعنی آسمانی پتھراؤ)

(۱) ۲۸۵ھ میں بصرہ کی ایک بستی پر آسمان سے قذف سفیدہ سیاہ پتھر گرے اور ژالہ باری ہوئی۔ اس میں ایک ژالہ ڈیڑھ (۱۵۰) درم کے وزن کے برابر تھا۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی)

(۲) ۳۴۳ھ میں السویداء بستی پر آسمان سے پتھر برسے ہر پتھر کا وزن دس رطل تھا۔

(۳) المقتدر باللہ عباسی خلیفہ کے دور حکومت ۸۴۷ھ میں بغداد میں کالی آندھی آئی اور گرج و برق سخت تھی۔ آسمان سے بارش کی طرح ریت اور مٹی برسی

(۴) مجھے (مصنف کتاب کو) ایک معتبر شخصیت نے خبر دی کہ ۱۶۰ھ (ایک سو

ساٹھ سے کچھ اوپر) آسمان سے کالے پتھر برسائے گئے جو مرغی کے انڈے یا اس سے بھی بڑے تھے۔ سردی کا موسم تھا اور یہ حادثہ کردوں کے علاقہ بیزان اور کفرا کے درمیان واقع ہوا تھا۔ ان کی آواز ایک دن کی مسافت تک سنی جاتی تھی۔

(۵) وسط ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۷۷ھ میں ایک خط مصر میں حماۃ (علاقہ) سے پہنچا کہ ان دنوں بارین (ایک خاص علاقہ حماۃ کے نواح) میں آسمان سے مختلف شکلوں کے جانوروں کی طرح کی بارش ہوئی ہے مثلاً اس میں درندے سانپ، بچھو، پرندے، بلیوں اور بعض مرد جن کی کمروں میں جوایص تھے اور یہ اس علاقہ کے قاضی کے ہاں شرعی حیثیت سے لکھوا کر اس پر مہر ثبت کی گئی پھر اس کا ثبوت حماۃ (شہر) کے قاضی کو پہنچایا گیا (اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ (کذا فی اسکردان)

سرخ آندھی اس کے علاوہ اور بڑے بڑے ہولناک اُمور:

۱۔ سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سرور کون ومکان سید انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دیکھو کہ لوگ مالِ غنیمت کو اپنی دولت اور امانت کو مالِ غنیمت اور زکوٰۃ وتاوان بنالیں اور علم کو دین کے سوا دوسرے دینوی مقصد کے لئے پڑھیں اور انسان اپنی بیوی کا فرماں بردار اور اپنی ماں کا نافرمان ہو۔ اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں اور قبیلہ کا سرداران میں سے فاسق آدمی ہو اور قوم کا رہنما ورہبر (لیڈر) سب سے زیادہ کمینہ (بدمعاش) ہو اور کسی کی تعظیم اس کے شر وفساد کے خوف سے کی جائے اور گانے والیوں اور باجوں کا ہر طرف چرچا ہو شراب پینے لگیں۔ اس امت کا آخری آدمی پہلے (نیک) لوگوں کو لعنت کرے تو تم لوگ اس وقت سرخ آندھی اور زلزلہ اور زمین میں دھنس جانے اور شکلیں بگڑ جانے اور پتھروں کی بارش کا انتظار کرو۔ اس وقت قیامت کی نشانیاں ایک کے بعد دوسری لگاتار اس طرح ظاہر ہونے لگیں گی جیسے موتی کی لڑی (یا تسبیح کے دانوں) کا دھاگہ کاٹ دیا جائے تو موتیوں (اور تسبیح) کے دانے اک کے بعد

دوسرے لگاتار گرنے لگ جاتے ہیں۔ (رواہ الترمذی ومشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)

وضاحت

مذکورہ بالا امور میں سے دور حاضرہ میں کونسی کمی باقی رہ گئی ہے اکثر نشانیاں ادوار سابقہ میں گزر چکی ہیں جن کا مختصر بیان گزشتہ اوراق میں آچکا ہے جس قدر قیامت قریب ہو جائے گی۔ یہ نشانیاں اور ان کے سوا دوسری علامات لگاتار ظاہر ہوتی رہیں گی چنانچہ مصنف کتاب کی سنئے۔ (عطاری غفرلہ)

۲۔ حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ میں داخل ہو چکی تو زلزلے اور جھٹکے اور بہت بڑے بڑے اُمور اس کے قریب قریب آئیں گے جیسے دونوں ہاتھ سر کے قریب ہیں قیامت اس سے قریب تر ہوگی۔ (رواہ ابوداؤد والحاکم)

فائدہ:

اگر اس خلافت سے (جو بیت المقدس میں داخل ہو) حکومت بنو امیہ مراد ہو تو پھر ان اُمور عظمیہ سے وہ امور ہیں جنہیں ہم عنقریب بیان کریں گے، اگر اس سے امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت مراد ہے تو اس وقت امور عظمیہ سے وہ اُمور مراد ہے جو ان کی خلافت کے بعد واقع ہوں گے جو قیامت سے زیادہ قریب ہیں جیسے دابۃ الارض اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ وغیرہ۔

آندھیاں:

(۱) خلیفہ المتوکل عباسی کے دور حکومت ۲۳۲ھ کے اوائل میں عراق [illegible] زہریلی ہوا چلی جو اس سے پہلے سنی اور دیکھی نہیں گئی تھی۔ اس سے کوفہ بصرہ بغداد کی کھیتیاں جل کر راکھ ہوگئیں اور بے شمار مسافر مرے اور یہ ہوا پچاس دن تک چلتی رہی اور ہمدان تک پہنچی وہاں کی کھیتیاں اور جانور جلا دیئے پھر موصل سنجار پہنچی۔ اسی دوران لوگ کاروبار کے لئے بازاروں میں نہیں جا سکے اور نہ ہی سفر کر سکتے تھے۔ معاش تنگ ہوگئی

تھی۔ بہت سی خلق خدا اس آندھی سے ماری گئی تھی۔

دُمدار ستارے کا ظہور

۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ حضور مکی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان! (فارسی رضی اللہ عنہ) جب بادشاہوں کا حج سیر وتفریح اور دولت مندوں کا تجارت کے لئے اور مساکین وفقراء کا گداگری کے لئے اور قراء علماء، وحفاظ وغیرہ کا ریاء وشہرت کے لئے ہو تو اس وقت دمدار ظاہر ہوگا۔ (رواہ ابن مردویہ)

دُمدار ستارہ کی نموداری کی تفصیل

۱- دمدار ستارہ بارہا نمودار ہوا۔ مصنف رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں آخری مرتبہ جمادی الاولیٰ ۱۰۷۵ھ میں ظاہر ہوا اور ایک ماہ یا اس سے زائد دن رہا وہ چاند کی رفتار پر چلتا تھا۔

۲- دمدار ستارہ بلاد نصاریٰ سے بلاد بنی عثمان کی طرف (جمادی الاولی ۱۰۷۷ھ) میں آیا اس وقت میں (مصنف) ''ادرنہ'' میں تھا ایک کتاب دیکھی اس میں ایک جانور کی فوٹو تھی جس کا طول بیس ہاتھ اور عرض پانچ ہاتھ اس کا جسم مچھلی جیسا تھا اس کے چار پاؤں تھے اور اس کے دونوں ہاتھوں میں شیر جیسی انگلیاں تھیں۔ اس کے پہلو میں متصلاً ایک اور شئے نصف انسان ننگے کے برابر تھی۔ جس کے چار ہاتھ تھے ہر ہاتھ میں پانچ انگلیاں تھیں۔ اس کی دو سیاہ زلفیں اور داڑھی تھی اور اس کے عورت کے پستانوں جیسے دو پستان تھے۔

جانور مذکورہ کا تعارف:

یہ جانور جبال الافرنج میں ۱۰۷۵ھ میں پایا گیا جب دمدار ستارہ ظاہر ہوا اس کے جسم پر اس ستارے کی فوٹو ظاہر ہوگئی۔ اس وقت زمین کے بتیس (۳۲) ہزار آدمی اور بے شمار جانور ہلاک ہوئے۔ لوگوں نے اس جانور پر فلاخنوں کے ذریعے تیر پھینکے لیکن اس پر اثر

نہ ہوا۔ ایک مدت کے بعد اس جانور سے وہ تری جو اس ستارہ کے ذریعہ سے اس کے جسم پر تھی، دفعہ ہوئی تو ہر اس پر فلاض (منجنیق) کے ذریعہ تیر پھینکے گئے تو اس کے قتل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ اس کی قبر تمام شہروں کو بھجوائی گئی۔ (و اللہ علیٰ کل شیء قدیر)

وضاحت

فقیر نے بھی اپنے دور زندگی میں بارہا اس ستارہ کی نموداری کا سنا لیکن دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا کیونکہ اس کے دیکھنے کا کوئی فائدہ محسوس نہ کیا ہاں عوام میں یہ افواہ اڑتی سنائی دیتی کہ اس ستارہ کی نموداری خالی از بایات وآفات نہیں لیکن وہ بھی دیوانہ کی بڑ ثابت ہوتی۔ الاشاعہ کے محشی نے بھی لکھا کہ اس کا ظہور بارہا ہوا۔ وہ اپنا مشاہدہ لکھتا ہے کہ ۱۳۲۸ھ میں نمودار ہوا۔ حضرت امام ربانی سیّدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دمدار ستارے پر مکتوبات شریف، میں تحقیقی مقالہ سپرد قلم فرمایا ہے۔

(مکاتب شریف، ج ۲ ص ۱۱۸، مکتوب نمبر ۶۸) فلینظر ثمہ

سائنسی تحقیق:

فقیر ایک سائنس دان کی تحقیق ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

دُم دار ستارے، تباہی کی علامت نہیں:

دم دار ستارے ہمیشہ سے خوف، استعجاب اور اوہام کا باعث ہیں۔ پہلے پہل جب انسان نے دم دار ستارے دیکھا تو بے حد خوف زدہ ہوا اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ شفاف شعلے کی طرح ایک لکیر جو رات ستاروں کے ساتھ تھی کسی مقصد کے بغیر کیوں تھی اور عام لوگوں کے لئے کوئی علامت کیوں نہیں تھی؟ لہٰذا یہ خیال پیدا ہوا کہ دم دار ستارے تباہی کی علامت ہیں غیظ وغضب کی پیش گوئی ہیں اور شہزادوں کی موت اور مملکتوں کے زوال کا پیش خیمہ ہیں بابل کے لوگ دم دار ستاروں کو مقدس داڑھیاں یونان کے لوگ مقدس زلفوں اور اہل عرب انہیں آتش شمشیر سے تعبیر کرتے تھے، بطلیموس کے زمانے میں دم دار ستارے اپنی مختلف اشکال کے لحاظ سے مختلف قسم کے خصوصی ناموں مثلاً

شعاعوں، نقاروں اور مرتبانوں سے منسوب تھے، بطلیموس کا خیال تھا کہ دم دار ستارے جنگوں، گرم موسموں اور پریشان کن حالات کے نقیب ہیں۔ قرون وسطیٰ میں دم دار ستاروں کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ وہ پرواز کرتی ہوئی صلیبوں کی شکل میں دکھائے گئے ہیں لیکن انہیں کن علامتوں کے طور پر استعمال کیا گیا ہے؟ یہ واضح نہیں ہے۔ ایک گرجہ گھر کے منتظم اور پادری، آندریاس سلقیاس نے ۱۵۷۰ھ میں دم دار ستاروں پر ایک مضمون تحریر کیا۔ جس کا عنوان تھا ''نیا دم دار ستارہ..... ایک دینی انتباہ'' یہ مضمون اپنے زمانے کے اس نقطہ نظر کو پیش کرتا ہے کہ دم دار ستارہ انسانی گناہوں کا کثیف دھواں ہے۔ تاہم اس خیال پر لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ اگر دم دار ستارے گناہ کا کثیف دھواں ہیں تو پھر افلاک کو مستقل شعلہ فشاں رہنا چاہیے۔ دم دار ستاے نظر آنے کا قدیم ترین حوالہ سب سے پہلے ۱۰۵۷ھ قبل مسیح میں چین کے شہزادے ہوائے نان کی کتاب میں ملتا ہے۔ بعدازاں ۶۶ھ بعد از مسیح میں ''ہیلے'' نامی دُم دار ستارے کا ظہور رہا۔ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ دم دار ستارے کسی نہ کسی بادشاہت کے زوال کا پیش خیمہ ہے، لہٰذا اُس بار اس ستارے کی آمد فاتح اعظم ولیم کو قبل از وقت فتح انگلستان پر اُکسانے کا موجب بنی ۱۳۰۱ھ میں جدید مصوری کے بانیوں میں سے ایک گاؤٹو نے ہیلے کے دم دار ستارے کی ایک جھلک دیکھی اور اسے اپنی ایک تصویر ''میلاد مسیح'' کے ایک مندر کا حصہ بنا دیا۔ ۱۴۶۶ھ میں ہیلے کا دُم دار ستارہ پھر نظر آیا، جس نے مسیحی یورپ کو بوکھلاہٹ میں مبتلا کر دیا۔ عیسائیوں کو ڈر تھا کہ خدا جو یہ دم دار ستارے بھیجتا ہے۔ ترکوں کا مددگار ہے جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے ہی قسطنطنیہ پر قبضہ کیا تھا۔ ۱۸۳۷ھ میں ایک دم دار ستارہ یورپ پر سے گزرا اس وقت فرانس میں شاہ لوئی اوّل حکمران تھا وہ اس سے اس قدر خوفزدہ ہوا کہ اس نے فوراً اپنے مشیران خاص اور شاہی نجومیوں کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے شاہ لوئی کو مشورہ دیا کہ پورے ملکوں میں عبادت گاہیں تعمیر کی جائیں اور شاہ خود بھی عبادت میں مصروف رہے۔ چنانچہ شالوئی نے فوری طور پر ملک

کے طول وعرض میں وسیع پیانے پر عبادت گاہوں کی تعمیر کا حکم دیا اور خود توبہ استغفار میں لگ گیا۔ سولہویں اور سترہویں صدی کے نمایاں ہیبت دان دم دار ستاروں سے بے حد دلچسپی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ نیوٹن بھی ان کے سحر میں مبتلا تھا جو ہانس کیلپر کے مطابق دمدار ستارے خلاء میں کچھ اس طرح تیرتے تھے جیسے ''مچھلیاں سمندر میں'' لیکن وہ سورج کی روشنی سے دور بھاگتے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دم ہمیشہ سورج کی مخالف سمت میں اشارہ کررہی ہوتی ہے۔ ڈیوڈ ہوم کا خیال تھا کہ ستارے نظام سیارگان کے پیداوار تسلسل کے خلیے کے نطفے ہیں اور سیارے کسی قسم کے بین السیاری جنسی عمل سے جنم لیتے ہیں عکسی دوربین کی ایجاد سے قبل نیوٹن جب طالب علم تھا لگاتار کئی راتیں جاگ کر فلک پر دم دار ستاروں کو تلاش کرتا تھا ٹانگو براہے اور جانس کیلپر کے بعد آئزک نیوٹن نے بھی یہ نتیجہ نکالا کہ ارسطو اور دوسرے افراد کے خیال کے برخلاف زمین سے نظر آنے والے دم دار ستارے ہمارے فضائی کرے میں داخل نہیں ہوتے بلکہ وہ چاند سے بھی زیادہ دور ہیں۔ تاہم مشتری کے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں اور وہ سیاروں کی طرح سورج کی منعکس روشنی سے چمکتے ہیں۔ اس نے لوگوں کے اس خیال کو غلط قرار دیا کہ دم ستارے بے حس وحرکت ستاروں کی طرح دور ہیں کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ سورج کی روشنی سے روشن نہ ہوتے اس نے یہ ثابت کیا کہ دم دار ستارے بھی سیاروں کی طرح بیضوی مدار میں سفر کررہے ہیں اور وہ ایک قسم کے سیارے ہیں۔ دم دار ستارہ ہر دور ہر زمانہ میں خوف وہراس پھیلاتا رہا۔ ہمیشہ سے لوگوں کا خیال رہا کہ دم دار ستارے کے نمودار ہونے سے بڑے پیانے پر تباہی اور بربادی آتی ہیں۔ دم دار ستارے کے ساتھ نحوست کا یہ تصور ۱۸۵۷ھ تک بہت راسخ رہا۔ ان دنوں نیوٹن کے ہم عصر ماہر فلکیات ایڈ منڈ ہیلے نے ان دم دار ستاروں کا باقاعدہ مشاہدہ شروع کردیا اور ان کے نمودار ہونے کے بارے میں سائنسی دلیل پیش کی. اور بتایا کہ دم دار ستارے دراصل خلاء میں چکر لگانے والے مختلف شہاب ثاقب کا مجموعہ ہیں اور ان کا نحوست زمین پر ہلاکت اور تباہی

وبربادی سے کوئی تعلق نہیں۔فضا میں بہت سے دم دار ستارے گردش میں ہیں۔ان میں سے بڑا اور نمایاں نظر آنے والا ''ہیلے'' ہے۔اس کا نام ایڈمنڈ ہیلے کے نام پر ہی رکھا گیا ہے۔گزشتہ صدی میں ۱۹۱۰ھ میں ''ہیلے'' ستارہ دوبارہ نمودار ہوگا۔دم دار ستاروں کے بارے میں عام سائنسی نظریہ یہ ہے کہ یہ تباہ شدہ خلائی چٹانوں پر مشتمل ہیں۔آبی برف تھوڑی سی میتھن برف اور کچھ امونیا برف زمینی فضا سے ٹکرا کر دم دار ستارے کا کوئی معمولی سا حصہ ایک چمک دار آتش گولا اور ایک بے حد طاقت ور جھٹکے کی لہر پیدا کر سکتا ہے جو جنگلات کو نذر آتش کر سکتی ہے اور دنیا میں اس کی آواز بھی سنی جا سکتی ہے دم دار ستارے بھی سورج کے گرد ہماری زمین اور دیگر سیاروں کی طرح اپنے اپنے مدار میں گردش کررہے ہیں اور یہ ہمارے نظام شمسی کے آخری حصے تک پائے جاتے ہیں۔ایک دم دار ستارہ تین اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔یا یوں کہئے کہ اس کے اعضاء جسمانی مرکزہ یعنی نیوکلیئس، سر اور دم ہوتے ہیں۔دُم دار ستارے کا سر عموماً مختلف خلائی اجزاء پتھروں چٹانوں اور منجمد گیسوں سے بنتا ہے جس کے نیچے اصل جسم یعنی مرکزہ ہوتا ہے جو کسی خلائی چٹان پر یا کسی سیارے کے ٹکڑے پر مشتمل ہوتا ہے جس پر منجمد گیوں پتھروں وغیرہ کی تہہ چڑھی ہوتی ہے۔اس طرح اس کا سر اور جسم تشکیل پاتا ہے دم بھی اس قسم کے اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے جو لاکھوں کلومیٹر طویل ہوتی ہے۔اس کی دُم کا اوسطاً قطر ۲،۵ا ھ کلومیٹر اور لمبائی دو لاکھ کلومیٹر تک ہوتی ہے۔اس کی دم کے اجزاء کے وزن کا اندازہ ۶۵ ارب ٹن لگایا ہے سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ کسی دُم دار ستارے کی عمر کا انحصار اس کی دم کی لمبائی پر ہوتا ہے کیونکہ اس کی امتیازی علامت یہی ہے ورنہ وہ بھی ایک معمولی اور غیر اہم سا خلائی جسم رہ جائے گا۔عام طور پر ایک دم دار ستارے کی اوسطاً عمر ۱۵۰ ملین سال ہوتی ہے اور وہ پانچ ارب سال میں اوسط درجے کا دم دار ستارہ بنتا ہے اس بناء پر ماہرین کا خیال ہے کہ ہیلے کے ستارے کی عمر تقریباً ۱۷ ارب سال ہے دم دار ستارہ اگر زمین کے نزدیک سے گزرے تو وہ موسم اور ماحول پر اثر انداز ہوسکتا ہے اور ریڈیائی نشریات متاثر

ہوسکتی ہیں۔سمندر میں گرنے کی صورت میں بحری مخلوق کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور کسی حد تک مدو جزر آسکتا ہے اسی طرح خشکی پر زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہوسکتی ہے۔

(روز نامہ جنگ میگزین، کراچی ۵ جنوری ۲۰۰۳ء)

فوتگیوں کی زیادتی

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی پاک حضور پر نور شافع محشر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ نشانیاں گن لے۔

(۱) میرا وصال

(۲) فتح بیت المقدس

(۳) موت کی کثرت جیسے بکریوں کا بیماری سے فوراً مر جانا۔

الحدیث (رواہ البخاری وابن ماجہ والحاکم فی المستدرک)

حل لغات:

الموتان: بضم الميم واسكان الواد على وزن بطلان بمعنى موت كثير الوقوع (نهاية) قصاص لغنم وبضم القاف وبالعين والصاد المهملتن

ان کے درمیان الف ہے کہ یہ بکریوں کی ایسی بیماری ہوتی ہے کہ جب انہیں پکڑتی ہے تو پھر ان کی موت میں کسی قسم کی دیر نہیں ہوتی اسی سے ہے "ضربہ فاقعصہ" اسے مارا تو اسے موت کی نیند سلا دیا یعنی اس جگہ پر مر گیا جہاں اسے مارا گیا۔

طاعون:

مذکورہ بالا موت کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں طاعون عمواس کی طرف ہے۔اس کے بعد طاعون الجارف اور طاعون کی بہتات اور وباؤں کی کثرت کے واقعات دنیا میں متعدد بلکہ بکثرت ہیں۔حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ نے اس موضوع پر بہترین تصنیف فرمائی ہے۔"ماروہ الواعون فی اخبار

الطاعون'' کے نام سے مشہور ہے۔

تقریر امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ:

اسلام میں مسلسل طاعون کی وباء پھیلی، حضرت ابن ابی حجلہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تالیف الطاعون میں فرمایا۔

(۱) سب سے پہلا طاعون حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس ۶ ھ میں مدائن میں ہوا اسے طاعون شیرویہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (حکاہ المدائنی)

لیکن معلوم نہ ہو سکا کہ کتنے لوگ مرے لیکن مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ اس طاعون سے کوئی مسلمان نہیں مرا تھا۔

فائدہ:

حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین طاعونوں سے بڑھ کر اور کوئی طاعون نہ ہوگا۔

(۱) طاعون ازمیر

(۲) طاعون عمواس

(۳) طاعون الجارف (ابن عساکر فی تاریخ دمشق)

فائدہ:

المدائنی نے فرمایا اسلام میں سب سے بڑے طاعون پانچ ہیں۔

(۱) طاعون شیرویہ مدائن میں حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں واقع ہوا

(۲) طاعون عمواس

(۳) طاعون الجارف

(۴) طاعون القیات

(۵) طاعون الاشراف

۲- طاعون عمواس بفتح العین المھملۃ وسکون المیم اور متحرک بھی آیا ہے واو مخففہ اس کے آخر میں لین، ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے اور ۱۷ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہا کے دور خلافت میں طاعون کی وباء آئی۔ بعض نے کہا یہ طاعون ۱۸ھ میں ہوا اور اس میں مسلمانوں کے لشکر سے پچیس ہزار افراد شہید ہوئے۔ بعض نے کہا وہ تیس ہزار تھے۔ بعض نے کہا کہ اس طاعون کا نام عمواس اسی لئے ہے کہ جتنی شہادت اہل اسلام کی اس میں ہوئی اور کسی طاعون میں نہ ہوئی۔ (حکاہ الحافظ ابن عبدالغنی المقدس)

فائدہ:

''مرآۃ الزمان'' میں ہے کہ ۱۸ھ میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے ملک شام میں شراب پینا عادت بنا ڈالی انہیں حضرت ابوعبیدہ نے بحکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ درے لگائے یعنی شرعی سزا دی اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی عادت شراب کی خبر سن کر فرمایا کہ اسی سال کوئی حادثہ ضرور ہوگا چنانچہ آپ کی پیش گوئی کے مطابق اسی سال ۱۸ھ میں طاعون واقع ہوا۔

فائدہ:

ہشام نے فرمایا کہ (ملک) شام میں طاعون کی وبا انہیں لوگوں کی شراب خوری کی وجہ سے پھوٹی تھی۔

طاعون عمواس میں مشاہیر صحابہ کرام شہداء رضی اللہ عنہم

طاعون عمواس میں مشاہیر صحابہ کرام شہداء رضی اللہ عنہم کے اسماء یہ ہیں۔

(i) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح

(ii) حضرت معاذ بن جبل

(iii) حضرت شرجیل بن حسنہ

(iv) حضرت یزید بن ابی سفیان (یہ حضرت امیر معاویہ کے بھائی ہیں)
(v) حضرت فضل بن عباس (رضی اللہ عنہ)

اولادِ صحابہ رضی اللہ عنہم طاعون کی لپیٹ میں

ابن کثیر نے کہا کہ اسی طاعون العارف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ستر اسی اور ابی بکرہ کی چالیس اولادیں فوت ہوئیں۔ (ابن جریر عن الواقدی)

فائدہ:

ابن کثیر نے کہا کہ یہ طاعون تین دن رہا پہلے دن ستر ہزار بصری مرے دوسرے دن اکہتر (۷۱) ہزار تیسرے دن تہتر (۷۳) ہزار مرے چوتھے دن بھی بہت سے لوگ فوت ہوئے۔ عوام میں سے چند لوگ بچے یہاں تک کہ اس دن امیر (حاکم اعلیٰ) کی ماں مری تو اس کا جنازہ اٹھانے والا کوئی نہ ملا۔

فائدہ:

صاحب المراۃ نے کہا اس طاعون میں اہل شام میں چند آدمی مرے۔

کتیہ کا دودھ پینے والا بچہ:

ایک مرد جس کی کنیت ابوالفضل تھی۔ اس میں طاعون کا زمانہ پایا تھا وہ کہتا ہے ہم طاعون کے دوران قبائل کا چکر لگاتے اور مردوں کو دفن کرتے تھے۔ جب مردے زیادہ ہو گئے اور ہم ان کے دفن کرنے سے عاجز آ گئے۔ پھر جس حویلی میں داخل ہوئے وہاں مردے ہی پڑے دیکھے۔ تو حویلی کا دروازہ بند کر دیتے ہم ایک حویلی میں داخل ہوئے وہاں کوئی بھی زندہ باقی نہ تھا۔ ہم نے اس کے دروازے بھی بند کر دیئے۔ جب وباء طاعون ختم ہوئی تو ہم گھروں کے اندر داخل ہوئے جن کے دروازے بند کر گئے تھے۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ سوائے ایک دودھ پیتے بچے کے جو گھر کے صحن میں تر و تازہ دودھ پیتا ملا ایسے محسوس ہوتا تھا گویا ابھی اس نے ماں کی گود سے فراغت پائی ہے۔ ہم اس بچے

کو دیکھ کر تعجب کر رہے تھے۔ کہ یہ کیسے بچ نکلا اور یہ کس کا دودھ پیتا ہے! اچانک ایک کتیا دیوار سے چھلانگ لگا کر بچے کو پناہ میں لینے لگی اور وہ بچہ بھی اس کی طرف اُچھلنے لگا یہاں تک کہ مزے سے اس کتیا کے پستانوں سے دودھ پیا۔

فائدہ:

معدی فرماتے ہیں کہ میں نے اس بچہ کو مسجد بصریٰ میں دیکھا جس کی داڑی قبضہ بر تھی۔ (کذا قال الحافظ ابونعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۳۰ھ)

حکایت:

مجھ سے حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبداللہ الغشی نے وہ روایت کرتے ہیں محمد بن سلام یحییٰ فرماتے ہیں کہ جب طاعون الجارف بصرہ میں واقع ہوا تو بہت سے لوگ مرنے لگے اور زندہ لوگ ان کے دفنانے سے عاجز آ گئے پھر درندے گھروں میں جا کر مرد و زن کو کھاتے، ۷۰ھ کی بات ہے۔ حضرت مصعب کی حکومت کا دور تھا۔ ان دنوں بد قسمتی سے ایک دن میں ستر ہزار نفوس موت کا لقمہ بنے، تمام لوگ مر گئے، صرف ایک بچی بچ گئی۔ باقی اس کے تمام افراد مر گئے بھیڑیئے کی کوک سن کر کہا۔

الا الھا الذئب المنادی بسحرۃ
ھلم انبك الذی قد بد الیا
بدالی الی قدیتمت وانی
بقیة قوم اورثونی المباکیا
ولا صبیرانی سوف اتبع من معنی
ویتبعی من بعدی من کان تالیا

۱۔ اے صبح کے وقت پکارنے والے بھیڑیئے، آؤ تمہیں خبر دوں جو مجھ پر ظاہر ہوا۔
۲۔ مجھ پر ظاہر ہوا کہ میں یتیم ہوگئی اور اپنی قوم کی بقیہ ہوں جو مجھے روتا چھوڑ گئے۔
۳۔ کوئی ڈر نہیں میں بھی گزر جانے والوں کے پیچھے جاؤں گی اور میرے پیچھے

آنے والے آئیں گے۔ (کتاب الاعتبار لابن ابی الدنیا)

حکایت:

محمد بن ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک طاعون زدہ اُتری اور آتے ہی اس کے تمام لوگ مر گئے۔ ان میں سے صرف بیمار بچی بچ گئی۔ جب مرض سے افاقہ پایا تو پوچھتی پھرتی تھی۔ ابو کہاں ہیں، امی کہاں ہیں، بہن کہاں ہے؟ اسے کہا گیا ابو مر گئے، تیری ماں مرگئی تیری بہن بھی مر گئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا، ولو لا الأ سی ماعشت فی الناس ساعۃ ولکن حتی نادیت جاوبنی مثلی۔ ''اگر کوئی غم نہ ہوتا لوگوں میں میں ایک لمحہ بھی نہ گزارتی لیکن جب پکاروں تو مجھے کون جواب دے گا۔'' (کذا قال ابن ابی الدنیا)۔

۷- حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ مصر میں ۶۶ھ میں طاعون واقع ہوا پھر پچاسی ہجری میں عبدالعزیز بن مروان کی سن وفات میں طاعون آیا، بعض نے کہا ۷۲ھ میں، بعض نے کہا ۷۴ھ میں، بعض نے کہا ۷۶ھ میں۔

۸- ملکِ شام میں ۷۹ھ میں طاعون واقع ہوا۔ (ذکرہ ابن جریر)

۹- طاعون الفتیات:

یہ طاعون ۸۷ھ میں ہوا اس کا نام الفتیات اس لئے ہے کہ اس میں زیادہ تر عورتوں میں دوشیزائیں نوجوان عورتیں مریں۔ ابو بکر النقر ادی کہتے ہیں کہ میری ماں کا بیان ہے کہ ہم لوگ طاعون الفتیات سے بھاگ کر سنام (علاقہ) کے قریب پہنچے ایک نوجوان دس بچوں سمیت طاعون سے بھاگا ہوا ہمارے قریب اُترا لیکن شومئی قسمت کہ تھوڑے دن گزرے کہ اس کے دسوں بچے مر گئے۔ وہ ان کی قبروں کے درمیان بیٹھ کر کہتا تھا۔

بنفسی فتیة هلکوا جمیعا لبرابیه محاورة سناما ۔ اقوال اذا ذکرت العهد منهم بنفس تاك اصداء وها ما ظم ارمثلهم هلکوا جمعیا ولم ارمثل هذا لعام عاما:

''مجھے اپنے نفس کی قسم کے کچھ نوجوان مقام رادیہ میں نیزے لگنے کی وجہ سے سب

ہلاک ہوگئے۔ میں کہتا ہوں جب ان کا زمانہ یاد کرتا ہوں تو یہ لوگ اس ساعت چیخ وپکار اور غم کی حالت میں ہوتے ہیں۔ پس میں نے اس کی مثل نہ دیکھا کہ سب کے سب ہلاک ہوگئے ہوں اور میں نے اس سال کی مثل کوئی سال بھی نہیں دیکھا۔''

وہ شخص مذکورہ بالا اشعار پڑھتا جو بھی سنتا وہ بھی رو پڑتا۔

حرمِ مکہ کو مباح کر لینا

۱۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہا جب کوفہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو آپ کو مخلصین نے نہ جانے کا مشورہ دیا اور بزرگوں نے نصیحت کی لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ (سیّدنا علی رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ مکہ معظّمہ کے حرم شریف کے اندر بے حرمتی کی اجازت دی جائے گی یاد رکھو مجھے۔ یہ زیادہ پسند ہے کہ میں حرم کے باہر بالشت کے مقدار شہید کرادیا جاؤں اسے کہ میں داخل حرم شہید کرایا جاؤں۔ (الحدیث)

تفصیل:

(۱) یہ بے حرمتی یزید پلید کے زمانے میں ہوئی جس کی تفصیل گزری۔

(۲) عبدالملک اموی کے دور میں جب کہ اس نے حجاج کو بھیجا کہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہا کو شہید کرے اور بیت اللہ کو گرادے۔

(۳) ابوطاہر قرمطی کے دور میں بھی بے حرمتی ہوئی اس کی بھی تفصیل گزری۔ اس کے بعد بھی کئی بار بے حرمتی مثلاً

(۴) سادات (اشراق) بنوالحسن کی ایک جماعت کو (حرم میں) شہید کرایا گیا یونہی۔

(۵) ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ سے پہلے ہوگا

(۶) آخر میں حبشہ کا دوسوکھی پنڈلیوں والا، وہ مکہ معظّمہ کی بے حرمتی کرے گا اور کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجادے گا۔

فتن سے حفاظت سے متعلقہ دعائیں

زندگی اور موت کے فتنوں سے پناہ مانگنے کے لئے درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم نورِ مجسم شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (درود شریف کے بعد) یہ دعا مانگا کرتے۔ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے مسیح دجال کے فتنہ سے، زندگی اور موت کے فتنوں سے گناہ اور قرض سے'' (بحوالہ بخاری ومسلم)

دنیاوی فتنوں سے متعلقہ دعا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: وہ ہمیں پانچ باتیں سکھاتے تھے اور کہتے تھے کہ رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔

''یا اللہ! میں بخل سے، نامردی سے، ذلیل عمر سے، دنیا کے فتنے سے اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (بحوالہ نسائی)

لحد کے فتنے اور نار سے حفاظت کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

''حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کثرت سے فرمایا کرتے تھے۔'' یا اللہ میں آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں نیز فتنہ فقر

کے شر سے اور فتنہ (غنیٰ) (دولت مندی) کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں''۔

فتن سے محفوظ رہنے کے اسباب

حضور سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں سے بچنے کے لئے جو راستہ ہمیں بتایا ہے۔ اس پر چل کر ہم بلاشبہ آنے والے فتنوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ باقی تمام تدبیریں اور تمام کوششیں ناکامی اور نامرادی کا راستہ ہیں: احادیث میں بیان کئے گئے فتنوں کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں،

(۱) انفرادی فتنے

(۲) اجتماعی فتنے انفرادی فتنے وہ ہیں جن کا تعلق انسان کی ذات سے ہے مثلاً بیوی بچوں کا فتنہ، مال اور جان کا فتنہ وغیرہ اجتماعی فتنے وہ ہیں جن کا تعلق پورے معاشرے سے ہے۔ مثلاً چوری، ڈاکہ، قتل، عریانی، فحاشی وغیرہ حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح کے فتنوں سے بچنے کا راستہ ہمیں بتا دیا ہے جس کا ہم الگ الگ ذکر کر رہے ہیں۔

انسان فتنوں کی لپیٹ میں

حضور سیّد دو عالم فخر بنی آدم مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: آدمی کے لئے اس کی بیوی، اس کا مال، اس کی جان، اس کی اولاد اور اس کے ہمسائے میں فتنہ ہے۔ (مسلم)

اچھے اعمال بخشش کا سبب

(یعنی یہ ساری چیزیں انسان کے لئے باعث آزمائش ہیں) نماز، روضہ، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان فتنوں کو مٹا دیتے ہیں یعنی انسان کو محفوظ رکھتے ہیں۔

فائدہ:

دنیا کی ہر چیز میں انسان کے لئے فتنہ اور آزمائش ہے خوشی، غمی، دکھ، سکھ، امارت، غربت، بیماری، کاروبار عہدہ آل واولاد۔ حتیٰ کہ اس کی جان میں بھی اس کے لئے آزمائش ہے۔

فائدہ:

انسان کے نیک اعمال نماز، روزہ صدقہ، خیرات، ادعیہ اذکار، تلاوت قرآن، والدین سے حسن سلوک، صلہ رحمی یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی، رزق حلال، کبیرہ گناہوں سے اجتناب، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ ان فتنوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ''بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں'' (سورہ ہود:۱۱۴)

حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزولِ سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث میں بھی یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ انسان کی نیکیاں بعض گناہوں کو اپنے آپ ختم کر دیتی ہیں۔ مثلاً ارشاد مبارک ہے۔ پانچ نمازیں جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان، درمیانی وقفے کے گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ (مسلم)

ایک حدیث میں ارشاد مبارک ہے: ''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔'' پس انفرادی فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے ہر انسان کو ان اعمال صالحہ کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھنی چاہئے کہ اس طرز عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہمیں ان فتنوں سے محفوظ رکھیں گے۔ انشاء اللہ!

فتنوں سے حفاظت کا ایک ذریعہ

کچھ فتنے ایسے ہوں گے جن کے دروازے پر آگ کی طرف بلانے والے کھڑے ہوں گے۔ اس وقت ان کا پکار پر لبیک کہنے کی بجائے تیرے لئے بہتر ہے کہ تو درخت

کی چھال چبا کر تنہائی میں جان دے دے۔ (ابن ماجہ)

مذکورہ بالا احادیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(i) اجتماعی فتنوں سے بچنے کے لئے انسان کو خواہ کیسی ہی تنگی تکلیف اور فاقہ کشی کی زندگی اختیار کرنی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

(ii) اجتماعی فتنوں سے بچنے کے لئے فتنوں کی جگہیں چھوڑ کر ایسی جگہ رہائش اختیار کرنی چاہئے جہاں فتنے نہ ہوں۔ (حوالہ علاماتِ قیامت 42-40)

حضور مختار کل کائنات کی خاص نصیحت

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضور سرور کون و مکاں سیّد انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایک فتنہ آئے گا جس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا۔ کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا۔ چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے۔ (بحوالہ ترمذی)

(i) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی خواتین کی سرینیں ذوالخصہ کے اردگرد حرکت نہ کرنے لگیں۔

(صحیح البخاری، الفتن 7116، صحیح مسلم، الفتن واشراط الساعۃ)

ذی الخصہ یمن میں ایک بت خانہ تھا (فتح الباری 8/71) اور دوس قبیلہ جاہلیت میں اس کی پوجا کرتا تھا۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قبیلہ دوس اور اس کے اردگرد رہنے والے ذی الخلصہ کے بارہ میں پھر فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے اور وہ شرک کی جاہلیت کی طرف پلٹ جائیں گے اور وہ اللہ کے سوا اس کی پوجا شروع کر دیں گے۔ شرک کی یہ فردعات بعض لوگوں میں پھیلنی شروع ہو گئی ہیں اور حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سچا ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔

عرب میں فتنہ

۲- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری امت کے قبائل بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں۔''

(احمد 350/5، 357، ابن ماجہ 3952، ترمذی 2219)

۳- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام سے روایت ہے کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے حاکموں کا سب سے زیادہ خوف ہے (کہ وہ دین کو بہت زیادہ نقصان پہنچائیں گے) میری اُمت کے بعض قبائل عنقریب بتوں کی عبادت شروع کر دیں گے اور بعض قبائل مشرکوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ قیامت سے پہلے تقریباً تیں دجال جھوٹے ظاہر ہوں گے جن میں ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ ان کی ہمیشہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مدد ہوتی رہے گی اور کوئی مخالف قوت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی، حتیٰ کہ اللہ کا امر (یعنی قیامت آجائے)

حوالہ ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب ما یکون من الفتن 3192/2)

۴- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''دن رات ختم نہیں ہوں گے جب تک لات اور عزیٰ کی عبادت (دوبارہ) نہ شروع ہو جائے'' میں نے عرض کیا یارسول اللہ نورِ مجسم سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں تو سمجھتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا: وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے باقی سارے ادیان پر غالب کر دے، خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو؟ (سورۃ توبہ:

33) تواب یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔آپ نورِ مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا ہوگا جب تک اللہ چاہے گا۔

(مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ ، باب لاتقوم الساعۃ حتی تعبد وس ذوالخلصۃ)

آدمی کی لان اور جانوروں کا کلام کرنا

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی:

(i) ''جب تک درندے انسانوں سے نہ بولیں گے''

(ii) ''اور جب تک انسان کے کوڑے کا اگلا حصہ''

(iii) ''اور جوتی کا تسمہ اس سے ہم کلام نہ ہوں گے''

(iv) ''اور جب تک اس کی ران اسے یہ نہ بتا دے گی کہ تیرے پیچھے تیرے گھر والوں نے یہ کام کیا ہے۔یعنی قیامت سے پہلے ایسا ہونا ضروری ہے۔

(جامع الترمذی الفتن 218، ابن حبان 318/14، ابن ابی شیبہ 664/8، البدایہ والنہایۃ 150/6، البزار 143/3).

جانور کا کلام

۲- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اٹھا کر چلتا بنا۔ چرواہے نے بھیڑیے کا تعاقب کیا اور اس سے بکری چھڑانے میں کامیاب ہوگیا۔بھیڑیا اپنے انداز میں بیٹھ کر کہنے لگا: تجھے اللہ کا خوف نہیں کہ تو مجھ سے ایسا رزق چھین رہا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرا مقدر ٹھہرا رکھا ہے؟ چرواہے نے تعجب بھرے انداز سے کہا: بھیڑیا! اور مجھ سے انسانوں کی طرح باتیں کر رہا ہے؟ بھیڑیے نے کہا: کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب بات کی خبر نہ دوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یثرب (مدینے) میں لوگوں کو ماضی کی باتوں سے آگاہ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر چرواہا فوراً بکریاں

ہانکتا ہوا مدینے جا پہنچا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا واقعہ سنایا آپ نبی کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے سچ کہا ہے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ درندے انسانوں سے باتیں کریں گے۔ آدمی کا کوڑا اور جوتے کا تسمہ اس سے ہم کلام ہوگا۔ علاوہ ازیں اس کی ران اسے اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر میں ہونے والی باتوں سے باخبر کرے گی۔ (ترمذی 2181 ابن ابی شیبہ، 101، شرح السنۃ 4177 البدایہ 151/6)

۳- ایک روایت میں ہے کہ وہ آدمی (چرواہا) یہودی تھا اور اس واقعہ کے بعد مسلمان ہو گیا۔ (احمد 404/2)

۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنے بیل پر بوجھ لادے جا رہا تھا بیل نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: ''میں اس مقصد کے لئے نہیں پیدا کیا گیا، بلکہ کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں'' لوگوں نے حیرانگی اور گھبراہٹ سے کہا سبحان اللہ تو حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو اس بات کو سچ سمجھتا ہوں (اور اس پر تعجب نہیں کرتا) ابوبکر اور عمر بھی اسے سچ کہتے ہیں۔ (مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی بکر صدیق)

بعض روایات میں گائے کا کلام کرنا بھی مذکور ہے، جیسا کہ بخاری میں ہے کہ ایک آدمی گائے پر سوار ہوا تو گائے کہنے لگی میں سواری کے لئے پیدا نہیں کی گئی بلکہ میں تو کھیتی باڑی کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ اس پر لوگوں نے تعجب خیز انداز میں سبحان اللہ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، ابوبکر اور عمر اس (گائے کے کلام) پر ایمان لاتے ہیں۔

حضور نبی کریم راحۃ العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک میں مسجد نبوی میں کھجور کے منبر کا تنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رمنا، پتھروں اور درختوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا، اونٹ کا آپ کے پاس آکر مالک کی شکایت کرنا۔ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں لیکن آخری زمانے میں حجر وشجر اور دیگر جماد ات

عام انسانوں سے کلام کریں گے جو قیامت کی علامات میں سے ہیں۔

لڑنے اور فرار ہونے کے فتنے کا ظاہر ہونا

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اس سے پہلے تین فتنے برپا ہو جائیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور بہت کثرت سے ان کا تذکرہ کیا۔ یہاں تک کہ فتنہ اخلاص کا ذکر کیا تو ایک کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ اخلاص کیا ہے؟ آپ حضور نبی کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھاگنا اور جنگ ہے۔ پھر اس کے بعد سرا کا فتنہ ہے، جس کا دھواں ایک ایسے آدمی کے تیر کے نیچے سے نکلے گا جو میرے اہل بیت والوں میں سے ہوگا۔ وہ یہ گمان کرے گا کہ وہ مجھ سے ہے، لیکن مجھ سے نہیں ہوگا اور بے شک میرے ولی دوست تو وہی ہیں جو متقی ہیں۔ پھر لوگ ایک شخص پر اعتبار کریں گے جیسے کہ سرین، پسلی کے اوپر، یعنی ایک کجی والے شخص پر اتفاق کریں گے۔ پھر وہیما کا فتنہ ہوگا اور اس اُمت میں کسی کو نہیں چھوڑے گا، مگر یہ کہ اسے ایک طمانچہ مارے گا جب لوگ کہیں گے کہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ اور بڑھے گا۔ اس میں آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگ دو خیموں کی طرف نہ ہو جائیں۔ ایک ایمان کا خیمہ ہوگا جس میں نفاق نہیں ہوگا اور دوسرا نفاق کا خیمہ، جس میں ایمان نہیں ہوگا۔ پس اگر تم اس وقت ہو تو اس دن یا اس سے اگلے دن دجال کا انتظار کرو۔ (ابوداؤد)

اللہ عزوجل کے ذکر کی برکت

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگوں نے سنا ہے کہ کوئی ایسا شہر ہے جس کا ایک کنارہ خشکی میں ہے اور ایک کنارہ دریا میں ہے۔ لوگوں نے کہا: جی ہاں رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ

علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے 70 ہزار مسلمان اس شہر میں جہاد کریں گے۔ جب یہ لوگ اس شہر کے پاس پہنچ کر پڑاوَ ڈالیں گے تو یہ ہتھیار سے جنگ کریں گے نہ کوئی تیر چلائیں گے۔ صرف لا الٰـہ الا اللہ و اللہ اکبـر کہیں گے تو اس شہر کے ایک قلعے کا کنارہ گر پڑے گا، پھر دوسری مرتبہ لا الٰـہ الا اللہ و اللہ اکبـر کہیں گے تو دوسرا کنارہ گر پڑے گا۔ پھر تیسری مرتبہ یہی کہیں گے تو قلعے کا پھاٹک کھل جائے گا اور یہ لوگ شہر میں داخل ہو کر مالِ غنیمت پائیں گے اور اس دوران میں یہ لوگ مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے" اچانک کوئی چیخ کر کہے گا کہ یقین مانو دجال نکل پڑا۔ یہ لوگ فوراً ہی ساری چیزوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس لوٹ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ 467/2)

یہ پیش گوئی ابھی پوری نہیں ہوئی غالباً امام مہدی کے ظہور کے بعد شام کے مسلمان یہ جہاد کریں گے اور یہ ان لوگوں کی کرامت ہوگی کہ نعرۂ تکبیر سے پورا قلعہ مسمار اور مفتوح ہو جائے گا اور یہ لوگ ایسے بہادر اور شیر دل مسلمان ہوں گے کہ دجال کے خروج کی خبر سن کر اس سے جنگ کرنے کے لئے اپنی بستیوں کی طرف لوٹ پڑیں گے۔ نہ فرار ہوں گے نہ مرعوب ہوں گے۔

اہل ایمان اور نصرانیوں کا میدان جنگ میں ملاق

(۱) حضرت یسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ایک مرتبہ کوفہ میں سرخ طوفان آیا تو ایک آدمی آیا جس کا تکیہ کلام یہی تھا کہ اے عبداللہ بن مسعود قیامت آ گئی۔ حضرت یسیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، (اتنی بات سن کر) سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ وراثت کی تقسیم ختم نہ ہو جائے اور مالِ غنیمت کے حصول میں کوئی خوشی نہ رہے۔ پھر ملک شام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ

کر کے فرمایا: دشمن مسلمانوں کے خلاف اور مسلمان اپنے دشمنوں کے خلاف یہاں جمع ہوں گے۔ (راوی کا بیان ہے کہ) میں نے کہا: آپ کی مراد رومی دشمن ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پھر اس وقت بہت لڑائی شروع ہو گئی، مسلمانوں کا ایک لشکر موت کی بیعت کرے گا اور کہے گا کہ ہم اور کہے گا کہ ہم غالب ہوئے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے، پھر لڑائی کریں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی اور دونوں گروہ بلا فتح واپس لوٹ جائیں گے اور جو لشکر لڑائی کے لئے بڑھا تھا وہ بالکل فنا ہو جائے گا۔ پھر (دوسرے دن) مسلمان موت کی شرط لگائیں گے کہ بلا فتح ہم واپس نہیں جائیں گے اور لڑائی کریں گے حتیٰ کہ رات ان کے درمیان حائل ہو جائے گی اور دونوں گروہ (یعنی مسلمان اور آدمی) بلا فتح واپس چلے جائیں گے جو لشکر لڑائی کے لئے بڑھا تھا وہ بالکل فنا ہو جائے گا۔ پھر (تیسرے دن) مسلمان موت اور فتح کی شرط پر نکلیں گے اور شام تک لڑیں گے، تو پھر دونوں گروہ بلا فتح واپس پلٹ جائیں گے اور جو لشکر لڑائی کے لئے بڑھا تھا۔ وہ بالکل فنا ہو جائے گا۔ پھر چوتھے دن باقی مسلمان رومیوں کی طرف بڑھیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دشمن کو مغلوب کریں گے اور وہ ایسی لڑائی کریں گے اس جیسی کسی نے دیکھی نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ پرندہ ان کی لاشوں پر سے گزرے گا مگر وہ مر کر گر جائے گا۔ ان کی لاشوں سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ ایک باپ کے اگر سو بیٹے ہوں گے تو واپسی پر ان میں سے صرف ایک ہی باقی ہوگا۔ پھر کس غنیمت پر خوشی ہوگی اور کون سی وراثت تقسیم کی جائے گی؟ دریں اثناء وہ اس سے بڑی بات سنیں گے کہ ایک منادی (یعنی شیطان) آواز بلند کرے گا کہ دجال تمہارے اہل وعیال میں آچکا ہے تو وہ لوگ سب کچھ وہیں چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے اور دس گھڑ سواروں کو تفتیش کے لئے بھیجیں گے۔ نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان کے اور ان کے آباؤ اجداد کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ خوب اچھی طرح پہچانتا ہوں اور یہ گھڑ سوار اس دن روئے زمین کے سب سے بہترین گھڑ سوار ہوں گے۔

(مسلم کتاب الفتن باب اقبال الروم فی کثرۃ القتل مند خروج الدجال 2899، حاکم 4/524 احمد 1/544)

۲- ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنگ عظیم قسطنطنیہ کی فتح اور خروج دجال (یہ تینوں کام صرف) سات ماہ میں ہوں گے۔

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی تواتر الملاحم 4295)

علاقہ قسطنطنیہ کی فتح

اس وقت کا شہر قسطنطنیہ قیامت آنے سے پہلے کافروں کے ہاتھ میں چلا جائے گا، پھر مسلمان اسے فتح کریں گے، یہ علامت ابھی باقی ہے۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ رومیوں کا لشکر مقام العماق یا مقام دابق (شام) میں پڑاؤ کرے گا تو ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے شہر (حلب یا دمشق) سے ایک لشکر نکلے گا جو اس دن اہل زمین کے سب سے بدترین لوگ ہوں گے۔ جب یہ لوگ صحبت نہیں کریں گے تو رومی کہیں گے کہ (اے مسلمانوں) تم ہمارے اور ان مسلمانوں کے درمیان راستہ خالی کردو جن لوگوں نے (جہاد کر کے) ہمارے آدمیوں کو گرفتار کرلیا ہے۔ ہم ان سے جنگ کریں گے۔ مسلمان کہیں گے کہ تمہیں خدا کی قسم! ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان راستہ خالی نہیں کریں گے۔ پھر یہ لوگ رومیوں سے جنگ کریں گے تو ایک تہائی مسلمان شکست کھا کر بھاگ جائیں گے، جن کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہیں فرمائے گا اور ایک تہائی مسلمان قتل ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام شہیدوں سے زیادہ افضل ہوں گے اور ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے یہ لوگ کبھی فتنوں میں مبتلا نہیں کئے جائیں گے۔ اور یہی لوگ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے اور اس دوران یہ لوگ اموال غنیمت کو تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواروں کو زیتون کے درختوں پر لٹکائے ہوئے ہوں گے کہ بالکل ہی ناگہاں شیطان چیخ کر اعلان کرے گا کہ مسیح دجال تمہارے پیچھے

تمہارے گھر والوں پر حملہ آور ہو گیا ہے۔ یہ سن کر لوگ اس جگہ سے نکل پڑیں گے۔ حالانکہ یہ خبر بالکل غلط ہوگی، لیکن جب یہ لوگ شام (بیت المقدس) میں پہنچیں گے تو اس وقت دجال نکلے گا۔ یہ لوگ دجال سے جنگ کرنے کے لئے صف آرائی کر رہے ہوں گے تو اس وقت نماز کی اقامت کہی جائے گی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور ان لوگوں کی امامت فرمائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کا دشمن (دجال) ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو چھوڑ دیئے تو پگھل کر ہلاک ہو جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل فرمائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزہ پر لگا ہوا دجال کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔

(مشکوٰۃ 466/2 باب الملاحم/مسلم، کتاب الفتن باب فی فتح قسطنطنیہ وخروج الدجال ونزول عیسیٰ ابن مریم 2897)

وضاحت (یاد رہے کہ اعماق اور دابق دو الگ الگ مقام ہیں جو شام کے مشہور شہر حلب کے قریب واقع ہیں۔ دونوں جگہوں میں سے کوئی ایک میدانِ جنگ بنے گا۔ ترکی آج کل مسلمانوں کے قبضے میں ہے جو آئندہ کسی وقت عیسائیوں کے قبضہ میں چلا جائے گا اور مسلمان قیامت سے پہلے اسے دوبارہ فتح کریں گے۔ استنبول کا پرانا نام قسطنطنیہ ہے۔ اس حدیث میں مسلمان جس شہر سے نکل کر رُومیوں سے جنگ کریں گے۔ اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ حدیث کے لفظ من المدینہ سے کون سا شہر مراد ہے؟ ابن الملک کا قول ہے کہ اس نے مراد حلب اور بعض شارحین حدیث نے فرمایا کہ اس سے مراد دمشق ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد مدینہ طیبہ ہے، لیکن از بار میں اس قول کو ضعیف بتایا ہے کیونکہ دوسری روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رومیوں سے لڑنے کے لئے نکلنے والا لشکر حضرت امام مہدی کا لشکر ہوگا اور ان دنوں مدینہ منورہ کی آبادی ویران ہو چکی ہو گی۔ (مرقات 159/5)

دجال کے خروج کا سبب قسطنطنیہ کی فتح

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینے) کی خرابی کا پیش خیمہ ہوگی، مدینے کی خرابی جنگوں کے آغاز کا سبب ہوگی۔ جنگوں کے آغاز کا انجام قسطنطنیہ کی فتح ہوگی اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج کا اعلان ہوگا۔ حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم نے فرمایا: تم جزیرہ العرب والوں سے لڑو گے اور اللہ تمہیں اس کا فاتح بنادے گا، پھر تم روم سے لڑو گے اور اللہ تمہیں اس کا فاتح بنادے گا۔ پھر تم دجال سے لڑو گے اور اللہ تمہیں اس پر بھی فتح دے گا پھر حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے کہا: اے جابر! ہمارے علم کے مطابق دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک روم فتح ہو جائے۔ اگرچہ 1453ء میں سلطان محمدؒ الفاتح کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہو چکا ہے' لیکن خروج دجال کے وقت دوبارہ مسلمان اسے فتح کریں گے جیسا کہ درج بالا دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قسطنطنیہ اور روما میں کون سا شہر پہلے فتح ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرقل کا علاقہ یعنی قسطنطنیہ پہلے فتح ہوگا۔

(احمد 234/2 دارمی 137/1 حاکم: کتاب الفتن والملاحم 468/4 الدر المنثور)

سمندری پہلے جیش کے لئے خوشخبری

بخاری اور مسلم وغیرہ میں ایک حدیث ہے کہ سیّدہ امّ احرام رضی اللہ عنہ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع کے بعد ایک روز کھانا تناول فرما کر قیلولہ کے لئے لیٹ گئے۔ سیّدہ ام احرام رضی اللہ عنہ (جو رشتہ میں آپ کی خالہ لگتی تھیں) نے آپ کا سر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس دوران آپ کو نیند آ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد سیّدہ ام احرام

رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سیّدہ احرام رضی اللہ عنہا نے مسکرانے کا سبب پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں جنگ وجہاد کے ارادہ سے اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے جنت واجب فرمادی ہے۔ سیّدہ ام احرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ میں بھی اس لشکر میں شامل ہوجاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور پھر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے کچھ دیر بعد آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا: مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری امت کا پہلا لشکر جو (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس کے لئے مغفرت کا پروانہ ہے۔ پہلے لشکر کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کا پہلا لشکر جو بحری لڑائی لڑے گا اس پر جنت واجب ہوگی۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: بخاری جلد ا ص 410، 904، 405، 403، 391، جلد 2، ص 930، 929/ مسلم 142/2/ اصابہ 8/223-224)

اول سمندری لشکر

تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلا مسلمانوں کا بحری لشکر اور بحری بیڑا بحر متوسط میں ڈالا گیا جس نے 28 ہجری میں سمندر کے سینہ کو چیر کر قبرص پر اسلامی علم بلند کیا۔ وہ لشکر سیّدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تھا۔

(عمدۃ القاری 14/198-165)

اس لشکر میں سیّدہ ام احرام رضی اللہ عنہا سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جیسے اکابرامت تھے۔

(اسد الغابہ 5/575)

واپسی پر سیّدہ امّ احرام رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہو رہی تھیں کہ خچر کے دبکنے سے

نیچے گر گئیں اور انتقال فرما گئیں۔

(بخاری 2/929۔1،391 عمدہ القادری 1198/14 ارشاد الساری 63/5)

چنانچہ سیّدہ احرام رضی اللہ عنہا کی قبر قبرص میں ہے اور وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک نیک اور پاک باز عورت کی قبر ہے۔ پیش گوئی کا پہلا حصہ تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ رسول اللہ نے اس پیش گوئی میں جہاں بحر روم کی لڑائیوں کی خبر دی اور قبرص وقسطنطنیہ کی فتح کا مژدہ سنایا وہاں مسلمانوں کے بحری بیڑے کے بارے میں بھی خبر سنائی چنانچہ یہ بحری بیڑا بھی سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قائم فرمایا اور یہ پانچ سو جنگی جہازوں پر مشتمل تھا۔ جس کے سامنے بازنطینی بیڑا تھا۔ (صفۃ الصوۃ 2/38)

آپ حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کے لئے بھی مغفرت کی بشارت دی جو مدینہ قیصر یعنی قسطنطنیہ پر لشکر کشی کریں گے۔ قسطنطنیہ مشرقی یورپ کا قلب تھا۔ اس کی فتح سے مسلمانوں کے لئے یورپ کی فتوحات کا دروازہ کھلتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اپنے بیٹے یزید کی زیر قیادت قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کی غرض سے ایک بحری لشکر بھیجا۔

(بخاری 1/401 حاشیہ ابن اثیر 3/1227 ارشاد الساری 5/104)

اس لشکر میں بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی شرکت فرمائی جن میں سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

(البدایہ النہایہ 8/151)

سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ وہیں وفات پا گئے چنانچہ ان کی قبر وہیں ہے اگر چہ اس وقت قسطنطنیہ فتح تو نہ ہوسکا لیکن چونکہ اس کی فتح کے بارے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی تھی کہ تم قسطنطنیہ فتح کرو گے۔ (مسلم 2/392، ترمذی کتاب الفتن)

ایک روایت میں ہے کہ بلاشک تم لوگ قسطنطنیہ فتح کرو گے تو اس کا حاکم کتنا اچھا حاکم ہوگا اور اس کو فتح کرنے والی فوج کیسی اچھی فوج ہوگی۔ اس کی فتح کے لئے کئی لوگوں نے کوشش کی۔ یزید بن معاویہ کے حملے کے بعد 79 ہجری مطابق 15 اکتوبر 715ء کو سلیمان بن عبدالملک نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی پھر ہارون الرشید نے 782ء میں اس پر حملہ کا ارادہ کیا۔ اس مرتبہ ملک آرین نے خراج ادا کرنے پر صلح کرلی۔ بایزید اوّل 1936ء میں اس شہر کا محاصرہ کیا جو چند ماہ جاری رہا لیکن اس کو بھی اس کے فتح کرنے میں کامیابی نہ ہوئی پھر جون 1422ء میں مراد ثانی نے اس شہر کا محاصرہ کیا لیکن وہ بھی بے سود رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی فتح مراد ثانی کے فرزند محمد ثانی کے نام مقدر کی ہوئی تھی۔ چنانچہ محمد ثانی نے 9 اپریل 1453ء میں اس شہر کا محاصرہ کیا جو 29 مئی 1453ء کو ختم ہوا۔ حملہ کا خاص زور شہر کی خشکی کی طرف تھا۔ چنانچہ محاصرہ کرنے والوں نے بھاری گولہ باری سے فصیل کا بڑا حصہ منہدم کردیا اور اس شہر کو فتح کر لیا۔ اس سے پہلے جتنے حملے تھے۔ ان سے اس شہر کی مضبوط فصیل فتح سے بچاتی رہی۔ جب محمد ثانی نے اپنی منجنیقوں سے بڑے بڑے گولے برسا کر اس کی فصیل کو منہدم کردیا تو یہ شہر فتح ہوگیا۔ اسی روز سے سلطان محمد ثانی کا نام سلطان محمد فاتح پڑ گیا، مؤرخین بتاتے ہیں کہ یہ بوسنیا کا رہنے والا تھا اس محاصرے کے دوران دو اہم حادثے خاص شہرت حاصل کرگئے۔ ان میں ایک تو ترکی بیڑے کا راستہ شاخ زرّیں میں جو ایک بھاری آہنی زنجیر کے ذریعے بند کردی گئی تھی۔ اس طرح داخل ہوجانا کہ اسے زمین پر گھسیٹ کر شاخ زرّیں میں پہنچایا گیا اور دوسرا شیخ شمس الدین کا سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا دریافت کرنا احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دجال کے خروج سے قبل مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کریں گے اور یہ فتح رومیوں کے ساتھ بڑی جنگ کے بعد ہوگی جب مسلمان رومیوں کو شکست دیں تو اس کے بعد وہ پھر قسطنطنیہ کا رخ کریں گے اور اللہ تعالیٰ بغیر کسی جنگ کے مسلمانوں کے ہاتھوں اس شہر کو فتح کردیں

گے۔اس فتح میں مسلمانوں کا سب سے بڑا ہتھیار توپ وتفنگ نہیں ہوگا بلکہ تکبیر اور تہلیل ہوگا۔

فوائد:

(۱) روم کو روما سے موسوم کیا جاتا ہے جو موجودہ دور میں اٹلی کا دارالحکومت ہے۔

(۲) قیامت کی مذکورہ نشانی تا حال ظاہر نہیں ہوئی لیکن ہمارا ایمان ہے کہ جس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری پیشگوئیوں کے مطابق روم وایران، مصر وشام وغیرہ فتح ہوئے۔اسی طرح روما بھی فتح ہوگا۔انشاءاللہ

۳- روما قسطنطنیہ کی دوبارہ فتح کے بعد فتح ہوگا۔

(احمد 234/2 دارمی: باب من رخص فی کتابۃ العلم 486 حاکم 468/4 الدرالمنثور 606/6 السلسلۃ الصحیحۃ 33/4)

مجاہدین کے نعروں سے قسطنطنیہ کا فتح ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کیا تم نے کسی ایسے شہر کے بارے میں سنا ہے جس کے ایک طرف سمندر اور دوسری طرف جنگل ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ستر ہزار آدمی اس شہر کے لوگوں سے جنگ نہیں کرلیں گے چنانچہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے وہ لوگ (جنگ کے ارادے سے) اس شہر میں آئیں گے تو اس شہر کے باہر (نواحی علاقے میں) پڑاؤ ڈالیں گے۔(اور شہر کا محاصرہ کرلیں گے) لیکن وہ لوگ شہر والوں سے ہتھیاروں کے ذریعے جنگ نہیں کریں گے اور نہ ان کی طرف تیر پھینکیں گے بلکہ **لا الہ الا اللہ واللہ اکبر** کا نعرہ بلند کریں گے اور شہر کے دو طرف کی دیواروں میں سے ایک دیوار گر پڑے گی۔

(اس موقع پر) حدیث کے راوی ثور ابن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے

کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہاں سمندر کی جانب والی دیوار کہا تھا۔اس کے بعد حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ پھر وہ لوگ دوسری مرتبہ **لا الہ الا اللہ واللہ اکبر** کا نعرہ لگائیں گے تو شہر کی دوسری جانب والی دیوار بھی گر پڑے گی۔اس کے بعد وہ لوگ تیسری مرتبہ **لا الـہ الا اللہ واللہ اکبر** کا نعرہ بلند کریں گے تو ان کے لئے شہر میں داخل ہونے کا راستہ کشادہ ہو جائے گا اور وہ شہر میں داخل ہو جائیں گے پھر وہ مالِ غنیمت جمع کریں گے اور اس مالِ غنیمت کو آپس میں تقسیم کر رہے ہوں گے کہ اچانک یہ آواز آئے گی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دجال نکل آیا ہے چنانچہ وہ سب کچھ چھوڑ کر (دجال سے لڑنے کے لئے) واپس لوٹ آئیں گے۔(مسلم4/2238)

جن احادیث میں شہروں کے دروازے اور دیواروں کا ذکر ہے تو دیواروں سے مراد حقیقی دیوار بھی ہو سکتی ہے اور اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ دیوار سے مراد اس شہر کا دفاعی نظام ہو۔اسی طرح دیواروں سے مراد اس شہر میں داخل ہونے والے راستے بھی ہو سکتے ہیں۔(حوالہ تیسری جنگ عظیم اور دجال)

اشجار اور احجار کا کلام کرنا

یہودی اتنی عجیب قوم ہے کہ ایسی کمزور ایمان والی قوم ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی کیونکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کے معجزے سے دریا میں 12 راستے بنائے تو اتنے بڑے معجزے کو دیکھ کر یہودی قوم نے دریا کے پار کچھ لوگوں کو گائے کی پوجا کرتے دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہمارے لئے بھی اس جیسا خدا بنا دیں۔

اس طرح ایک یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا رب سونے کا بنا ہوا ہے یا چاندی کا؟ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اُترے اور ایک تھپڑ مار کر اس گستاخ کا خاتمہ کر دیا۔قیامت سے پہلے یہودی دجال کے ساتھیوں میں سے ہوں گے۔اس وقت مسلمانوں کو دجال پر فتح ملے گی تو وہ یہودیوں کا

قتل عام کریں گے یہ قتال آخری زمانے میں ہوگا جس میں مسلمان نفرت پائیں گے سو اس وقت درخت اور پتھر بھی بول پڑیں گے اور کہیں گے: اے مسلم! اے عبداللہ! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، آ اور اسے قتل کر دے۔ اس وقت شجر و حجر مسلمانوں کے ساتھ بڑے مہربان اور نرم دل ہوں گے۔ یہ ان کی تائید اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت ہوگی۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک زمانے میں تم یہودیوں سے جنگ کرو گے اور تم یہودیوں پر غلبہ پاؤ گے۔ (اور جب کوئی یہودی کسی پتھر کی آڑ میں چھپے گا) تو وہ پتھر کہے گا۔ اے مسلم! یہ دیکھو یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، دوڑو اسے قتل کر دو۔''

(متفق علیہ) صحیح البخاری، المناقب 3593، صحیح مسلم الفتن 2921ء)

شجر و حجر کا کلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ سوائے غرقد کے درخت کے جو کہ یہودیوں کا درخت ہے۔ وہ کلام نہیں کرے گا۔

شجر غرقد اور اہل یہود

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم نورِ مجسم سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے اور ان یہودیوں کو مسلمان قتل کر دیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپے گا تو وہ پتھر اور درخت پکارے گا: ''اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی ہے تو آ جا! اور اس کو قتل کر ڈال۔ سوائے بجز غرقد کے درخت کے کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

(مشکوٰۃ 466/2)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قتل عام میں یہودیوں کو کہیں بھی پناہ نہیں ملے

گی۔ ہاں صرف ایک درخت جس کا نام غرقد ہے اس کی آڑ میں یہودیوں کو پناہ مل سکے گی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غرقد ایک خاردار جنگلی درخت ہے اور اس درخت کو یہودیوں سے کیا مناسبت ہے اور کون سا خاص تعلق ہے اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (اشعۃ اللمعات 157/4)

قیامت کی یہ نشانی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی ہے، بلکہ بعض اکائیوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دجال کے نکلنے کے بعد یہودی دجال کی فوجوں میں شامل ہو کر مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔ ان یہودیوں کا یہ حال ہو گا کہ مسلمان ان کا قتل عام کریں گے اور یہودیوں کو غرقد درخت کی آڑ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ (مرقات 157/5)

غرقد درخت کے بارے میں: یاد رہے کہ غرقد کے کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کی طرف عام طور پر پایا جاتا ہے اور یہودی اسے اپنا قومی درخت سمجھتے ہیں۔ غرقد کا درخت کانٹے دار جھاڑی نما ہوتا ہے جو کہ بنجر زمین میں اگتا ہے۔ اس درخت کو زمانہ قدیم سے ہی انسان کے لئے نقصان دہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ انگلش میں اس کو باکس تھرون کہتے ہیں جبکہ اس کا نباتاتی نام الائیسم ہے۔

میرے شہر کی ویرانی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بیت المقدس کا (بربادی کے بعد) آباد ہونا مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی جنگ عظیم کا نکلنا ہے اور جنگ عظیم کا نکلنا قسطنطنیہ کا فتح ہونا ہے اور فتح قسطنطنیہ دجال کا نکلنا ہے۔ (ابوداؤد 242/2 مطبع مجتبائی)

تشریح: حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ان تمام واقعات کا ظہور یکے بعد دیگرے آگے پیچھے ہو گا اور قیامت سے پہلے ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی آبادی ویران ہو جائے گی۔ چنانچہ اس بارے میں طبرانی کی ایک حدیث ہے کہ مدینہ کی آبادی بڑھ کر مسلع کے پہاڑ

تک پہنچ جائے گی، پھر مدینہ منورہ میں ایسا وقت بھی آئے گا کہ مسافروں کی جماعت اس شہر کے اطراف سے گزرے گی۔ تو یہ کہے گی کہ کبھی اس جگہ کوئی آبادی تھی کیونکہ عرصہ دراز تک ویران ہوتے ہوئے اس کے نشانات وآثار مٹ چکے ہوں گے۔

(حجۃ اللہ 843/2)

ابھی تک یہ نشانی عالم وجود میں نہیں آئی۔

کتا مسجد میں

ایک حدیث میں ہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مدینہ کو اچھی حالت میں چھوڑ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ کتا یا بھیڑیا مسجد میں داخل ہوگا اور کسی ستون یا منبر پر پیشاب کرے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے میں مدینے کے پھل کس کے کام آئیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پرندے اور درندے کھائیں گے۔ (المؤطا للامام مالک 392/2)

میرے شہر میں خطرناک جانور

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ مدینہ منورہ کو خیر اور بھلائی پر چھوڑ جاؤ گے۔ پھر (آخری وقت میں ایسا اُجاڑ بیاباں ہوگا کہ) وہاں وحشی جانور، درندے اور چرندے بسنے لگیں گے۔ (قیامت کے قریب) قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے مدینہ منورہ اپنی بکریاں لینے آئیں گے تو وہاں (بکریوں کے بجائے) سب کے سب وحشی جانور ہی پائیں گے (چنانچہ واپس پلٹ جائیں گے) جب ثنیۃ الوداع کی گھاٹی میں پہنچیں گے تو (وحشت کی وجہ سے یا قیامت قائم ہونے کی وجہ سے) منہ کے بل گر پڑیں گے اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ (کتاب الفضائل المدینۃ المنورہ باب من رغب عن المدینۃ)

ویرانی کی وضاحت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار مدینہ فیض گنجینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی دراصل مدینہ کی بربادی ہوگی۔ مدینہ کی بربادی ہوئی تو عظیم معرکہ شروع ہو جائے گا۔ وہ معرکہ شروع ہوا تو قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا اور جب قسطنطنیہ فتح ہو گیا تو پھر جلد ہی دجال ظاہر ہو جائے گا یہ کہہ کر سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اس شخص کی ران یا کندھے پر مارا جسے حدیث بیان کر رہے تھے: اور فرمایا: یہ بات اسی طرح برحق ہے جس طرح تمہاری یہاں موجودگی اٹل ہے۔ یثرب سے مراد مدینہ منورہ ہے اور اس کی بربادی سے مراد اس کا اپنے باشندوں اور زائرین سے خالی ہو جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، الملاحم 4294)

حضورِ مختارِ کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ دکھ

حضرت سفیان بن ابی زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنا کہ یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے اور جوان کی بات مان جائیں گے ان کو سوار کر کے مدینہ سے (واپس یمن کو) لے جائیں گے۔ کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا۔ پھر شام فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جوان کی بات مانیں گے اپنے ساتھ (شام واپس) لے جائیں گے۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی بہتر تھا۔ پھر عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی بات مانیں گے، سوار کر کے (عراق واپس) لے جائیں گے۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا۔

(بخاری، کتاب فضائل المدینہ باب من رغب عن المدینہ 1875، مسلم 1388 احمد 5/9-278)

ان احادیث میں جن حوادثات کا بیان ہوا ہے یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ بیت المقدس کی آبادی، یعنی یہاں آبادی کا کثرت سے پھیل جانا اور کثرت کے ساتھ عمارتیں تعمیر ہونے کی وجہ سے شہر کا حدود اربعہ بڑھ جانا اور لوگوں کا یہاں پر رہائش اختیار کرنے کو ترجیح دینا، یہ بیت المقدس کی آبادی ہے۔

ایمان فقط میرے پیارے شہر میں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ وقت قریب ہے کہ عراق والوں کے پاس روپے اور غلہ آنے پر پابندی لگا دی جائے گی۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ پابندی کس کی جانب سے ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ عجمیوں کی جانب سے پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب اہل شام پر بھی پابندی لگا دی جائے گی پھر پوچھا گیا کہ یہ رکاوٹ کس کی جانب سے ہوگی؟ فرمایا اہل روم (مغرب والوں) کی طرف سے۔ پھر فرمایا حضور سیّد دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو مال کپ بھر بھر کے دے گا اور شمار نہیں کرے گا نیز حضور سرورِ کون و مکاں سیّد انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً اسلام اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹے گا جس طرح کہ ابتداء مدینہ سے ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ ایمان صرف مدینہ میں رہ جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مدینہ سے جب بھی کوئی بے رغبتی کی بنا پر نکل جائے گا تو اللہ اس سے بہتر کو وہاں آباد کر دے گا کچھ لوگ سنیں گے کہ فلاں جگہ پر ارزانی اور باغ و زراعت کو فراوانی ہے تو مدینہ چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں گے حالانکہ ان کے واسطے مدینہ ہی بہتر تھا کہ وہ اس بات کو جانتے نہیں۔ (مستدرک حاکم 456/4)

وضاحت

عراق پر پابندی کی پیشن گوئی مکمل ہو چکی ہے سوائے ایمان والو! اب کس بات کا

انتظار ہے؟

وضاحت

مدینہ میں کوئی منافق نہیں رہ سکے گا، صرف وہی لوگ وہاں رہ جائیں گے جو اللہ کے دین کی خاطر جان دینے کی ہمت رکھتے ہوں گے۔

مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب دجال مدینہ کے باہر آئے گا اور اپنا گرز مارے گا تو اس وقت مدینہ کو تین جھٹکے لگیں گے جس سے ڈر کر کمزور ایمان والے مدینہ سے نکل کر کفار کے ساتھ مل جائیں گے۔

حضرت ابونضرہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ قریب ہے وہ وقت جب اہل شام کے پاس نہ دینار لائے جاسکیں گے اور نہ ہی غلہ...... ہم نے پوچھا یہ بندش کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رومیوں کی طرف سے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آخری اُمت میں خلیفہ ہوگا جو مال کپ بھر بھر کر دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ (مسلم 395/2)

حضرت ابوصالح تابع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مصر پر بھی پابندیاں لگائی جائیں گی۔ (مسلم شریف 2896، ابوداؤد 3035)

قتل وغارت کا عام ہونا

دنیا کے خاتمہ سے قبل مسلمانوں کی آپس میں خانہ جنگی ہوگی جس سے مسلمان گھٹ جائیں گے۔ اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر قیامت کی ایک نشانی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت سے قبل رومی (عیسائی) بڑھ جائیں گے اور مسلمان گھٹ جائیں گے۔ شاید ایسا مسلمانوں کی آپس کی لڑائی کی وجہ ہو۔

واللہ اعلم!

دونوں آگ میں

ماضی قریب میں ایران وعراق کوامریکہ نے دس سال تک لڑایا، اورامریکہ دونوں کو اپنا اسلحہ بیچ کر فائدہ اٹھاتا رہا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، دنیا ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایک دن آئے گا کہ قاتل کوعلم نہیں ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کوعلم نہیں ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یہ کیسے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کثرت خون ریزی کی وجہ سے (اور یوں) قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔ (بحوالہ مسلم)

قاتل اور مقتول دونوں اس صورت میں جہنم میں جائیں گے جب دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنا چاہتے ہوں۔ قتل کرنے والے کا جہنم میں جانا اس لئے ہوگا کہ اس نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے، لیکن قتل ہونے والے کو اس لئے جہنم میں داخل کیا جائے گا کہ وہ بھی چاہتا تھا کہ میں قتل کروں گا، لیکن اسے فرصت نہ مل سکی اور اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ رزق وقتل کی حرص مصمم ارادہ کی سزا ملے گی۔

اہل ایمان کی آپس میں قتل وغارت گری

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا ہے تو میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھا، میری حکومت کا پھیلاؤ وہاں تک ہوگا جہاں تک میرے لئے اسے سمیٹ دیا گیا ہے اور مجھ کو سرخ اور سفید دو خزانے ملے۔ مین نے دعا کی: اے میرے پروردگار! میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرنا اور ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط نہ کرنا کہ ان کی جڑ ہی کاٹ دیں۔ میرے پروردگار نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میں کوئی فیصلہ کرلیتا ہوں تو وہ رد نہیں کیا جاتا۔ (میں نے تیری دعائیں قبول کیں) میں تیری

اُمت کو عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا، اور نہ ہی ان پر ان کے علاوہ کسی اور دشمن کو مسلط کروں گا جو ان کی جڑیں کاٹ دے، چاہے ساری دنیا تمہاری دشمن بن کر تم پر حملہ آور ہو، اگرچہ یہ بات ضرور ہوگی کہ خود مسلمان ایک دوسرے کو قتل اور قید کریں گے۔

دنیا کے اختتام کی علامت

فائدہ:

مجھ کو سرخ اور سفید دو خزانے ملے، ظاہر تو اس سے سونا اور چاندی ہے لیکن زیادہ مشابہ یہ بات ہے کہ اس سے قیصر و کسریٰ کے خزانے، محل اور شہر مراد ہیں۔ اس مفہوم کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسریٰ (ایران کا بادشاہ) مرگیا، اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر (روم کا بادشاہ) مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ یہ دونوں ملک مسلمان فتح کرلیں گے۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور بالضرور ان دونوں کے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے)۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل 7328)

اس زمانے میں فارس (ایران) کے بادشاہ کا لقب خسرو یا کسریٰ ہوتا تھا۔ جیسا کہ روم کے بادشاہ کو قیصر، چین کے بادشاہ کو خاقان، مصر کے بادشاہ کو فرعون یمن کے بادشاہ کو تبع اور حبش کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سنا رسول اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے البتہ مسلمانوں کی یا مومنوں کی (راوی کو شک ہے) ایک جماعت خزانے کو کھولے گی جو سفید محل میں ہیں قتیبہ کی روایت میں ہے۔ بغیر شک کے الفاظ یہ ہیں کہ مسلمانوں کی جماعت...... (صحیح مسلم کتاب الفتن، باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل 7331)

ابیض ایک محل کا نام ہے جو مدائن میں واقع ہے جس کو اہل فارس سفید کوشک کہا کرتے تھے اس شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہونے کے بعد اس محل کی جگہ ایک مسجد بنائی جواب بھی موجود ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کے خزانے کے برآمد ہونے کے بارے میں جو پیش گوئی فرمائی تھی، وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پوری ہوئی اور فاتح مسلمانوں نے اس خزانے کو نکالا تو معلوم ہوا کہ کنز ابیض کسریٰ کا خزانہ ہے اور کنز احمر قیصر کا خزانہ ہے۔

کس دعا میں تاخیر کی گئی

میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرنا۔ اس حدیث کی وضاحت صحیح مسلم کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عالیہ سے آئے (عالیہ وہ گاؤں ہیں جو مدینہ سے باہر واقع ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی معاویہ کی مسجد پر گزرے اس میں گئے اور دو رکعتیں (نماز) پڑھی ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے بڑی دیر تک اپنے پروردگار سے دعا کی پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگیں لیکن اس میں سے دو دعائیں قبول کی گئیں اور ایک قبول نہیں کی جس نے اپنے رب سے یہ دعا کی:

(۱) میری اُمت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرنا تو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا

(۲) اور میں نے دعا کی کہ میری اُمت کو پانی میں ڈبو کر نہ مارنا تو قبول کی اور میں نے دعا کی خود مسلمان آپس میں نہ لڑیں تو اس کو قبول نہیں کیا گیا۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن باب ہلاک ہذا الامۃ بعضہم ببعض 7258)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ آپ نے ان کا بہت ہی زیادہ تذکرہ

فرمایا یہاں تک کہ آپ نے فتنہ احلاص کا ذکر فرمایا۔ کسی نے پوچھا وہ فتنہ احلاص کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حرب اور ھرب یعنی بھاگنا اور لڑنا ہے۔ ھرب کا معنی ہے بھاگنا بعض لوگوں میں اتنی عداوت اور لڑائیاں ہوں گی کہ وہ ایک دوسرے سے بھاگیں گے ایک دوسرے سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں کو دشمن سمجھیں گے۔ حرب کا معنی ہے لڑائی یعنی ایک دوسرے کا مال ناحق لے لیں گے۔ دوسرے کے اہل وعیال کو ناحق ستائیں گے۔ دوسروں کی بیویاں اغوا کر کے لے جائیں گے۔ اس لئے ان کے درمیان لڑائی ہوتی رہے گی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ سراء کا ذکر فرمایا۔ سراء کا معنی ہے۔ خوش ہونا یعنی یہ مسلمان آپس میں لڑیں گے اور دوسری قومیں ان کے اس حال کو دیکھ کر خوش ہوں گی اور اسی طرح یہ اپنے مال ودولت اور عیش وعشرت کے زیادہ اسباب مہیا ہونے کی وجہ سے خوش ہو کر گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ یہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ (حوالہ مشکوٰۃ کتاب الفتن)

کس چیز کی قلت ہوگی

طبرانی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے:

جو سال بھی آئے گا اس میں خیر (بھلائی) کم ہوتی چلی جائے گی۔ اور شر (فساد) بڑھتا چلا جائے گا۔ (مرقات 122/10)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھے اپنی اُمت کے گمراہ کرنے والے اماموں پر خوف ہے اور میری اُمت میں جب ایک مرتبہ تلوار چل جائے گی تو اسے ان سے نہیں اٹھایا جا سکے گا۔

وضاحت

(۱) عراق ایران جنگ میں دس لاکھ انسانی جانیں گئیں۔

(۲) ویت نام کی جنگ میں تین لاکھ افراد مارے گئے۔

(۳) روسی خانہ جنگی میں ایک کروڑ آدمی جان سے گئے۔
(۴) پہلی جنگ عظیم میں ڈیڑھ کروڑ انسانوں کو قتل کیا گیا۔
(۵) دوسری جنگ عظیم میں ساڑھے پانچ کروڑ افراد لقمہ اجل بنے۔
(۶) اسپین کی خانہ جنگی ایک کروڑ بیس لاکھ انسانوں کا خون پی گئی۔
(۷) عراق پر استعماری قبضے کے دوران دس لاکھ لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

خوشخبری پانے والے کون

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام اجنبیت اور بیگانگی (کسمپرسی) کی حالت میں ظاہر ہوا تھا (کہ اس سے لوگ بھاگتے تھے اور کوئی کوئی قبول کر لیتا تھا) اور عنقریب پھر بیگانہ ہو جائے گا جیسا کہ شروع میں تھا (چنانچہ اسلام پر عمل کرنے والا کوئی کوئی ہی ملے گا پھر فرمایا سو ایسے لوگوں کو خوشخبری ہو جو اسلام پر چلنے کی وجہ سے بے گانے شمار ہوں۔ (مسلم)

جب حضور پر نور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو اسے شروع شروع میں چند لوگوں نے ہی قبول کیا اور اسلام کو عموماً لوگوں نے کوئی غیر مانوس اور اجنبی چیز سمجھا حتیٰ کہ اسلام قبول کرنے والوں کو بد دین کہا گیا اور ان کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔

زمین والوں میں برے ترین لوگ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہے گا اور قرآن کی صرف رسم باقی رہ جائے گی۔ ان کی مسجدیں (نقش ونگار، ٹائیل برقی پنکھوں وغیرہ) سے آباد ہوں گی اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے زیادہ برے ہوں گے۔ ان علماء سے فتنے پیدا ہوں گے اور پھر ان

میں واپس آ جائیں گے۔ (بیہقی) اسلام کا صرف نام باقی رہے گا یعنی اسلامی چیزوں کے نام ہی لوگوں میں رہ جائیں گے اور ان کی حقیقت باقی نہ رہے گی۔ جیسا کہ آج کل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کے بس نام ہی باقی ہیں اور ان کی حقیقت اور روح اور ادائیگی کے وہ طریقے اور کیفیتیں باقی نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور کروڑوں مسلمان ان سے کورے ہیں۔ قرآن شریف صرف اسماء ہی پڑھا جاتا ہے اس کے الفاظ اور خوش الحانی کا تو خیال ہے مگر اس کے معانی پر غور کرنا اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا تو مسلمان کے تصور میں بھی نہیں رہا۔ مسجدیں زیب وزینت سے خوب آراستہ ہیں، دلکش فرش، قیمتی غالیچے دیدہ زیب فانوس آرام وراحت کی چیزیں مسجدوں میں موجود ہیں مگر ہدایت سے خالی ہیں۔ مسجدوں میں دنیا کی باتیں طعنے غیبتیں، بے دھڑک ہوتی ہیں اور امام ومؤذن تو مسجدوں کو گھر ہی سمجھتے ہیں۔

علماء کے بارے میں جو یہ ارشاد فرمایا کہ قیامت سے قبل علماء سے فتنے نکلیں گے اور ان میں واپس آ جائیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء بگڑ جائیں گے اور رشد وہدایت چھوڑ دیں گے تو عالم میں فساد ہوگا اور پھر اس کی زد میں علماء بھی آ جائیں گے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ علماء دنیاداروں اور ظالموں کی مدد کریں گے اور پیسے اینٹھنے کے لئے دنیا کی مرضی کے موافق مسئلے بتائیں گے اور پھر دنیا دار ہی ان کا مزاج ٹھکانے لگائیں گے۔

مسجد حرام کے حملہ آوروں کا انجام

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں حجاج بن یوسف کے خلاف جہاد میں مصروف تھے۔ اہل مکہ بھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حجاج سے جہاد کر رہے تھے۔ اس وقت حجاج نے مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کے سامنے والی پہاڑ پر منجنیقوں کے ذریعے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر پتھروں کی بارش کی جن سے بعض پتھر خانہ کعبہ کو بھی لگ

ے۔ اس وقت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ایک پناہ لینے والا (امام مہدی بیت اللہ میں پناہ لے گا اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا وہ لشکر جب مقام بیداء میں ہو گا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور جانِ کائنات سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس لشکر میں ان کا کیا ہو گا جو مجبوراً اس لشکر میں شامل کئے گئے ہوں گے؟ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں بھی لشکر کے ساتھ ہی دھنسا دیا جائے گا۔ مگر روزِ قیامت ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (حوالہ صحیح مسلم، الفتن 2882)

بیداء مدینے کا ایک میدان ہے ایک روایت میں ہے کہ اس لشکر میں صرف ایک آدمی کی ہی جان بخشی ہو گی جو لوگوں کو ان (و کی ہلاکت) کے بارے میں آگاہ کرے گا۔

(ایضا 2883، 7242)

حج موقوف ہو جائے گا

قیامت کی علامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ قیامت کے آنے سے پہلے حج وعمرہ چھوڑ دیا جائے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت قائم نہ ہو گی جب تک کہ بیت اللہ شریف کا حج موقوف نہ ہو جائے۔ (صحیح بخاری 593)

یہ علامت بہت تاخیر سے پوری ہو گی۔ اس لئے حدیث نبوی ہے کہ خروج یاجوج کے بعد بھی حج جاری رہے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد پاک ہے: اس گھر کا حج و عمرہ خروج یاجوج ماجوج کے بعد بھی کیا جائے گا۔
(صحیح بخاری 1593)

قبیلہ قریش کا اختتام

قریش عربی قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے جو کہ بنوفہر بن مالک بن نضرہ بن کنانہ کے نسب سے معروف ہے قریش کا لقب ان کی اولاد پر غالب آ گیا۔ قریش کی کئی ایک شاخیں ہیں: بنوحارث بن فہر، بنوجذیمہ، بنوعائذہ، بنولؤی، بن غالب، بنوعامر بن لوی، بنوعدی وغیرہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرب کے قبائل میں سے سب سے پہلے "قریش" فنا ہوں گے اور ممکن ہے کہ عورت جوتا لے کر گزرے اور کہے: یہ فلاں قریشی کا جوتا ہے۔
(احمد 444/2 مسند بزار 298/3 ابویعلی: 68/11 التاریخ الکبیر 221/4 السلسلۃ الصحیحۃ 364/2)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! سب سے پہلے تیری قوم ہلاک ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے کیا بنوتیم والے پہلے ہلاک ہوں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ قریش قبیلہ پہلے موت کا شکار ہوگا اور سب لوگوں سے پہلے انہی کی ہلاکت ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا پھر کون سے لوگ باقی رہ جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی (قریش) جو لوگوں کا مرکز تھے جب یہ ہلاک ہو جائیں گے تو پھر (بلاتاخیر) سارے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ (احمد 105-9578/6 السلسلۃ الصحیحۃ 596/4)

وضاحت

قریش کی ہلاکت قیامت کی ایک نشانی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیش

گوئی ہے جو لامحالہ سچ ہوگی۔

یہ پیش گوئی اور نشانی ابھی پوری نہیں ہوئی البتہ قریش کی اکثریت آج معدوم ہو چکی ہے اور بہت تھوڑے قریشی آج باقی ہیں۔

قریش دوسرے تمام قبائل سے افضل ہیں کیونکہ یہ سب حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔

طاہر ریح (ہوا) کا چلنا

یاجوج ماجوج کے خاتمہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت میں روئے زمین پر خیر و برکت کا دور پلٹ آئے گا۔ اسی خیر و برکت کے زمانے میں ہی اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجیں گے جو ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کر لے گی۔ مسلم کی حدیث ہے کہ حضور اکرم شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے قبل اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہ کو مبعوث فرمائیں گے جو عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوں گے۔ وہ دجال کو تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے پھر سات سال تک لوگ اسی طرح (امن سے) رہیں گے کہ کسی دو شخصوں میں بھی لڑائی نہیں ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ایسی ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جو روئے زمین پر ہر اس شخص کی روح قبض کرے گی جس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر یا ایمان ہوگا حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی کسی پہاڑ کی کھوہ میں ہوگا تو وہاں بھی داخل ہو کر اس کی روح قبض کرے گی۔ (مسلم باب ذکر الدجال 18/76\75)

مختلف احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس ہوا کا ظہور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور ان کے دجال کو قتل کرنے کے بعد یاجوج و ماجوج کی ہلاکت کے بعد ہوگا اور اس طرح اس کا ظہور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد اور دابۃ الارض کے ظہور کے بعد بھی ہوگا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فیض القدیر 6/417)

مسلم کی سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ

وہ پاکیزہ ہوا شام کی طرف سے ظاہر ہوگی جب کہ مسلم ہی میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ ہوا یمن سے چلے گی۔

اس ریح کا چلنا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (مسلم 132/2 مع شرح النوری)

بے شک اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ہوا بھیجے گا جو ریشم سے زیادہ نرم ہوگی۔ پس وہ ہر اس شخص کی روح کو قبض کرے گی جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ اس کا جواب امام نووی رضی اللہ عنہ اور دوسرے علماء حدیث سے یہ دیا ہے کہ

(i) ممکن ہے کہ دو ہوائیں چلیں، ایک شام کی طرف سے اور دوسری یمن کی طرف سے

(ii) اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس ہوا کا مبداء تو ایک ملک ہو اور پھر وہاں سے چل کر دوسرے ملک میں پہنچ جائے گی اور وہاں پھیل جائے گی۔ واللہ اعلم! (شرح النوری 132/2)

ریح کے چلنے کا مقصد

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال نکلے گا، پھر عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کریں گے۔ پھر یاجوج و ماجوج نکل کر ہلاک ہو جائیں گے پھر امن و امان کا دور دورہ ہوگا اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ ایک عمدہ ہوا بھیجیں گے جو ان کی بغلوں کے نیچے سے اثر کرتی ہوئی گزر جائے گی اور ہر مومن و مسلم کی روح قبض کرے گی۔ پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے، جو گدھوں کی طرح باہم جھگڑیں گے۔ (یا بدکاریاں کریں گے) اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن باب ذکر الدجال 7373)

اس ریح کی خوشبو

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے قبل اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجیں گے جس کی خوشبو کستوری جیسی اور لطافت ریشم جیسی ہوگی جو ہر اس شخص کو فوت کرے گی جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ صورت حال یہ ہوگی کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ میں بھی داخل ہو جائے گا تو وہ ہوا وہاں بھی پہنچ کر اس کی روح کو قبض کرے گی۔ یہ ہوا دجال کے قتل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد جلد چلے گی۔ (صحیح مسلم الفتن واشراط الساعۃ 2940)

بعد والوں کا گزشتہ پر لعان وطعان کرنا

آخری زمانے میں بدعات کی کثرت ہو جائے گی اور آخر میں آنے والے لوگ پہلے لوگوں کو برا سمجھیں گے اور وہ ان کے فضائل کو بھلا دیں گے۔ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور ان کی قدر و منزلت اور اللہ تعالیٰ نے جو ان کی تعریف و مدح سرائی کی ہے یا تو اس سے غافل ہو جائیں گے یا جان بوجھ کر غفلت کا مظاہرہ کریں گے پس اس اُمت کے بعد میں آنے والے بعض لوگ پہلے گزرے ہوئے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت نہیں آئے گی جب تک اس امت کے آخری لوگ پہلوں پر لعنت نہ کریں۔ (حوالہ المعجم الاوسط للطبرانی 69/4)

اس حدیث میں اُمت سے مراد حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہے۔

نااہل کا امامت کرنا

قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی لوگوں میں جہالت کا پھیل جانا ہے یہاں تک کہ لوگ کسی ایسے انسان کو نہیں پائیں گے جو انہیں نماز پڑھا سکے۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کو دھکے دے کر نماز پڑھانے کے لئے آگے کریں گے مگر وہ شرعی احکام سے

جہالت اور قرآن کی تلاوت میں نا اہل ہونے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھائے گا۔

سیدہ سلامت بنت حر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مسجد والے ایک دوسرے کو (امامت کے لئے) دھکا دیں گے لوگ کسی امام کو نہیں پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔

وضاحت

قیامت قریب ہو جانے کے وقت علم دین دنیا سے اٹھالیا جائے گا تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ جہالت کی وجہ سے پوری مسجد میں نمازیوں میں کوئی اس قابل نہیں ہوگا جو امام بن کر نماز پڑھائے اور لوگ ایک دوسرے کو امامت کے لئے آگے بڑھائیں گے مگر وہ اپنی لاعلمی اور نا اہلی کی وجہ سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ قیامت کی اس نشانی کے ظہور کے آثار نظر آنے لگے ہیں چنانچہ کچہریوں، اسٹیشنوں بازاروں وغیرہ کی مسجدوں میں یہ مناظر دیکھے جا سکتے ہیں کہ اگر امام صاحب کبھی غائب ہو جاتے ہیں تو نمازیوں میں اس قسم کا شور وغل شروع ہو جاتا ہے کہ امیر صاحب! آپ نماز پڑھائیے تو وہ کہتے ہیں شیخ صاحب! آپ امام بن جائیے ایک دوسرے کو دھکا دے کر آگے بڑھاتے ہیں اور وہ جلدی سے پیچھے آ کر دوسرے کو آگے بڑھاتا ہے۔ گویا نماز سے پہلے ہی فری سٹائل کشتی کی مشق ہونے لگتی ہے۔ کاش! مسلمان اس سے عبرت حاصل کرتے اور اپنے بچوں کو اتنی دینی تعلیم تو ضرور ہی دلاتے کہ وہ نماز پڑھنے اور پڑھانے کے قابل ہو جائے۔

مساجد میں کفار

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ جمع ہوں گے اور مسجدوں میں نمازیں بھی پڑھیں گے لیکن [illegible] بھی (کامل اور حقیقی) مومن نہیں ہوگا۔ (سنن ابوداؤد)

وضاحت

قیامت کے قریب ایسا زمانہ ہوگا کہ مسجد امامت کے لئے حاضرین میں سے کوئی بھی تیار نہ ہوگا جس سے بھی نماز پڑھانے کے لئے درخواست کی جائے گی اور وہ کہے گا کہ میں تو اس کے لائق نہیں ہوں۔ فلاں صاحب پڑھا دیں گے۔ حتیٰ کہ کوئی بھی امام نہ بنے گا اور بے جماعت پڑھ کر چل دیں گے۔ علامہ طیبی اور صاحب مرقات لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ان میں کوئی بھی اس لائق نہ ہوگا جو نماز کے صحیح اور فاسد ہونے کے مسائل سے واقف ہو۔

جبل ذھب (سونے) کا ظہور

عربی زبان میں فرات میٹھے پانی کو کہتے ہیں اور فرات ایک بڑی نہر ہے جو کہ لوگوں کے خیال کے مطابق آرمینیا سے نکلتی ہے اور بلاد روم میں ملیطہ تک جاتی ہے اور راستے میں اس میں کئی چھوٹی نہریں اور نالے گرتے ہیں پھر رقبہ سے گزرتی ہوئی وہ سواد عراق کی زمینوں کو سیراب کرتی ہے پھر وہ واسطہ کے قریب دجلہ میں گرتی ہے پھر یہ دونوں خلیج عرب میں گرتے ہیں۔ (معجم البلدان 4/ 241-242)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ علامت قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اپنا رخ بدلے گا اور اس سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔ لوگ اس سونے کی خاطر لڑیں گے اور ان کی بڑی تعداد اس میں قتل ہو جائے گی۔

اس کے حصول کے لئے قتل وغارت

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نمودار ہوگا جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کی طرف چل پڑیں گے اور جو (پہاڑ) کے پاس ہوں گے وہ کہیں گے اگر ہم نے اسے چھوڑ دیا تو دوسرے لوگ اسے لے اڑیں گے۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس خزانے کو حاصل کرنے کے لئے لوگ لڑیں گے اور ہر سو میں سے ننانوے قتل کردیئے جائیں گے۔

(مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتیٰ یحسر الفرت عن جبل من ذھب 2895)

ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دریائے فرات میں سے سونے کے پہاڑ نہ نکلیں لوگ اس پر باہم جنگ وقتال نہ کریں حتیٰ کہ دس آدمیوں میں سے نو قتل ہو جائیں گے۔ نہر فرات میں سونے کا پہاڑ شاید اس وجہ سے ظاہر ہوگا کہ اس کے پانی کا بہاؤ دوسری طرف رُخ کرے گا تو یہ پہاڑ مٹی میں دبا ہوا ہوگا۔ جب پانی خشک ہوگا تو کسی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سونے کے پہاڑ کو ظاہر کریں گے اور جو اس وقت وہاں موجود ہو اس کو چاہئے کہ وہ اس پہاڑ سے کچھ نہ لے کیونکہ اس کے قتل اور فتنہ کا خدشہ ہے یہ فتنہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔ واللہ اعلم کب ظاہر ہوگا؟ اس زمانے میں ترکی اور شام نے نہر فرات پر بند باندھ دیئے اور اس پر فیکٹریاں بنادی ہیں جس کی وجہ سے اس کے پانی کی رفتار کم ہوگئی ہے اور یہ اس پہاڑ کے نکلنے کے مقدمات ہیں۔

وضاحت

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ سونے کا پہاڑ سے مراد تیل کا کنواں نہیں جس طرح بعض حضرات نے سمجھا ہے کیوں کہ حدیث میں جبل من ذھب کی نص آئی ہے، جبکہ پٹرول حقیقت میں سونا نہیں ہے۔ عربی اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ فرات میں سونے کا پہاڑ نمودار ہوگا لوگ اس کو دیکھیں گے جبکہ کنواں اور پٹرول زمین سے بذریعہ آلات نکالے جاتے ہیں اس سے مراد پٹرول نہیں بلکہ سونا یا چاندی ہے اس کی مزید وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عنقریب زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو نکال باہر پھینکے گی جیسے سونے چاندی کے بڑے بڑے کھمبے ہوتے ہیں اور قاتل آئے گا اور کہے گا میں نے قتل کیا اسی کے لئے اور رشتہ ناطوں کو کاٹنے والا آئے گا اور کہے گا اسی کے لئے میں نے اپنے رشتہ داروں کا حق کاٹ لیا چور آئے گا اور کہے گا اسی کے واسطے میرا ہاتھ کاٹا گیا پھر سب کے سب اس کو چھوڑ دیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہ لے گا۔

(صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ باب الترغیب فی الصدقۃ قبل ان لا یوجد من یقبلھا: 2341)

وضاحت

اس سونے کے پہاڑ کے نمودار ہونے کے وقت جو لوگ موجود ہوں ان کو اس کے پاس جانے اور وہاں سے سونا لینے سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلد ہی وہ وقت آئے گا جب دریائے فرات میں سونے کا پہاڑ نمودار ہوگا۔ (یعنی اس کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس کے نیچے سے سونے کا پہاڑ نمودار ہوگا) پس جو شخص اس وقت موجود ہو اس خزانے میں سے کچھ نہ لے۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعۃ فی یحسر الفرات عن جبل من ذھب 7273)

اس خزانے میں سے کچھ نہ لینے کی ممانعت اس بنا پر ہے کہ اس کی وجہ سے لڑائی تنازع اور قتل وقتال کی صورت پیش آئے گی۔

فائدہ:

(i) دریائے فرات سے سونے کے پہاڑ یا سونے کے خزانے کا نمودار ہونا قربِ قیامت کی ایک نشانی ہے۔

(ii) مذکورہ نشانی تا حال ظاہر نہیں ہوئی

(iii) پہاڑ سے مراد حقیقتاً پہاڑ (یا کان) ہی ہے پٹرول نہیں۔

(iv) سونے کا پہاڑ ظاہر کرنا قدرتِ الٰہی سے کچھ بھی بعید نہیں۔

(v) اس سونے کے خزانے کے حصول کے لئے نہایت خطرناک جنگ ہوگی جس میں ہر سو میں سے ننانوے مقتول ہوں گے۔

(vi) مسلمانوں کو اس جنگ میں شمولیت کے لئے منع کیا گیا ہے۔

(vii) مسلمانوں کو اس خزانے کے حصول سے بھی منع کیا گیا ہے۔

(viii) سونے کے پہاڑ (خزانے) کا نمودار ہونا مؤجب فتنہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہے۔

(9) بہت سے مسلمان نبی کریم راحۃ اللعاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے ضرور بالضرور خزانے کے حصول میں میدانِ جنگ میں اُتر پڑیں گے مگر قتل کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ عہد حاضر میں ترکی اور شام کے ممالک دریائے فرات پر بند تعمیر کر رہے ہیں اور اس کے قریب مختلف فیکٹریاں لگا رہے ہیں۔ اس وجہ سے دریا میں پانی کی قلت واقع ہو رہی ہے۔ عین ممکن ہو کہ یہ سونے کے اس پہاڑ کے ظہور کا پیش خیمہ ہو۔

نہر فرات کا پانی بالکل ختم

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تم کوفہ والوں کو دیکھو گے کہ وہ یہاں سے نکل رہے ہوں گے، یا نکالے جائیں گے۔ اس فرات سے ایک قطرہ بھی نہ پی سکیں گے۔ ایک شخص نے کہا: اے عبداللہ! (حضرت حذیفہ کی کنیت) آپ ایسا گمان کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں گمان نہیں کرتا بلکہ مجھے علم ہے۔ (یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور حافظ ذہبی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ (مستدرک حاکم 589/4)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریب ہے کہ تم اپنی اس بستی میں ہاتھ دھونے کے لئے پانی مانگو اور وہ تمہیں نہ ملے سارا پانی اپنے ماخذ کی طرف چلا جائے سو بقیہ مسلمان اور پانی شام میں ہوں گے۔ (مستدرک حاکم 549/4)

(حاکم رضی اللہ عنہ نے اس کو صحیح کہا ہے ارر حافظ ذہبی نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے)

وضاحت

دریائے فرات پر ترکی نے (13) ڈیم بنا رکھے ہیں جن میں سب سے بڑا ڈیم ''اتاترک ڈیم'' ہے جو دنیا کے بڑے ڈیموں میں شمار ہوتا ہے اس کو بھرنے کے لئے دریائے فرات کو ایک مہینے تک مکمل اس میں گرنا ہے۔ اس طرح شام اور عراق کا پانی مکمل بند ہو جائے گا یہ صورتحال نہ صرف عراق اور شام کے لئے بلکہ دیگر خلیجی ریاستوں کے لئے بھی سخت دشواری کا سبب ہے۔ ترکی پانی کو سیاسی دباؤ کے لئے استعمال کرتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کو خوش کرنے کے لئے۔

شہر مکہ حالت عجیب ہوگی

حضرت یعلی بن عطاء نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سواری کی لگام تھامے ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ مکہ میں پانی کی نہریں (پائپ لائن) کھودی گئی ہیں اور عمارتیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر بلند ہو رہی ہیں تو جان لینا کہ قیامت کا معاملہ قریب آ پہنچا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ)

وضاحت

مکہ مکرمہ میں پائپ لائن کے ذریعے ہر جگہ پانی بھی پہنچا دیا گیا ہے اور عمارتیں بھی مکہ مکرمہ کے تمام پہاڑوں پر تعمیر کر دی گئی ہیں۔ (حوالہ امام مہدی کے دوست و دشمن)
حضرت ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مہدی اس وقت تک نہیں نکلیں گے جب تک ہر نو میں سے سات قتل نہ کر دیئے جائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: انہوں نے جبل ابی قبیس پر عمارت دیکھی تو فرمایا: اے مجاہد! جب تم دیکھو

کہ مکہ کے دونوں پہاڑوں (جبل ابی قیس اور جبل قعیقان) پر گھر ظاہر ہو گئے ہیں اور پانی اس کے راستوں میں جاری ہو گیا ہے تو ہوشیار ہو جانا۔

(ابن حجر فی الفتح وعزاہ الفاکھی فی کتاب مکۃ)

فائدہ:

جبل ابی قیس صفاء کے اوپر والا پہاڑ ہے جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کئے تھے۔ اس پہاڑی پر شاہان آل سعود کا محل بنا ہوا ہے جب کہ جبل قعیقان اس کے سامنے والا پہاڑ ہے ایک قول کے مطابق الاخشبان سے مراد جبل ابی قبیس اور جبل احمر ہیں۔ (معجم البلدان)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قریب ہے کہ (قیامت سے قبل) مشرقی سمندر دور ہو جائے گا۔ اور اس میں کوئی کشتی بھی نہ چل سکے گی۔ چنانچہ ایک بستی والے دوسری بستی میں نہ جا پائیں گے اور یہ جنگ عظیم کے وقت ہو گا اور جنگ عظیم حضرت مہدی کے وقت میں ہو گی۔ (السنن الواردۃ فی الفتن)

وضاحت

مشرقی سمندر سے یہاں بحیرۂ عرب مراد ہے دور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس تک پہنچنا دشوار ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہاں آمدورفت بند ہو جائے گی۔

شہر مکہ مکرمہ اور مدینۃ المنورہ

آپ ذرا دنیا کا نقشہ اٹھائیں اور بحری بیڑوں کی موجودہ جگہوں کو دیکھیں تو یہ روایت بہت آسانی سے آپ کی سمجھ میں آ جائے گی۔ کراچی کے ساحل سے لے کر صومالیہ تک تمام بحری گزرگاہوں پر عالم کفر کا قبضہ ہے۔ گیارہ ستمبر کے بعد بحر ہند اور بحیرۂ عرب میں آنے جانے والے جہازوں کی چیکنگ بہت سخت کی جا رہی ہے خصوصاً پاکستان سے جانے والے جہازوں کی چیکنگ انتہائی سخت ہوتی ہے۔ آئندہ حالات

مزید سخت ہوں گے جس کی وجہ سے سمندر کے راستے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بہت مشکل ہو جائے گا۔ دنیا کے نقشے پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس وقت دجالی قوتوں نے مکہ اور مدینہ کی ہر طرف سے ناکہ بندی کر رکھی ہے تمام سمندری راستوں پر ان کا کنٹرول ہے۔ اس طرح خشکی کی جانب سے بھی ان دونوں شہروں کو مکمل طور پر اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا دجالی قوتیں حضرت مہدی تک پہنچنے والی رسد و کمک کو ہر طرف سے روکنا چاہتی ہیں اور ان خاص جگہوں پر اپنا کنٹرول چاہتی ہیں جہاں سے ان کی حمایت کے لئے مجاہدین آسکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عنقریب مدینہ میں مسلمانوں کا محاصرہ کیا جائے گا یہاں تک کہ آخری مورچہ سلاح میں ہوگا! اور سلاح ایک مقام ہے خیبر کے قریب۔ (مشکوٰۃ باب الملاحم رواہ ابوداؤد صحیح ابن حبان: 6771)

وضاحت

خیبر مدینہ منورہ سے ساٹھ میل دور ہے۔ اس وقت امریکی فوجیں مدینہ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہیں۔ حضرت محجن ابن ادرع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) لوگوں سے خطاب کیا۔ چنانچہ تین مرتبہ فرمایا۔ کسی نے پوچھا یہ یوم الخلاص کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال آئے گا اور اُحد کے پہاڑ پر چڑھے گا پھر اپنے دوستوں سے کہے گا: کیا اس قصر البیض (سفید محل) کو دیکھ رہے ہو؟ یہ احمد کی مسجد ہے پھر مدینہ منورہ کی جانب آئے گا تو اس کے ہر راستے پر ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ایک فرشتے کو مقرر پائے گا چنانچہ سبخۃ الجرف کی جانب آئے گا اور اپنے خیمے پر ضرب لگائے گا پھر مدینہ منورہ کو تین جھٹکے لگیں گے جس کے نتیجے میں ہر منافق مرد و عورت اور فاسق مرد و عورت مدینہ سے نکل کر اس کے ساتھ چلے جائیں گے۔ اس طرح مدینہ (گنہگاروں سے) پاک ہو جائے گا اور یہی یوم الخلا (چھٹکارے یا نجات کا دن) ہے۔

(یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے اس کی توثیق کی ہے)

وضاحت

دجال جب مسجد نبوی کو دیکھے گا تو اس کو قصرابیض یعنی سفید محل کہے گا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات بیان فرمارہے ہیں۔ اس وقت مسجد نبوی کو اگر دور سے یا کسی اونچی جگہ سے دیکھا جائے تو یہ دیگر عمارتوں کے درمیان بالکل کسی محل کی مانند لگتی ہے۔ مسجد نبوی کی ایک تصویر سیٹلائٹ سے لی گئی ہے جس میں مسجد نبوی بالکل سفید نظر آ رہی ہے نیز ایک دوسری روایت میں جس میں دجال کے وقت میں مدینہ منورہ کے سات دروازوں کا ذکر ہے تو سات دروازوں سے مراد شہر میں داخلے کے سات راستے بھی ہو سکتے ہیں اور اس وقت مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے سات بڑے راستے ہیں۔

(i) جدہ سے آنے والا

(ii) مکہ مکرمہ سے آنے والا

(iii) رابغ سے آنے والا

(iv) ایئرپورٹ سے شہر آنے والا

(v) تبوک سے آنے والا (vi) دو راستے جو مضافاتی علاقوں سے آتے ہیں اہل ایمان کے لئے انتہائی غور و فکر کا مقام ہے۔ (اعوذ باللہ من فتنۃ الدجال)

بحری بیڑے

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سمندر کے کسی جزیرے میں ایک قوم ہے جو نصرانیت کی علمبردار ہے۔ ہر سال وہ ایک ہزار جہاز تیار کرتے ہیں اور (جہاز تیار کرنے کے بعد) کہتے ہیں کہ اللہ چاہے نہ چاہے تم ان جہازوں پر سوار ہو جاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ جب وہ سمندر میں ان کو ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تیز ہوا بھیجتا ہے جو ان کے جہازوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ بار بار جہاز بناتے ہیں (اور یہی سلسلہ

ہوتا ہے) جب اللہ تعالیٰ یہ معاملہ مکمل فرمانا چاہے گا تو ایسے جہاز بنائے جائیں گے کہ اس سے پہلے کبھی سمندر میں ایسے جہاز نہیں چلے ہوں گے۔ پھر یہ لوگ کہیں گے: انشاء اللہ تم سوار ہو جاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ سوار ہو جائیں گے۔ وہ قسطنطنیہ سے گزریں گے تو قسطنطنیہ والے ان سے خوفزدہ ہو جائیں گے اور پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ تو یہ کہیں گے کہ ہم نصرانیت کے علمبردار لوگ ہیں۔ اس قوم کی طرف جا رہے ہیں جس نے ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کے ملک سے نکالا ہے۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ قسطنطنیہ والے اپنے جہازوں سے ان کی مدد کریں گے۔ آگے فرمایا کہ پھر یہ ''عقا'' کی بندرگاہ پر آئیں گے اور وہاں کشتیوں کو نکال کر جلا دیں گے اور کہیں گے کہ یہ ہماری اور ہمارے باپ دادوں کی سرزمین ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت امیر المومنین بیت المقدس میں ہوں گے۔ چنانچہ (امیر) مصر والوں سے عراق والوں سے اور یمن والوں سے امداد طلب کرنے کے لئے قاصد بھیجیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کا قاصد مصر والوں کا یہ پیغام لے کر آئے گا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو سمندر والے لوگ ہیں (یعنی ہماری سرحدیں سمندر میں ہیں) اور سمندر سرکش ہے۔ (یعنی طاقت ور دشمن سمندر میں آیا ہوا ہے) سو اہل مصر ان کی (امیر کی) مدد نہیں کریں گے۔ ان کا قاصد اہل عراق کا جواب لے کر آئے گا اور کہے گا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو سمندر والے ہیں اور سمندر سرکش ہے لہٰذا وہ بھی امداد نہیں کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ یمن والے اپنی اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے آگے بیان کیا کہ اس خبر کو چھپایا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کا قاصد حمس (شام کا مشہور شہر) سے گزرے گا۔ وہاں صورتحال یہ ہوگی کہ حمس میں موجود عجمی لوگوں نے (یعنی کافروں نے۔ راقم) وہاں کے مسلمانوں کو تنگ کر رکھا ہوگا۔ اس بات کی خبر یہ قاصد مسلمانوں کے امیر کو دے گا۔ وہ کہیں گے کہ اب ہم کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں حالانکہ ہر شہر میں مسلمانوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ حمس والوں کی جانب بڑھیں گے۔ چنانچہ ایک تہائی

مسلمان شہید ہو جائیں گے ایک تہائی اونٹوں کی دم پکڑ کر بیٹھ جائیں گے۔ (یعنی جہاد میں نہیں جائیں گے) اور لوگوں میں شامل ہو جائیں گے اور ایسی گم نام سرزمین میں مریں گے (یا ان کی کسی کو خیر خبر بھی نہ ہوگی) آگے فرمایا کہ نہ تو یہ اپنے گھر والوں کے ہی پاس جا سکیں گے اور نہ ہی جنت دیکھ سکیں گے۔ (اور باقی) ایک تہائی فاتح ہوں گے۔ پھر لبنان کے پہاڑ میں کافروں کا پیچھا کرتے ہوئے خلیج تک پہنچ جائیں گے۔ ہر عمارت انہی کے سپرد ہو جائے گی جو لوگوں کے امیر تھے۔ جھنڈا اٹھانے والا جھنڈا اٹھائے گا اور جھنڈے کو گاڑ دے گا اور صبح کی نماز کا وضو کرنے کے لئے پانی کے پاس آئے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ پانی ان سے دور چلا جائے گا۔ وہ اس (پانی) کے پیچھے جائیں گے تو وہ اور دور چلا جائے گا۔ چنانچہ جب وہ یہ صورتحال دیکھیں گے تو اپنا جھنڈا اٹھائیں گے اور پانی کا پیچھا کرتے کرتے اس کنارے کو پار کر جائیں گے۔ (وہاں پہنچ کر) پھر جھنڈا گاڑھ دیں گے۔ پھر اعلان کریں گے اے لوگو! اس خلیج کو پار کر جاؤ کیونکہ اللہ نے تمہارے لئے سمندر کو اسی طرح پھاڑ کر راستہ بنالیا ہے جیسے بنی اسرائیل کے لئے کیا تھا۔ چنانچہ لوگ سمندر پار کر جائیں گے۔ (السنن الواردۃ فی الفتن 1136/6)

وضاحت

جب پہلی بار مسلمانوں کے امیر سے پانی دور ہو جائے گا اور وضو کرنے کے لئے اس کے پیچھے جائیں گے پھر وہ دور ہو جائے گا۔ یہ پھر پیچھے جائیں گے۔ اس طرح کافی دور تک پانی کے پیچھے جائیں گے لیکن سمجھ نہیں پائیں گے کہ یہ کیوں دور جا رہا ہے۔ اس طرح جب ایک کنارہ پار کر جائیں گے تو پھر سمجھ جائیں گے یہ تو اللہ نے سمندر میں ان کے لئے راستہ بنا دیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگوں کو بتائیں گے اور تمام لوگ سمندر پار کر جائیں گے۔

وضاحت

جنگ خلیج 1991ء کے وقت امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے بحری بیڑے جس

انداز میں دنیا کے سامنے آئے ہیں۔ اس سے پہلے ایسے بحری جہاز کبھی سمندر کی پشت پر نظر نہیں آئے تھے۔ البتہ اس بات کا کچھ علم نہیں کہ یہ ان کی پہلی کوشش تھی یا اس سے پہلے بھی یہ کفار بحری بیڑے بنانے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور وہ تباہ ہو گئے ہوں۔ اس لئے کوئی بعید نہیں کہ وہ کئی سالوں سے بحری بیڑے بنا رہے ہوں اور ہر بار اللہ تعالیٰ ان کے بیڑے تباہ کر دیتا ہو۔ چونکہ میڈیا ان کے ہاتھ میں ہے لہٰذا ان کی مرضی کے بغیر یہ خبر کم ہی باہر آتی ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے ہاتھوں اس طاقتور کفر کو تباہ کرانے کا ارادہ کیا تو ان کو جزیرۃ العرب میں لے آیا اور عالمی کفر اپنی قوت اور بحری بیڑوں کے ساتھ اتراتا ہوا آیا ہے۔ اس بحری بیڑے میں ابراہیم لنکن نامی جہاز بھی ہے۔ یہ طیارہ بردار جہاز ہے۔ یہ پانی پر تیرتا ہوا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اس جہاز کی لمبائی گیارہ سو آٹھ فٹ اور چوڑائی دو سو ستاون فٹ ہے۔ اس میں پچپن سو افراد کی رہائش کے لئے کوارٹر بنے ہوئے ہیں۔ جو تین مہینے تک اُس میں بغیر کسی باہر کی مدد کے رہ سکتے ہیں۔ اس جہاز کا اپنا ٹی وی ریڈیو اسٹیشن ہے۔ اپنا ڈاک خانہ اور دو باربر شاپ ہیں۔ اس میں دو نیوکلیئر ری ایکٹر بھی ہیں۔ اس میں 80 جنگی طیارے ہر وقت کھڑے رہتے ہیں اور ایک منٹ میں چار طیارے حملے کے لئے پرواز کر سکتے ہیں۔ جہاں تک سمندر کے جزیروں کا تعلق ہے یہاں کے لوگ نصرانیت کے علمبردار ہیں تو اس میں سرفہرست امریکہ اور برطانیہ ہیں۔ ان کے جزیروں میں کتنے ہی جزیرے ایسے ہیں ان کے بارے میں باہر کی دنیا کو ہوا بھی نہیں لگنے دی جاتی۔ اس کے علاوہ بحر اوقیانوس میں کتنے ہی گمنام جزائر ہیں جہاں کفر کی خفیہ سرگرمیاں جاری ہیں اور دنیا والوں کو کچھ پتہ بھی نہیں لگ پاتا۔

(بحوالہ ایضاً 101)

بحری بیڑا

یو ایس ایس کارل ونسن ایک لاکھ ٹن سے زائد وزنی، ایک ہزار سو فٹ لمبا، دو سو ستاون فٹ چوڑا اور دو سو چوالیس فٹ اونچا ہے۔ امریکہ کے ساتھ کی بحری دفاعی قلعے کی

لڑاکا طیاروں کی اونچائی ایک سو چوبیس منزلہ عمارت کے برابر ہے۔اس جہاز پر تعینات لڑاکا طیاروں کی تعداد 80 ہے۔امریکی بحریہ کے اس طیارہ بردار جنگی جہاز پر تعینات اہل کاروں اور افسران کی مجموعی تعداد تقریباً 5700 ہے، جن میں سے چوبیس سو اسی (2480) کا تعلق فضائی بازو سے ہے۔اس کے عرشے پر بیک وقت 90 لڑاکا طیارے اور ہیلی کاپٹرز کھڑے ہو سکتے ہیں۔

یو ایس ایس آئزن ہاور کا وزن ایک لاکھ ٹن سے زائد اور لمبائی تقریباً 1100 فٹ ہے۔اس جہاز کے لئے توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اس میں دو ایٹمی ری ایکٹرز لگے ہوئے ہیں جن سے 194 میگاواٹ بجلی پیدا ہوتی ہے۔اس طیارہ بردار بحری جہاز پر تعینات افسران کی تعداد 5500 سے زائد ہے۔انتہائی جدید الیکٹرانک وارفیئر سسٹم سے لیس اس جہاز پر 90 لڑاکا طیارے اور ہیلی کاپٹرز کھڑے ہوتے ہیں۔ امریکہ نے اس طیارہ بردار جہاز کو 07-2006ء میں جنگ خلیج کے دوران بحر ہند اور خلیج فارس میں تعینات کر کے اسے عراق پر فضائی حملوں کے لئے استعمال کیا تھا۔

(حوالہ دجال کا لشکر: 40)

علاماتِ قیامت میں سے زلزلوں کی کثرت

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی کثرت سے زلزلہ کا آنا ہے جو کہ کسی نہ کسی درجہ میں ہمارے سامنے ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے لوگو!'' اپنے رب سے ڈر جاؤ'' بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک علم اٹھا نہ لیا جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو جائے۔

(کتاب الاستسقاء، باب ما قیل فی الزلازل)

زلزلے کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے کہ جب زمین اپنی سخت جنبش کے

ساتھ ہلائی جائے گی اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ یقیناً قیامت کے دن زلزلہ بڑی بھاری شے ہوگی۔ آج جس طرح دنیا بھر میں زلزلوں کی کثرت بڑھ رہی ہے۔ اس نے قیامت کی یاد تازہ کر دی ہے۔ بحر ہند میں سونامی کے نام سے مشہور سمندری زلزلے میں لاکھوں افراد ہلاک ہوئے۔ اسی طرح چند برس قبل آزاد کشمیر اور بالاکوٹ میں آنے والے زلزلے کی تباہ کاریاں کون فراموش کر سکتا ہے؟ بھارت چین ایران اور جاپان میں بھی رواں صدی کے دوران کئی اموات ہوئیں، یہ قیامت کی کھلی نشانی ہے۔ (آثارِ قیامت)

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت سے پہلے موت کی سخت وبا پھیلے گی پھر زلزلوں والے سال آئیں گے۔''

(مسند احمد 104/11، مجمع الزوائد 306/7)

اب آپ مندرجہ ذیل اعداد و شمار پر نظر ڈالیں۔ گزشتہ سو برس میں آنے والے بڑے زلزلوں کی تعداد پچاس (50) ہلاک ہونے والوں کی تعداد کا تخمینہ پندرہ لاکھ حالیہ برسوں میں خوفناک زلزلوں کے مراکز....... ترکی ایران الجزائر پاکستان اب تو ہر برس کسی نہ کسی ملک میں خوفناک زلزلے اور بھونچال کے برپا ہونے کی خبر سنی جاتی ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی طاقتوں کی طرف سے یہ زمین ایٹمی تجربے اس کا باعث ہیں۔ بہر حال جو بھی وجہ ہو، ارضیاتی تبدیلیاں ہوں یا کہ ایٹمی دھماکے، زلزلوں سے ہونے والے جانی نقصان کی شرح بڑھ رہی ہے۔ خصوصاً مسلم علاقوں میں۔

شدید جنگ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک دو بڑی جماعتیں آپس میں زبردست جنگ نہ کر لیں جن دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور جب تک تیس کے قریب ایسے دجال وکذاب پیدا نہ ہو جائیں جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اللہ کا رسول بتائے گا اور فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک دنیا سے علم نہ اٹھ جائے اور زلزلوں کی

کثرت نہ ہو جائے (بخاری و مسلم)

زلزلے بکثرت ہوں گے اور ہر طرف فتنوں کا ظہور ہوگا۔

(بخاری کتاب الاستسقاء باب ما قیل فی الزلازل 1036)

وضاحت

جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مالِ غنیمت کو گھر کی دولت سمجھا جانے لگے اور دینی تعلیم دنیا کے لئے حاصل کی جائے اور انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے اور ماں کو ستائے اور دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے، مسجدوں میں دنیا کی باتوں کا شور ہونے لگے، قبیلے یا خاندان کے سردار بے دین لوگ بن جائیں، کمینے قوم کے ذمے دار ہو جائیں۔ انسان کی عزت اس لئے کی جائے تاکہ وہ شرارت نہ پھیلائے گانے بجانے والی عورتوں اور گانے بجانے والے سامان کی کثرت ہو جائے، شرابیں پی جانے لگیں اور بعد میں آنے والے لوگ امت کے پچھلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اس زمانے میں سرخ آندھیوں اور زلزلوں کا انتظار کرو، زمین میں دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کے بھی منتظر رہو اور ان عذابوں کے ساتھ دوسری نشانیوں کا بھی انتظار کرو جو پے در پے اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے کسی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور پے در پے دانے گرنے لگیں۔ (جامع ترمذی)

بیابانِ عرب کی تبدیلی

قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں والی ہو جائے گی۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب تک سرزمین سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں والی نہ ہو جائیں۔“

(مسلم ج 97 مع شرح النوری)

جزیرۂ عرب سے آگاہی رکھنے والا جانتا ہے کہ یہ ایک چٹیل بیابان صحرا ہے جو کہ کل رقبے کا ستر فیصد ہے۔ نبی کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جزیرۂ عرب میں نہریں اور لہلہاتی ہوئی کھیتیاں لوٹ کر آئیں گی، حالانکہ وہ پہلے ایک چٹیل صحرا تھا جس میں کوئی چیز نہیں اُگتی تھی۔

صحرانِ عرب میں نہروں کا جاری ہونا

حضرت ابوہریرۂ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مال کی کثرت ہو جائے گی اور اس حد تک دولت بہنے لگے گی کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا تو کسی آدمی کو ایسا نہیں پائے گا جو اس کی زکوٰۃ قبول کرے اور عرب کی (ریگستانی) زمین میں باغات اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔ (مشکوٰۃ 49/2 باب اشراط الساعۃ)

ایک روایت میں ہے کہ (مدینہ) کی آبادی اہاب تک یا یہاب تک پہنچ جائے گی۔

ہرج کی کثرت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے سرزمین عرب میں سرسبز وشاداب چراگاہیں اور نہریں ہوں گی اور ایک سوار عراق اور مکہ کے درمیان سفر کرے گا اور اسے راستے میں بھٹکنے کے علاوہ کوئی خوف نہ ہوگا اور ہرج بہت زیادہ ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرج کیا ہے؟ آپ حضور سرور دوعالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قتل۔

(مسند احمد مجمع الزوائد 12474/7)

وضاحت

اس حدیث سے پتہ چلا کہ ... آئے گا کہ سرزمین عرب میں پانی عام ہو

جائے گا حتیٰ کہ اس میں چشمے اور نہریں جاری ہوں گی اور اس میں وہاں خوب زراعت ہو گی اور باغات اور کھیت لہلہائیں گے۔ چنانچہ اس زمانے میں بہت سے چشمے پھوٹے ہیں، پانی وافر ہوگیا ہے اور زراعت بہت ہو رہی ہے۔ عرفات، مزدلفہ اور منٰی ہی کو دیکھ لیں۔ چند برس پہلے وہاں پانی نہیں ملتا تھا حاجیوں کو سایہ کے لئے کوئی سایہ دار درخت نہیں ملتا تھا لیکن چند سالوں میں عرفات میں بڑے بڑے درخت اگے ہوئے ہیں اور پانی اتنی کثیر تعداد میں ہے کہ حج کے روز لاکھوں حاجی ان نلکوں سے پانی استعمال کرتے ہیں لیکن پانی کا زور پھر بھی کم نہیں ہوتا۔

وادیٔ تبوک ہریالی دعا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوۂ تبوک والے سال ہم حضور اکرم سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو کل تم دن چڑھے تک چشمہ تک پہنچ جاؤ گے اور تم میں سے کوئی اس چشمے کو ہرگز ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ میں نہ آ جاؤں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم سے پہلے دو آدمی اس چشمے کی طرف پہنچ گئے اور چشمے میں پانی جوتی کے تسمے کے برابر ہوگا اور وہ پانی بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ کیا تم نے اس چشمے کے پانی کو ہاتھ لگایا تھا؟ انہوں نے کہا جی ہاں! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ نے چاہا ان کو برا کہا راوی کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ چشمے کا تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک اور اپنے چہرۂ اقدس کو دھویا پھر وہ پانی اس چشمے میں ڈال دیا۔ پھر اس چشمے سے جوش مارتا ہوا پانی سے بہنے لگا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے بھی پانی پیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! اگر تیری زندگی نے وفا کی تو تو دیکھے گا کہ یہ جگہ باغ و بہار میں بدل جائے گی۔ رہا تبوک کے متعلق نبی ...

علیہ وسلم کا فرمان: اے معاذ! اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو دیکھے گا کہ اس چشمے کا پانی باغوں کو سیراب کردے گا تو یہ آج کل وہاں پر زراعت کی صورت میں دور دور تک نظر آرہا ہے۔ (ترمذی)

مطر احجار (پتھروں کی بارش)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اکرم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے پچھلے لوگوں میں زمین کا دھنس جانا اور مسخ ہو جانا اور پتھراؤ ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم لوگ ہلاک کردیئے جائیں گے۔ حالانکہ ہم لوگوں میں سے بہت سے صالحین بھی ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جب اعلانیہ بدکاری ہونے لگے گی۔ (بحوالہ ترمذی 41/2)

وضاحت

مسخ کی طرح اس اُمت میں گناہوں اور بداعمالیوں کی نحوستوں سے خسف یعنی زمین میں دھنسنا اور قذف یعنی پتھروں کا برسنا بھی ہوگا۔

اللہ عزوجل کا عذاب بدکاروں پر

قرآن کریم میں ایسی متعدد طاقتور اور زبردست قوموں کے حالات بیان ہوئے ہیں جنہیں اپنی طاقت اور قوت پر گھمنڈ تھا اور اسی گھمنڈ میں ان قوموں نے نہ صرف خدا کی ہستی سے انکار کیا، اس کے رسولوں کو جھٹلایا بلکہ خدا کی زمین کو فتنہ وشرارت سے بھر دیا۔ بالآخر خدا نے زمین کو ان کے شر سے نجات دلانے کے لئے ان قوموں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر ان کی تباہی کے واقعات کو آنے والے لوگوں کے لئے نمونۂ عبرت قرار دیا۔ فرعون کی بغاوت اور سرکشی پر اس کی نافرمان قوم پر عذابات بھیجے گئے۔ ہم نے انہیں طوفان، ٹڈی دل، جوؤں، مینڈکوں اور خون کے عذاب میں مبتلا کیا۔ (سورۃ الاعراف 133)

جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم خدا نے خلاف بغاوت اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب میں تمام حدود سے گزر گئی تو ان پر تاریخ کائنات کا سب سے بڑا طوفان (سیلاب) بھیجا گیا جب قوم عاد نے بغاوت سرکشی اور نافرمانی پر کمر باندھی اور رسولوں کی ہدایت کو نظر انداز کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے عاد کو زناٹے کی تند آندھی سے تباہ کر دیا۔ یہ سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چتی رہی (سورہ الحاقہ 8-6)

قوم لوط کا جو حشر ہوا اس کے متعلق قرآن مجید یہ شہادت فراہم کرتا ہے۔ سو جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے قوم لوط کی بستیوں کو تہہ و بالا کر دیا اور ان پر پتھروں کی مسلسل بارش برسائی۔ (سورۂ ہود 82)

اسی طرح بعض بدکار اقوام کو چنگاڑ اور شدید زلزلے کے عذاب میں ہلاک کر دیا گیا یہی نہیں کہ اب دنیا میں خدا کی عبادت اور بندگی پہلے سے زیادہ ہو رہی ہے اور بغاوت و سرکشی کرنے والی قومیں باقی نہیں رہیں لیکن چونکہ آسمان عذاب قرب قیامت کی نشانی بن چکے ہیں۔ اسی لئے احادیث کی پیش گوئی کے مطابق یہ عذاب اس وقت دوبارہ شروع ہو جائیں گے۔ جب دنیا میں بدکاری کی انتہا ہو جائے گی اور قیامت کا وقت قریب آ جائے گا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت شریر و بدکار لوگوں پر قائم ہوگی۔ (مسلم)

جب دنیا میں نیک لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہوں گے یا بالکل ہی نہ رہیں گے تب دنیا میں اسی قسم کے عذاب نازل ہونا شروع ہوں گے جیسے ہزاروں سال پہلے قوم لوط، عاد اور ھود کی بستیوں پر ان لوگوں کی بغاوتوں اور سرکشیوں کی بنا پر نازل ہو چکے ہیں۔ اس وقت تم ان چیزوں کے واقع ہونے کا انتظار کرو، تیز و تند سرخ آندھی، زلزلہ کا (لوگوں کے) زمین میں زندہ دھنس جانے کا، صورتیں مسخ ہو جانے کا اور پتھروں کے برسنے کا۔ (ترمذی)

ان عذابوں کی طبعی توجیہہ یوں کی جاسکتی ہے کہ کائنات میں اور زمین میں قرب قیامت کے زمانے میں بعض غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ سائنس دانوں کی شہادت کے مطابق اس وقت زمین کے باہر خلاء میں کروڑوں اجسام (پتھر اور شہابوں کے ٹکڑے) مسلسل گردش کر رہے ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ اجسام اور خطرناک پتھر موجودہ متعین راستے سے نکل کر زمین کے مدار میں اور پھر اس کے دائرہ کشش میں داخل ہو جائیں اور اہل عرض پر آسمانی عذاب بن کر ٹوٹ پڑیں۔ آخر ہم کبھی کبھار کسی نہ کسی خطے میں شہابِ ثاقب کے ٹکڑوں کے گرنے کی خبریں تو سنتے ہی رہتے ہیں۔

شکلوں کا مسخ ہونا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں شکلوں کا بگڑنا زمین میں دھنسنا اور پتھروں کی بارش اور پتھروں کی بارش (ضرور) ہوگی۔ (حوالہ ابن ماجہ کتاب الفتن 4060)

(مسخ) کا مطلب ہے کسی چیز کی شکل اور جسمانی ہیئت تبدیل کر کے اسے کوئی دوسری چیز بنا دینا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے ایک گروہ کو سزا کے طور پر بندر اور خنزیر بنا دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: پھر جب انہوں نے اس معاملے میں سرکشی کی جس سے انہیں روکا گیا تھا تو ہم نے ان سے کہا: ذلیل بندر بن جاؤ (سورۂ اعراف 166/7)

اس طرح قرآن پاک میں ارشاد ہے: اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دیا۔

(سورہ مائدہ:60)

(خسف) کا مطلب ہے زمین کا پھٹنا اور جو کچھ اس کے اوپر ہو اس کو نگل لینا۔ اس کا بیان آگے چل کر قیامت کی 10 بڑی نشانیوں میں آئے گا۔ (قذف) کا معنی ہے آسمان سے پتھروں کی بارش کا ہونا جیسا کہ شعیب رضی اللہ عنہ کی قوم کے ساتھ ہوا کہ جب اللہ نے ان کو سزا دی تو آسمان سے ان پر پتھر برسائے گئے یا جس طرح اللہ تعالیٰ

نے ابرہہ اوراس کی قوم کوسزادی جب وہ کعبہ کوگرانے کے لئے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پرکنکریاں برسائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اس امت میں یقیناً زمین میں دھنس جانے اورآسمان سے پتھر برسنے اور صورتیں مسخ ہو جانے کا عذاب آئے گا اور یہ اس وقت ہوگا جب (لوگ کثرت سے) شراب پئیں گے اور گانے والی عورتیں رکھیں گے اور گانے بجانے کا سامان رکھیں گے۔

(ابن ابی الدنیا)

فتح الباری میں اس حدیث سے ملتی جلتی روایت میں یہ اضافہ لکھا ہے کہ "وہ رات پھر لہو ولعب رہیں گے اور صبح ہوگی تو بندر اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہو چکے ہوں گے۔"

معاذ اللہ...... (فتح الباری 94/10)

مسند احمد کی روایت میں یہ لکھا ہے کہ یہ عذاب ان پر حرام کو حلال کرنے کی وجہ سے آئے گا۔

زمین دھنسنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اس امت میں شکلوں کا بگڑنا، زمین میں دھنسنا اور پتھروں کی بارش ہوگی، میں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جب خباثت پھیل جائے گی۔

(ترمذی، کتاب الفتن باب ماجہ فی العسف 2185 صحیح الجامع الصغیر 358/6)

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث میں یہ اضافہ لکھا ہے کہ یہ تین عذابات گانے والیوں اور گانے کے آلات عام ہونے پر آئیں گے (جامع الترمذی الفتن 2212)

بعض بستیاں اس طرح زمین میں دھنسا دی جائیں گی کہ ان کا ایک بھی فرد زندہ نہیں بچے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن صحار عبدی رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ بعض قبیلے زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے اور لوگ پوچھیں گے کہ فلاں قبیلے سے کوئی بچہ ہے؟ (اسے احمد نے روایت کیا ہے مسند امام احمد 633/3 فتح البخاری کرتے ہیں 412/3)

دوسری روایت میں ہے کہ زمین میں دھنسنے کا واقعہ آخری زمانے میں اس لشکر کے ساتھ پیش آئے گا جو بیت اللہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پہلے سے لے کر آخری آدمی تک کو زمین میں دھنسا دیں گے۔

قعقاع بن ابی حدرد کی بیوی بقیرہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم سنو کہ ایک لشکر (بیت اللہ کے قریب) زمین میں دھنس گیا ہے تو جان لو کہ اب قیامت بالکل قریب ہے۔ اب قیامت بالکل قریب ہے۔ (مسند احمد)

یعنی ان لوگوں کو مدینہ کے قریب زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ آخر میں (یہ کہوں گا کہ) اس سے پہلے یہ سزائیں گنہگاروں اور ان گناہوں پر خاموش رہنے والوں کے ساتھ پیش آچکی ہیں۔ مسلمان کو ان سے خبردار رہنا چاہئے۔

زانیوں، شرابیوں کی ہلاکت

ابو عامر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم راحتہ اللعاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میری امت میں کچھ ایسے برے لوگ پیدا ہوں گے جو زناکاری ریشمی لباس، شراب اور گانے بجانے کو حلال کریں گے اور (ان میں سے) کچھ لوگ پہاڑوں پر بسیرا کریں گے۔ ان کے چرواہے صبح وشام مویشی لائیں گے اور پھرے جائیں گے۔ ان کے پاس

کوئی فقیر اپنی حاجت براری کے لئے آئے گا تو وہ ٹال مٹول سے کام لیں گے۔ کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ انہیں راتوں رات ہلاک کر دے گا۔ ان پہاڑوں پر گرا دے گا۔ ان میں سے باقی بچنے والوں کو تا قیامت، بندر اور خنزیر کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔
(صحیح البخاری، کتاب الشریعت باب ماجہ فیمن یشغل الغمر ویسمیہ بغیر اسمہ 559)

زمین کا دھنسنا اور زلزلوں کا آنا زمین کے اندرونی پرت میں بعض غیر معمولی تبدیلیوں کے رونما ہونے کی بنا پر ہو گا۔ تیز آندھیوں کا آنا جغرافیائی حالات میں تبدیلیوں، سمندری رووں کے رخ بدل لینے اور روئے زمین پر موسمی تغیر وتبدل کی بنا پر ہو گا۔ بعض لوگوں کے قرتوتوں کی بناء پر ان کی صورتیں بھی مسخ ہو جائیں گی۔ یہ بات اس بات کا حتمی ثبوت ہوگی کہ اب خدا پر ایمان لانا بے سود رہے گا اور کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ انسانی صورتوں میں تبدیلی، قرب قیامت کی بہت بڑی نشانی ہوگی۔ گویا لوگوں کے اعمال ان کے منہ اور پیشانی پر لکھ دیئے جائیں گے۔

واقعات

(۱) 308ھ میں مغرب اقصیٰ کے تیرہ گاؤں زمین میں دھنس گئے۔

(۲) 346ھ میں مطیع کے دورِ خلافت میں اتنا بڑا زلزلہ آیا کہ شہر طالقان زمین میں دھنس گیا اور ہزاروں شہریوں کی تعداد میں سے بمشکل کل 30 آدمی زندہ بچ سکے اور اس زلزلے میں ایران کی 150 بستیاں زمین میں دھنس گئیں اور اس کا اثر حلوان تک پہنچا کہ آدھے شہر سے زیادہ حصہ زمین میں چلا گیا اور زمین اس طرح پھٹ گئی کہ قبروں سے مردے باہر نکل گئے اور پانی کے چشمے پھوٹ نکلے اور ایران میں ایک پہاڑ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے علامہ ابن جوزی سے نقل کیا ہے۔

(۳) اسی طرح 533ھ میں بصرہ کا ایک گاؤں زمین کے اندر غائب ہو گیا۔

(۴) اسی طرح 533ھ میں بحیرۂ شہر زمین کے اندر چلا گیا اور شہر کی جگہ سیاہ پانی

کا تالاب بن گیا۔

(۵) اسی طرح آذربائیجان کے اطراف میں 6 گاؤں زمین کے اندر گئے۔ علامہ برزنجی کا بیان ہے کہ یہ واقعہ ہمارے زمانے میں ہوا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین 825-826/72)

خطرناک بارش

قیامت سے قبل ایسی خوفناک بارش ہوگی جس سے مٹی اور پتھر کے گھر تک تباہ ہو جائیں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عجیب بات ارشاد فرمائی کہ اس بارش سے اونٹ کی کھال سے بنا خیمہ محفوظ رہے گا۔

چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّد دوعالم فخر بنی آدم مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ لوگوں پر ایسی (شدید) بارش ہوگی جس کے برسنے (کی شدت کی وجہ) سے مٹی کا گھر محفوظ نہیں رہے گا بلکہ بارش اسے تباہ کردے گی مگر بالوں والے گھر (خیمے) بارش سے محفوظ رہیں گے۔

(مسند احمد 262/2)

قیامت کی اس نشانی کا ظہور باقی ہے۔

وضاحت

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے خاتمہ اور فنا ہونے سے قبل ایسی خوفناک بارش ہوگی جو بڑی سے بڑی عمارت کو تباہ کردے گی۔ بہت سے سائنس دان انتباہ کر رہے ہیں کہ فطرت کے نظام میں مداخلت سے گلیشیرز اپنی جگہ سے سرک رہے ہیں اور ممکن ہے کہ ان گلیشیئرز کے سرکنے سے سمندروں میں ایسا طوفان برپا ہوسکتا ہے جو بہت سے براعظموں کو غرق کردے گا۔ گلیشیئرز میں پیدا ہونے والی حرکت کو کہ ابھی بہت کم ہے، لیکن یہ اندیشہ برقرار ہے کہ اگر ایٹمی جنگ چھڑ گئی جس کے امکان کو کسی بھی طرح

ردنہیں کیا جا سکتا تو ایٹمی حملہ جہاں شہروں کو نیست و نابود کر دے گا وہیں زمینی فضا کے توازن کو بھی تہہ بالا کر دے گا۔ یوں جس خطرے کی برسوں بعد توقع ہے وہ اچانک بھی سامنے آ سکتا ہے۔ شدید طوفانی بارشیں، سیلاب سمندری طوفان موجودہ زمین کے نقشہ تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ بعض ماہرین فلکیات اکیسویں صدی کو کرۂ ارض کے لئے کچھ اچھا نہیں سمجھ رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کشش ثقل کی ایک اضافی قوت زمین پر زبردست تباہ کاریاں لائے گی۔ سیلاب، زلزلے اور دیگر ارض وسماعی آفات دنیا میں تباہی لائیں گے۔ آتش فشاں پھٹ پڑیں گے اور بہت کچھ تہہ و بالا ہو جائے گا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس تباہی کو کوئی قوت قابو میں نہیں کر سکتی۔ قدرت ہی ان تباہ کاریوں کو کم یا ختم کر سکتی ہے۔ 10 ہزار سال پورے ہونے کے بعد پہاڑوں کی بلند و بالا چوٹیاں پانی کے نیچے آ جائیں گی اور موجودہ دنیا سب کی سب سمندر بن جائے گی اور سمندر کی جگہ نئی دنیا آباد ہوگی۔ 2006ء کے بعد ہماری زمین دس ہزار سال پورے کر چکی ہے۔ کرۂ ارض کے موسم میں واضح تبدیلیاں آ رہی ہیں جن سے ماحول نہایت سنگین تباہی سے دوچار ہے۔ گلوبل وارمنگ کی اصطلاح عام ہے اور دنیا بھر کے مجموعی درجہ حرارت میں اضافے سے طوفان سیلاب اور بارشوں کی شرح غیر معمولی طور پر متغیر ہوگئی ہے اور اسے محض ایک عام فطری عمل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بہرکیف! اگر گلوبل وارمنگ کے نتیجے میں ہولناک سیلاب آ جاتا ہے تو اس سے جو لوگ بچ جائیں گے وہ گھروں اور شاندار محلوں میں رہنے کی بجائے درختوں پر بسیرا کریں گے۔ جنگلوں اور غاروں کے اندر سکونت پذیر ہوں گے۔

آسمانی برق کا عذاب

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ابھی تک نہیں ہوا۔ اس میں سے ایک نشانی آسمانی بجلی کا کثرت سے کڑکنا بھی ہے۔

حضور سرورِ کون و مکان سیّد انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ قربِ قیامت میں آسمانی بجلی کا گرنا بہت زیادہ ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ کوئی شخص اپنی قوم کے پاس آئے گا اور پوچھے گا: آج صبح تمہاری طرف کون سا شخص بجلی سے مرا ہے؟ تو وہ کہیں گے، فلاں اور فلاں شخص۔ (مسند احمد)

قیامت سے قبل جس بجلی کی کڑک سے لوگوں کی ہلاکت ہوگی یہ کوئی نیا عذاب نہیں، بلکہ اسی بجلی کی کڑک کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کو ہلاک کیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: پھر بھی اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ میں نے تمہیں اس کڑک سے خبردار کر دیا ہے جیسا کڑکا عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا۔ (سورۂ حم سجدہ: 13)

اس بجلی کی شدت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طاغیہ سے تعبیر فرمایا ہے: نتیجہ یہ کہ جو ثمود کے لوگ تھے وہ (چنگھاڑ کی) ایسی آفت سے ہلاک کیے گئے جو حد سے زیادہ (خوفناک) تھی۔ (سورۃ الحاقہ 5)

زمین اناج نہیں اگائے گی

حضور جانِ کائنات، فخر موجودات، صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے قبل جن علامات کی خبر دی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قیامت سے قبل آسمان سے بارش تو نازل ہوگی، مگر اس سے زمین پھل اناج نہیں اگائے گی، یا بہت کم اُگائے گی۔

حضرت انس راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت سے قبل زمین پر موسلا دھار بارشیں برسائی جائیں گی مگر زمین کچھ بھی پیداوار (فصل) نہیں اگائے گی۔ (مسند احمد 3/140، ومسند ابویعلی 7/303)

یہ اس لئے ہوگا کہ زمین سے برکت ختم ہوجائے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "خشک سالی (قحط) یہ نہیں ہے کہ بارش نہ ہو بلکہ خشک سالی یہ ہے کہ آسمانوں سے بارش ہو مگر زمین کچھ بھی اناج یا پھل نہ اُگائے۔ (مسند احمد)

اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بارش تو بہت ہوگی لیکن بارش کے مقابلے میں پیداوار زمین سے بہت کم ہوگی حالانکہ بارش پیداوار کا باعث اور سبب ہوتی ہے لیکن حق تعالیٰ شانہٗ اسباب کے خالق ہیں، وہ چاہیں تو اسباب مسبب پیدا فرمادیں نہ چاہیں تو سبب سے مسبب پیدا نہ فرمائیں چاہیں تو بارش کے بغیر پیداوار زمین سے اگا دیں نہ چاہیں تو کثرت بارش کے باوجود زمین سے کچھ نہ اُگے۔

لوگ تقدیر کے منکر

قیامت کی وہ نشانی جس کا مکمل طور پر ظہور نہیں ہوا ہے کہ اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت حذیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور سرور دو عالم جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو کہا کریں گے تقدیر کوئی چیز نہیں۔ یہ لوگ اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو کیونکہ یہ دجال کا ٹولہ ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ ان کو دجال سے ملا دیں''۔ (مسند ابوداؤد طیالسی 58/2)

موجودہ دور میں ایسا طبقہ موجود ہے جو کم علمی اور علماء اور اولیاء کی صحبت میں نہ بیٹھنے کی وجہ سے تقدیر کے بارے میں غلط قسم کی باتیں کہہ جاتا ہے۔ مثلاً بعض سے سنا ہے کہ میں ہی اللہ کو یہ مصیبت دینے کے لئے ملا تھا وغیرہ ایسا لفظ کہنا ایمان کو خارج کر دیتا ہے، بلکہ ایسے شخص کو کلمہ اور نکاح کی تجدید لازم ہے۔ ایسا بول وہی بولتا ہے جس کا تقدیر پر ایمان کمزور ہوتا ہے۔ مگر دنیا کے خاتمے سے قبل ایک بڑا طبقہ تقدیر ہی کا انکار کر دے گا وہ یہ کہے گا کہ تقدیر سے پیسہ نہیں ملتا بلکہ اپنی محنت سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

ایمان فقط مکہ اور مدینہ میں

علامات قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ قیامت سے قبل اسلام کے ماننے والے

صرف مکہ اور مدینہ میں موجود ہوں گے بقیہ جگہ غیر مسلموں کا قبضہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شروع میں بھی اجنبی تھا (یعنی لوگ اس کے دشمن تھے) اور دوبارہ اجنبی ہو جائے گا۔ جیسا کہ ابتداء میں تھا'' اور وہ سمٹ کر دونوں مسجدوں (مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں آجائے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں چلا جاتا ہے۔

(مسلم کتاب الامام باب ایمان ان الاسلام بداغریبا146)

اسی طرح ایک اور حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یقیناً ایمان سمٹ کر اسی طرح مدینہ میں آجائے گا جس طرح سانپ سمٹ کر اپنے بل میں چلا جاتا ہے۔'' (مسلم شریف)

پہاڑوں کا جگہ تبدیل کرنا

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی ''یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے''۔ (حجۃ اللہ 8258/2 بحوالہ طبرانی)

قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی ہے کیونکہ زلزلوں میں پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ٹل جانا بارہا واقع ہو چکا ہے چنانچہ دو واقعات تاریخوں میں مذکور ہیں جو بہت ہی مستند اور مشہور ہیں جن کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے۔ 242ھ میں متوکل عباسی کے دورِ حکومت میں یمن کا ایک پہاڑ جس پر کچھ لوگوں کی کھیتیاں تھیں وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسرے لوگوں کے کھیتوں میں چلا گیا۔ اسی طرح تین سو ہجری میں دینور کا ایک پہاڑ زمین کے اندر دھنس کر بالکل غائب ہو گیا اور وہاں اس قدر زیادہ پانی نکل پڑا کہ بہت سی بستیاں غرق ہو گئیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین 825/3)

تم ایسے بڑے حادثات و واقعات کا مشاہدہ نہ کر لو جو تم نے اس سے پہلے نہ دیکھے ہوں۔ (المعجم الکبیر الطبرانی 207/7)

اہل عرب کو لپیٹنے والا فتنا

قیامت کی علامت میں سے ایک علامت ایسا فتنہ جو تمام عربوں کو پہنچے گا جس کی وجہ سے ان میں بہت زیادہ قتل وغارت اور ہلاکتیں ہوں گی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک ایسا فتنہ ظاہر ہوگا جو سب عربوں کو لپیٹ میں لے لے گا۔ اس میں قتل ہونے والے جہنم میں جائیں گے اس فتنے میں زبان کی کاٹ تلوار سے ہوگی۔ (بحوالہ مسند احمد سنن ابی داؤد جامع الترمذی)

تسنطف العرب:

وہ فتنہ ایسا ہوگا جو تمام عربوں کو برباد کردے گا۔ اس نتیجے میں قتل ہونے والے بوجہ شیطان کی اتباع اور خواہش نفسی کی پیروی کرتے ہوئے اور دنیا کی خاطر لڑتے ہوئے جہنم کے مستحق بنیں گے۔

سب سے بہتر

علامت قیامت میں ایک علامت جو قرب قیامت حضرت عیسیٰ کے ظہور کے وقت ظاہر ہوگی۔ آپ کا زمانہ بہت فضیلت والا ہوگا۔ عبادات بھی فضیلت کی حامل ہوں گی کیونکہ وقت اور مقام کے شرف ومنزلت کے مطابق عبادات کے اجر وثواب میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہا عادل حکمران بن کر نزول فرمائیں۔

وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ کو ختم کردیں گے۔ مال کی اس قدر کثرت ہوجائے گی کہ اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔

اس زمانے میں ایک سجدہ دنیا اور اس کے تمام خزانوں سے زیادہ قیمتی ہوگا۔
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

قمر کا پہلی رات کبیر نظر آنا

قیامت کی علامت میں سے ایک علامت یہ ہے کہ پہلی رات کے چاند کو دوسری رات کا چاند سمجھا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ چاند معمول سے بڑا نظر آئے گا۔ پہلی رات کا چاند دیکھ کر کہا جائے گا کہ یہ تو دوسری رات کا چاند ہے۔
(المعجم الاوسط للطبرانی: 441/7 سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: 366/5 حدیث 2292)

حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ پہلی رات کا چاند صاف صاف دیکھا جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ دو راتوں کا ہے اور مساجد کو راستہ بنا لیا جائے گا اور موت اچانک آ جایا کرے گی (یعنی ہارٹ فیل) (طبرانی فی الاوسط)

حضور سرور کون و مکان سیّد انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قبلا بفتح القاف والباء ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ چاند کے پورے طلوع ہونے سے قبل ہی اس کے بیشتر حصہ کو دیکھ لیا جائے گا۔ جیسا کہ ابن اثیر نے نہایہ میں ذکر کیا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو طبرانی نے کبیر میں ذکر کیا اس کے الفاظ یہ ہیں: قیامت کی نشانی سے چاند کا پھول جانا ہے۔

ہجرت شام

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ قیامت سے پہلے مسلمانوں کی اکثریت شام کی طرف ہجرت کر جائے گی۔

بلکہ کوئی بھی مومن ایسا نہیں بچے گا جو شام کی طرف ہجرت نہ کرے۔ سیّدنا بہزاد بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے کہاں جانے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں اور اپنے دست مبارک سے شام کی طرف اشارہ کیا۔
(ترمذی، مستدرک، حاکم)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
ایسا زمانہ آئے گا جس میں کوئی بھی مومن ایسا نہیں بچے گا جو شام کی طرف ہجرت نہ کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) اسی مفہوم کی ایک اور حدیث ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا: وہ وقت قریب ہے جب تم لوگ شام کی طرف ہجرت کرو گے۔ وہ تمہارے لئے فتح کردیا جائے گا۔ (مسند احمد)

خاص لوگ فتنوں میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم حضور جانِ کائنات فخر موجودات صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور قیامت سے قبل کا تذکرہ کیا ''اس کے شر سے وہی بچ جائے گا جو ڈوبنے والے کی طرح (اخلاص سے) دعا کرے گا۔ اس وقت سب سے خوش قسمت شخص وہ متقی ہوگا جو پوشیدہ ہو۔ سب سے بدقسمت شخص پرجوش خطیب اور تیز سوار ہوگا۔ (الفتن: 363، رواہ ابونعیم فی الحلیۃ)

وضاحت

گمنام متقی لوگ جن کو کوئی نہ جانتا ہو یعنی مشہور نہ ہوں کہ سامنے آجائیں تو کوئی پہچانے نہیں اور کہیں چلے جائیں تو کوئی پوچھتا نہ پھرے کہ کہاں گیا۔ اسی طرح وہ سوار جس کی سواری نمود و نمائش والی ہو۔ موجودہ دور میں اگر آپ غور کریں تو حالت یہی ہے جو مشہور و معروف لوگ ہیں۔ خواہ علماء ہوں یا صحافی یا کالم نگار ہر مسئلے میں وہی آزمائش

میں پڑے نظر آتے ہیں۔ لال مسجد آپریشن، وزیرستان میں امریکی مفاد کی جنگ، جہاد کے خلاف فتویٰ باطل کی جنگ کو اپنی ثابت کرنا اور تمام مسلوں میں وہی لوگ آگے لائے گئے یا مجبور کیئے گئے جو عوام میں مشہور ہیں۔ اس حدیث میں ایک بات اور ہے جو بڑی گہرائی کے ساتھ اس دور کو بیان کر رہی ہے۔ اس دور میں باطل قوتوں کی بھرپور قوت اس بات پر لگی ہوئی ہے کہ دنیا میں ہر انسان اس کی نظر میں رہے۔ کون کہاں سفر کر رہا ہے۔ کون کس سے اور کیا بات کر رہا ہے کس کا خاندان، قبیلہ اور نسب کیا ہے، کس کے پاس کتنا پیسہ ہے کسی کی پسند و ناپسند کیا ہے؟ اس کے لئے وہ سیٹلائیٹ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ آن لائن بینکنگ کمپیوٹرائزڈ پاسپورٹ چیپ گلے کریڈٹ کارڈ اور جگہ جگہ سکیورٹی کیمرے نصب کر کے یہ کام کر رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کو آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز ایک آنکھ کی نگرانی میں رہے۔

مشرف نے پاکستان میں نادرا قائم کر کے پاکستانیوں کے مکمل کوائف عالمی یہودی قوتوں کے سامنے کھول کر رکھ دیئے ہیں جو حضرات کمپیوٹر ہیکنگ کی باریکیوں کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کوئی بھی ڈیٹا آن لائن ہو جانے کے بعد کتنا محفوظ رہ سکتا ہے جبکہ سی آئی اے اور راء کے تنخواہ دار اور فرمیسن کے ممبران ہماری جڑوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت حال میں وہ شخص کیسے محفوظ (غیر معروف) رہ سکتا ہے جس کے پاس نادرا کا کارڈ ہوگا۔ نادرا نے حال ہی میں یہودی اداروں کے حکم پر ایک نیا پروگرام شروع کیا ہے جس کو آر ایف یا ریڈیو فریکونسی کہا جاتا ہے۔ یہ آر۔ ایف ہر شناختی کارڈ میں موجود ہوگی چنانچہ یہودیوں کو ہر شخص کا پتہ ہوگا کہ کون اس وقت کہاں ہے۔ ذرا سادگی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کمپنی جو یہ سب مانیٹر کرے گی ایک یہودی کمپنی ہے چنانچہ یہ معلومات نادرا سے زیادہ دجال اور اس کے ایجنٹوں کے کام آئیں گے۔ اب آپ پریشان کہ بندہ پھر کیا کرے جواب وہی ہے جو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دور کے بارے میں فرمایا ''فتنوں کے وقت میں بہترین شخص وہ ہوگا جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اللہ کے

دشمنوں کے پیچھے ہو وہ اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور اللہ کے دشمن اس کو ڈراتے ہوں۔ یا وہ شخص جو دنیا سے کٹ کر اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہو جائے اور اللہ کا حق ادا کرتا رہے" (مستدرک حاکم حوالہ برمواد تکون اور دجال 107)

عداوت رکھنے والوں کی کثرت

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی جس کا ظہور ہو چکا ہے وہ یہ ہے کہ دوست کے روپ میں دشمنوں کی کثرت ہوگی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جو بظاہر بھائی ہوں گے اور باطن میں دشمن ہوں گے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ایسا کیوں ہو گا؟ ارشاد فرمایا کہ بعض کو بعض سے لالچ ہوگا اور بعض کو بعض سے خوف اس لئے بظاہر دوست اور پوشیدہ دشمن ہوں گے۔ (احمد و مشکوۃ، صفحہ 455)

آج کل یہ مرض بہت عام ہو گیا ہے کہ کسی کے سامنے تو دوستانہ تعلقات ظاہر کرتے ہیں اور پیٹھ پیچھے دشمنوں کی طرح مذمت اور برائی کرتے ہیں اور اس کا سبب حسب ارشاد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہے کہ اپنی کسی غرض اور ضرورت پوری ہونے کے لالچ میں دوستی اور تعلقات ظاہر کرتے ہیں اور زبانی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں۔ حالانکہ دل میں اسی شخص سے نفرت اور بغض ہی ہوتا ہے۔ اس مذموم حرکت کا دوسرا سبب یہ ارشاد فرمایا کہ دوسرے خوف یعنی اس کے اقتدار و جاہ وحشمت کے باعث خوب تعریف کریں گے حالانکہ دل اس کی برائیوں سے [illegible] اور سینہ میں بغض کی آگ بھڑک رہی ہوگی۔ ہمارے زمانے میں مخالف پارٹیوں کے لیڈروں کے حق میں یہی طریقہ اختیار کر لیا گیا ہے کہ دل میں تو ان کی جانب سے خوب کوٹ کوٹ کر بغض بھرا ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کی تعریف کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

اللہ عزوجل کے گھروں کو مزین کیا جائے گا

مسجد اللہ کا گھر ہے اور اس کی عبادت کی جگہ ہے مسجد کی تعمیر پر جنت میں گھر کی تعمیر کا وعدہ ہے مگر مسجد کو یہود ونصاریٰ کے عبادت خانوں کی طرح سجانے سے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ضرور مسجدوں کو یہود ونصاریٰ کی طرح سجاؤ گے۔ (سنن ابی داؤد)

ایک روایت میں ہے کہ: قیامت کی علامات سے ہے کہ لوگ مسجدوں کو سجایا کریں گے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جب تم لوگ مسجدوں کو سجانے لگو اور قرآن کو مزین کرنے لگے تو تمہاری بربادی ہے۔

(صحیح الجامع 1/220 الزھد لابن مبارک 797 السلسلۃ الصحیحۃ 3/337 وحکم بالمرفوع، شرح السنۃ 2/350)

یہ نشانی عرصۂ دراز سے شروع ہو چکی ہے اور بتدریج شدت پکڑ رہی ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے دور خلافت میں بیت المقدس کو سونے اور چاندی وغیرہ سے اس قدر مزین کر دیا کہ لوگ اسے حرمین پر ترجیح دینے لگے اور ہمارے زمانے تک اس کے اثرات مندمل نہیں ہوئے۔ بقدر ضرورت مسجد وسیع کرنا، ضروری سہولیات مہیا کرنا، صفین اور قالین وغیرہ پاک وصاف رکھنا جائز ہی نہیں ضروری بھی ہے۔ کیونکہ نبی کریم راحۃ اللعاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: محلوں میں مسجدیں بناؤ اور انہیں پاک صاف رکھو۔ (داؤد، کتاب الآحالات)

اسی مضمون کی ایک اور روایت ہے کہ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم کی صرف رسم باقی رہ جائے گی۔ ان کی (مسلمانوں کی) مسجدیں نقش ونگار سے آراستہ ہوں گی اور ہدایت کے اعتبار سے

ویران ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے زیادہ برے ہوں گے۔ ان علماء سے فتنے پیدا ہوں گے۔ (بیہقی)

وضاحت

مساجد کو منقش کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) ان کی دیواروں پر مختلف قسم کے رنگ کیے جاتے ہیں۔

(۲) مختلف قسم کی حرمین شریفین اور مسجد اقصیٰ کی تصاویر لگائی گئی ہیں۔

(۳) رنگارنگ قالین اور کارپٹ (جائے نماز) بچھائے جاتے ہیں۔

(۴) انتہائی مزین اور مہنگے فانوس لگائے جاتے ہیں۔ نقش ونگاری کی ممانعت سے مراد یہ نہیں ہے کہ مسجد کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے اور ان میں کوئی اچھے قسم کی قالین (جائے نماز وغیرہ) نہ بچھائی جائے یا انہیں پرانے طرز پر کمزور صورت میں تعمیر کیا جائے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مساجد کی تزئین وآرائش وزیبائش میں مبالغہ اور اسراف سے کام نہ لیا جائے۔

موجودہ دور کی مساجد میں آپ کو بے شمار نقش ونگار نظر آئیں گے۔ اس میں مسجد کو مختلف رنگوں سے مزین کرنا، قیمتی قالین کا بچھانا چھت پر کروڑوں روپے کا فانوس لگانا، دیواروں کو دیدہ زیب ٹائلوں سے سجانا اس سے بہتر ہے کہ یہ رقوم غریبوں، مدارس اور دیگر مساجد کی تعمیر پر خرچ ہو البتہ مسجد کی تعمیر اور فرش کو مضبوط بنایا جا سکتا ہے اور اس پر مناسب کلرز بھی کرانے کی گنجائش ہے مگر مساجد کو عیسائیوں کے گرجا گھر کی طرح سجانے سے حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بھی نشاندہی فرمائی ہے کہ مسجدوں کی یہ تزئین وآرائش کسی اچھے جذبے کے تحت نہیں ہوگی بلکہ فخر ومباہات کے لئے ہوگی اور مسجدیں چونکہ نمازوں کے لئے ہیں اور نمازوں کی روح خشوع ہے۔ اس کے بغیر نماز بے جان ہے لہٰذا جب مسجدیں مزین اور آراستہ پیراستہ ہوں گی تو خشوع کا فقدان ہوگا اور قلب وروح

میں انتشار پیدا ہوگا۔ اس لئے شریعت نے مسجدوں کو مزین کرنے سے روکا۔ چنانچہ امام نووی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے سلسلہ میں لکھا ہے: مسجد کی محراب اور اس کی دیواروں کو منقش بنانا ایسی چیزیں ہیں جو نمازیوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں، لہٰذا محراب اور درودیوار کی تزئین، نیز نقش ونگار بنانا مکروہ ہے کیونکہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی منقش چادر ہٹائے ہوئے یہی علت بیان فرمائی تھی۔

(نووی شرح مسلم، جلد ا صفحہ 208)

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی علت کے تحت مساجد کو مزین کرنے سے روکا تھا لیکن بعد میں آنے والے لوگوں نے آپ کی اس نصیحت پر عمل نہ کیا اور مسجدوں کو منقش کیا جیسے کپڑے کو منقش کرتے ہیں اور بادشاہوں نے اس قسم کی مسجدیں بنانے میں فخر محسوس کیا۔ حدیث میں اس بارے میں سخت وعید آئی ہے۔

حکیم ترمذی رضی اللہ عنہ سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم مساجد منقش کرنے لگو گے اور اپنے قرآنوں کو سونے سے مزین کرو گے۔ اس وقت تم پر تباہی نازل ہوگی۔ (صحیح الجامع الصغیر للالبانی جلد ا صفحہ 559: اسنادہ حسن)

البتہ کہ اس ترقی یافتہ دور میں بعض علماء نے مساجد کو خوبصورت اور مزین بنانے کی اجازت دی ہے جیسا کہ ابن المنیر نے کہا ہے کہ جب ترقی کا ایسا زمانہ آجائے گا کہ لوگ اپنے رہنے سہنے کے لئے عالی شان محل اور رنگین کوٹھیاں تعمیر کرنے لگیں تو ایسے زمانے میں استخفاف اور استہانت سے بچنے کے لئے مسجدوں کی بھی تزئین وآرائش ہونی چاہئے لیکن دوسرے بہت سے علماء نے اس تزئین کی مخالفت کی ہے۔ (فتح الباری جلد ا صفحہ 263)

ایک حبشی کا مسجد حرام کو گرانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: قیامت سے قبل دو پتلی پتلی پنڈلیوں والا حبشہ کا ایک آدمی کعبہ کو برباد کرے گا۔

(بخاری، کتاب الفتن بات تغییر الزمان حتی تعبد الاوثان)

یہ اس وقت ہوگا جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ قرطبی نے کہا ہے جس وقت قرآن حافظوں کے سینوں اور مصحفوں میں سے اٹھالیا جائے گا اور یہ واقعہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوگا۔ اب یہ جو قرآن حکیم میں کعبہ کو حرماً آمناً فرمایا تو اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کیوں کہ آمن کا معنی ہے کہ قیامت تک اس میں امن رہے گا جب قیامت ہی آ گئی تو اب کوئی شے باقی نہ رہے گی۔ اسی سلسلہ میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کعبہ کو دو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی تباہ کرے گا وہ اس کا سونا بھی اُچک لے گا اور اس کا غلاف بھی اتار پھینکے گا گویا کہ میں اس حبشی کو دیکھ رہا ہوں، کمبخت سر کا گنجا اور ٹیڑھے پاؤں کا کعبہ پر پھاوڑے اور گینتی مار رہا ہے۔ (مسند احمد 14/12)

کنز کا خروج

مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک حبش والے تم سے نہ لڑیں تم ان سے نہ لڑو کیوں کہ خانہ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی نکالے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

مسند احمد اور بخاری کی ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزولِ سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گویا کہ میں (معجزانہ طور پر اپنے سامنے) اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ (کمبخت) کالا اور اس کے دونوں پاؤں میں معمول سے زیادہ فاصلہ ہوگا وہ کعبہ کو ایک ایک پتھر کر کے توڑ رہا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل 315-316/3)

حدیث میں افحج کا لفظ آیا ہے یہ عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جو اکڑتا ہوا

چلے یا چلنے میں اس کے دونوں پاؤں نیچے تو نزدیک رہیں اور دونوں ایڑھیوں میں فاصلہ رہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس مردود کی آنکھیں نیلی ناک پھیلی ہوئی ہوگی اور پیٹ بڑا ہوگا۔ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں گے جو کعبہ کا ایک ایک پتھر اُکھاڑ ڈالیں گے اور سمندر میں جا کر پھینک دیں گے۔ (نعوذ باللہ من ذالک الزمان الفاسد)

بدبخت انسان

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول اللہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رکن (یمانی) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان ایک آدمی کی بیعت لی جائے گی اور کعبہ کو اس کے والی ہی ویران کریں گے اور اس وقت (بطور سزا) اہل عرب کو ہلاک کر دیا جائے گا اور پھر حبشی آئیں گے اور اسے ایسا خراب کریں گے کہ پھر یہ کبھی آباد نہیں ہوگا اور وہ لوگ اس کے خزانے نکال لے جائیں گے۔

(احمد 432/2-411-463، ابن ابی شیبہ 612/8 طیالسی 2373، حاکم 48714-499)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ ایک روز نبی کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا اور بیت اللہ شریف کو آگ لگا دی جائے گی۔ (اسے طبرانی نے روایت کیا ہے: حوالہ علامات قیامت 242)

ممکن ہے بیت اللہ شریف کا گرانے والا حبشی ہی بیت اللہ شریف کو آگ بھی لگائے۔

حضرت اُبوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیت اللہ کا حج اور عمرہ یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی ہوتا رہے گا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بیت اللہ کا حج موقوف نہ ہو جائے۔

(بخاری، کتاب الحج باب قولہ اللہ تعالیٰ جعل اللہ الکعبہ البیت الحرام 1593)

اللہ عزوجل کے گھر کے ساتھ:

کعبہ پر یہ حادثہ بڑا سخت ہوگا کہ وہ حبشی کعبہ کے ایک ایک پتھر کو اکھاڑ پھینکے گا۔ اگر چہ کعبہ پر اس سے پہلے بھی کئی حادثات گزر چکے ہیں اور ان میں سب سے بڑا حادثہ وہ تھا جو چوتھی صدی میں یعنی 317ھ میں قرامطہ کے ہاتھوں پیش آیا کہ انہوں نے 317 ہجری میں ترویہ کے روز حاجیوں پر دھاوا بول دیا اور ان کے مالوں اور ان کی جانوں کو اپنے لئے حلال قرار دے دیا اور انہوں نے مکہ کی گلیوں اور کوچوں میں اور مسجد حرام میں اور کعبہ کے اندر حاجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ زمزم کے قبہ کو منہدم کر دیا۔ باب کعبہ کو اکھاڑ دیا۔ اس کا غلاف اتار پھینکا اور حجر اسود کو نکال کر اپنے شہروں میں لے گئے اور یہ ان کے پاس 22 سال رہا پھر وہ اس کو واپس لے کر آئے اور جہاں سے اکھاڑا تھا وہیں لگا دیا۔ (البدایہ والنہایہ 11/160-161 فضائح الباطنیہ للغزالی 13-12)

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

قیامت کب آئے گی اس کا حقیقی علم صرف اللہ کو ہے اور اس کی عطا سے حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قیامت کی حقیقی آمد کا علم ہے۔ اسی لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبریں دی ہیں۔

البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کی 150 سے زائد علامات بتائی ہیں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بتلائیں تا کہ امت روز قیامت سے قبل اس کی تیاری کرے۔ قیامت اتنی خوفناک اور دہشت ناک ہوگی کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک ہر نبی نے قیامت کی ہولناکی سے پناہ مانگی اور اپنے امتیوں کو اس کی خبر دی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی آمد کی خبر کے ساتھ ساتھ اس کی علامات بھی بتلائیں جن میں ایک علامت بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے اور قیامت کو اتنا قریب بھیجا گیا ہے جتنا شہادت والی انگلی اور

درمیانی انگلی ایک دوسرے کے قریب ہے۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد)

لہٰذا قیامت کی سب سے پہلی چھوٹی نشانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کسی نبی نے نہیں آنا۔

(حضور تذکرہ قرطبی جلد 710/1)

حضور مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ظاہری

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی ہے چنانچہ سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوۂ تبوک میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت سے پہلے چھ نشانیاں واقع ہوں گی۔

میرا وصال ہوگا، بیت المقدس فتح ہوگا، موت کی بیماری جیسے بکریوں میں بیماری پڑتی ہے یعنی طاعون، باوجود کثرت مال آدمی سو اشرفیاں بھی نہ لے کر خوش ہوگا، ایک بلا جو عرب کے ہر گھر میں گھس جائے گی، تمہارے اور نصاریٰ کے درمیان صلح ہوگی عہد وشکنی اور غداری کریں گے اور اسی (۸۰) جھنڈے تلے بارہ ہزار فوج ہوگی۔

(صحیح ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب اشراط الساعۃ 3267/2)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ ایک سب سے بڑی مصیبت تھی جو مسلمانوں پر نازل ہوئی چنانچہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو مدینہ کی ہر ہر شئے منور ہوگئی تھی لیکن جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس روز مدینہ کی ہر شئے تاریک نظر آنے لگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے بعد ہاتھوں سے ابھی مٹی بھی نہیں جھاڑی تھی کے کہ ہمارے دلوں میں ایک تغیر سا محسوس ہونے لگا۔ (ترمذی حدیث 3622، جلد 10 صفحہ 87 ابن ماجہ، حدیث 1631)

وضاحت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سے اگر غم واندوہ سے ہر صحابی کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور ان پر غم والم کا پہاڑ ٹوٹا ہوا تھا لیکن سیّدنا عمر کی حالت کچھ عجیب تھی۔ آپ کی وفات کی خبر سنتے ہی ان کے ہوش اڑ گئے وہ تلوار ہاتھ میں لئے مسجد میں ادھر ادھر پھر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ منافقین یہ سمجھتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے ہیں لیکن آپ کی وفات ہرگز نہیں ہوئی بلکہ آپ اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں جس طرح سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے تھے اور اپنی قوم سے چالیس رات غائب رہ کر پھر واپس آ گئے تھے حالانکہ واپسی سے قبل کہا جا رہا تھا کہ وہ انتقال کر چکے ہیں۔ خدا کی قسم! آپ بھی اسی طرح واپس آ جائیں گے اور ان لوگوں کو نیست و نابود کر دیں گے جو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ انتقال کر گئے ہیں۔ (ابن ہشام جلد 2 صفحہ 655)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی قیامت خیز خبر نے تمام اہل مدینہ کو اس قدر متاثر کیا کہ ان کے ہوش اڑ گئے کوہ غم ٹوٹ پڑا تمام عالم ان کے لئے تاریک ہو گیا سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا ہو بات کرنی ان کے لئے مشکل ہو گئی تھی۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے سیّدنا فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہ نے فرط غم سے فرمایا: ہائے بابا جان آپ نے اپنے رب کی آواز پر لبیک کہا۔ آپ کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ ازواج مطہرات خصوصاً سیّدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر رنج و غم کا کوہِ گراں گزرا قلم کو اس کے لکھنے کی تاب نہیں سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی پریشانی اور رنج و غم بھی دیدنی تھا ہر ایک صحابی غم سے نڈھال سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا ہو گیا تھا؟ ہر ایک کے ہوش اڑے ہوئے تھے روز روشن میں مدینہ طیبہ میں انہیں اب ہر طرف تاریکی نظر آنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نہایت جوش میں تھے۔ برہنہ تلوار ہاتھ میں تھی مسجد میں جوش سے ادھر ادھر دیوانہ وار پھر رہے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کے سامنے یہ کہہ سکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعی انتقال ہو گیا ہے۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے کچھ دیر پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت سے مطمئن ہو کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی کہ اپنے گھر ''سخ'' تشریف لے گئے تھے۔ ابھی وہ اپنے مکان پر پہنچے ہی تھے کہ یہ جان گداز خبر ان کو ملی۔ وہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر واپس مدینہ پہنچے۔ مسجد نبوی کے دروازے پر گھوڑے سے اُترے اور نہایت غمگین حالت میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف بڑھے حجرہ میں داخل ہو کر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر بستر پر پڑا ہے اور تمام ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد نہایت غمگین بیٹھی ہیں۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آمد کا سن کر سوائے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے پردہ کر دیا اور اپنے منہ ڈھک لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چہرۂ انور سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور یہ کہا:

وانبیا واخلیلا واصفیا: تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو یہ کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو حالت طاری ہوئی ہے وہ موت نہیں ہے، لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیشانی کو بوسہ دے کر فرمایا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ موت و حیات دونوں حالتوں میں کیسے پاکیزہ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتوں کا مزا کبھی نہ چکھائے گا۔''

(بخاری جلد اصفحہ 517)

پرسوز واعظ

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات سے لوگوں کو سخت حیرانی ہو رہی تھی۔ مسلمان سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات سے کچھ تذبذب میں پڑ گئے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آتے ہی اس بات کو بھانپ لیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ حجرہ مبارک سے باہر تشریف

لائے۔اس وقت بھی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو یہی کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع نہیں ہوئی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا''عمر بیٹھ جاؤ''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ پر اس وقت کچھ عجیب کیفیت طاری تھی۔اس لئے انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔اب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر منبر نبوی کی طرف بڑھے اور لوگوں سے فرمایا کہ خاموش ہو کر بیٹھ جائیں چنانچہ سب لوگ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے لئے خاموش بیٹھ گئے۔سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اسے نہایت غور سے سنو اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہم پلہ کون ہو سکتا ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تصدیق کرنے والے تھے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیل بناتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اس کا کوئی اور مستحق نہ ہوتا۔اسی لئے ہمہ تن گوش ہو کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ارشادات سننے کے لئے بیٹھ گئے چنانچہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

''لوگو جو کچھ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا کرتا تھا اسے جان لینا چاہئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور اس پر کبھی موت نہیں آ سکتی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے محمد نہیں ہیں مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم لوگ دین سے پھر جاؤ گے اور جو شخص دین اسلام سے پھر جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔ (بخاری، جلد 2 صفحہ 640)

لوگوں کا رخ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر وہ عمر رضی اللہ عنہ جو پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہنے کے باوجود نہ بیٹھے تھے اپنی بات کہنے سے خاموش ہوئے۔اب

نہایت خاموشی سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر سنتے رہے جب انہوں نے آیت مذکورہ (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ) پڑھی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤں لڑکھڑا گئے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین ہو گیا عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر کی وجہ سے جو لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے متذبذب ہو گئے تھے۔ انہیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا پورا یقین ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیت انہوں نے آج ہی سنی تھی۔

کیفیت صحابہ کرام علیہم الرضوان

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری حالت بھی کچھ یہی ہو گئی کہ گویا میں نے آج ہی ان آیات کو پڑھا ہے اور اپنے خیال سے رجوع کر لیا۔ (قرطبی، جلد 4 صفحہ 223)

سیّدنا سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے جونہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا میں نہایت دہشت زدہ اور متحیر ہو کر رہ گیا یہاں تک کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سن کر زمین پر گر پڑا کیونکہ مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 641)

یہ تھی وہ مختصری داستان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غم والم کی جو آپ علیہ السلام کی وفات واقعات سے انہیں لاحق ہوئی۔

شق القمر

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چاند کا پھٹنا قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ قرآن مجید میں اس علامت کے بارے میں ارشاد ہے۔

''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے''۔ (القمر: 2)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اکرم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کی کوئی نشانی مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کا پھٹ جانا دکھایا۔ (بخاری شریف، کتاب المناقب)

وضاحت

اہل مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کی نشانی کے طور پر کوئی معجزہ طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی اطلاع دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی توجہ اس طرف دلائی جسے ''تاریخ فرشتہ'' کے مطابق اہل مکہ کے علاوہ دنیا کے بعض لوگوں نے بھی دیکھا۔ یہ حضور کے معجزوں میں سے ایک انمول معجزہ تھا۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور دوسرا دوسرے پہاڑ پر گر گیا اور لوگوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جادو کر دیا۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم)

ایک عظیم حادثہ کی اطلاع

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ اپنے امام (امیر المومنین) کو قتل کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تلواروں سے جنگ کرو گے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔ (مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 459)

وضاحت

یہ حدیث ترمذی جلدی 292 باب امر بالمعروف میں بھی ہے اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی اس ظہور کی نشانی دی ہے کہ مسلمان خود اپنی تلواروں سے امیر المومنین قتل کریں گے اور مسلمان آپس میں جنگ کریں گے اور دنیا کی دولت

وسلطنت وحکومت بدترین انسانوں کے ہاتھوں میں آ جائے گی۔ قیامت کی یہ نشانیاں ظاہر ہوچکیں اور قیامت سے پہلے بھی ان نشانیوں کا مزید ظہور ہوگا۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ سب سے پہلے مصر کے چند منحوس اور باغی مسلمانوں نے 35 ھ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا۔ پھر چالیس ہجری میں بدنصیب عبدالرحمان بن ملجم مرادی کی تلوار سے امیر المومنین حضرت ابی بن طالب رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا پھر یزید کے دورِ حکومت میں 10 محرم 61 ھ میں مسلمانوں ہی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا کے میدان میں شہید کیا۔ پھر اس کے بعد عباسیوں کے دورِ حکومت میں تو خلفاء اور امیر المومنین کے قتل کا تانتا بندھ گیا اور مسلمانوں کی خانہ جنگی کا یہ عالم ہوا کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو بڑھتے بڑھتے یہ نوبت پہنچ گئی کہ خاندان بنو امیہ کے کچھ بدترین انسانوں کے ہاتھوں میں سلطنت کی باگ ڈور آ گئی اور بار بار خونریز لڑائیوں اور خانہ جنگیوں میں مکہ مدینہ اور شام وعراق کے بے شمار مسلمان، مسلمانوں کی تلواروں سے قتل ہوئے جو تاریخ اسلام کے وہ اوراقِ غم ہیں کہ جن کے تصور سے ہی ایک دردمند اور حساس مسلمان لرزہ براندم ہو جاتا ہے۔

کثیر التعداد جانثاروں کی شہادت

63 ھ میں یزید نے مسلم بن عقیل کو 20 ہزار لشکر کا سپہ سالار بنا کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کا حکم دیا اور اس لشکر نے رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اور مدینہ منورہ کے کوچہ و بازار میں وہ طوفان برپا کیا کہ جس کو کفار بھی دیکھ نادم اور شرمسار ہو جائیں۔ ان خونخواروں نے مسلمان ہوتے ہوئے 700 صحابہ کرام عنہم کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا اور دوسرے عام مسلمانوں کو ملا کر 10000 مسلمانوں کو ذبح کر ڈالا پھر یہی ظالموں کا لشکر مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا اور ان بدباطنوں نے حرم الٰہی میں یہاں

ایک پرندہ کا خون بہانا بھی جائز نہیں ہے۔ مسلمانوں کو قتل کیا اور خانہ کعبہ پر نجاست ڈالی۔ پھر کعبہ معظّمہ میں آگ لگا دی جس سے کعبہ معظّمہ کی چھت اور غلاف جل گیا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ کے تمام تبرکات کو جلا ڈالا۔ انہی تبرکات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں قربانی کیئے ہوئے دنبہ کے وہ سینگ بھی جل گئے جو سینکڑوں برس سے کعبہ مکرمہ میں بطور تبرک رکھے ہوئے تھے۔ پھر 73ھ میں بنو امیہ کے بادشاہ عبدالملک بن مروان حجاج بن یوسف ثقفی ظالم کے ساتھ ایک عظیم لشکر مکہ معظّمہ بھیجا اور اس لشکر نے حرم الٰہی میں سینکڑوں مسلمانوں کو ذبح کر ڈالا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما خلیفۃ المسلمین تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ (جنتی صحابی) کے فرزند اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے، حجاج بن یوسف ظالم کی فوجوں نے اس مقدس اور بزرگ صحابی کو شہید کر کے ان کی لاش کو سولی پر چڑھا دیا۔ الغرض اسی طرح لگا تار خانہ جنگیوں کا سلسلہ جاری رہا اور ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان، مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوتے رہے۔

امان کن کے لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے بہترین لوگ تھے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ستارے آسمان کے لئے امان ہیں جب ستاروں کا نکلنا بند ہو جائے گا تو پھر آسمان پر وہی آجائے گا جس کا وعدہ کیا گیا میں اپنے صحابہ کے لئے امان ہوں اور میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہیں اور میرے صحابہ میری اُمت کے لئے امان ہیں پھر جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہوں گے (یعنی میرے بعد صحابہ کی برکت سے اُمت فتنوں سے بچتی رہے گی) پھر جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو ان کے بعد وہ فتنے آن پڑیں گے جن سے ڈرایا جاتا

ہے۔ (مسلم)

وضاحت

اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے ختم ہونے کو قیامت کی دوسری دونشانیوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔

ایک ستاروں کا ختم ہونا اور شہاب ثاقب کا ٹوٹ کر گرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال۔ بے شک احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جب صالحین اور نیکوکار ختم ہو جائیں گے تو بعد میں قیامت برے لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔

مرضِ طاعون

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت سے پہلے چھ چیزیں یاد رکھو۔ تم میں موت پھیلے گی جیسے بکریوں میں طاعون (بیماری) پھیلتا ہے (اور وہ اچانک مرنے لگتی ہیں) طاعون یعنی ''قعاص الغنم'' ایک بیماری ہے جو جانور کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ اس کی ناک سے ایک مادہ خارج ہونے لگتا ہے اور وہ آناً فاناً مر جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی اس کثرت کو ''قعاص الغنم'' سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ طاعون میں بھی بدن میں ایک ایسا ہی زخم ہوتا ہے جس سے ایک سیاہ مادہ خارج ہوتا ہے اور مریض اس کے باعث موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

اس کے اسباب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا حال ہو گا تمہارا جبکہ تم پر پانچ چیزیں آپڑیں گی خدا کی پناہ کہ تم میں یہ چیزیں ہوں یا تم ان چیزوں کو پالو جب بھی کوئی قوم اعلانیہ طور پر کوئی فحش برا کام کرتی ہے تو اس میں طاعون اور ایسی بیماریاں ظاہر ہو جاتی ہیں جو ان کے اگلوں میں نہ تھیں۔

(رواہ ابن ماجہ والبزار والبیہقی فی شعب [illegible] صححہ الحاکم ومستدرک 513/4)

قیامت سے قبل

حضرت سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کے پاس آسمان سے کبھی کھانا آیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: کیسے؟ فرمایا: چھوٹے برتن میں۔ کہا: کیا اس میں سے کچھ باقی بچا؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: وہ کہاں ہے؟ فرمایا: اسے دوبارہ اٹھالیا گیا اور میری طرف وحی نازل ہوئی کہ میں تمہارے درمیان ہمیشہ نہیں رہوں گا بلکہ فوت کرلیا جاؤں گا اور میرے بعد تم (صحابہ) بھی کچھ دیر زندہ رہو گے تم (مسلمانوں کی) جماعتیں دیکھو گے جو آپس میں قتل وغارت کریں گی اور قیامت سے پہلے "موت" پھیلے گی جو بڑی شدت سے (ہر طرف) پھیل جائے گی۔ اس کے بعد زلزلوں والے سال ہوں گے۔ (احمد 145/4 دارمی 43/1)

17ھ اور 18ھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لئے بہت گراں گزرے 17ھ کے آخر میں مدینہ اور جزیرہ نما عرب میں قحط پڑ گیا۔ اس قحط میں کھیتیاں تباہ اور مویشی ہلاک ہو گئے اور لوگوں کو سخت تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا قحط کی وجہ یہ ہوئی کہ عرب میں نو ماہ تک پانی کی ایک بوند نہ ٹپکی۔ اس لئے دور دور تک ریت ہی نظر آتی جب ہوا چلتی تو پوری فضا گردآلود ہو جاتی اور ریت اڑ اڑ کر لوگوں کے منہ پر پڑتی۔ اس لئے لوگوں نے اس سال کو "عام الرمادۃ" یعنی ریت کا سال کہنا شروع کر دیا۔ دوسری بڑی مصیبت 18 ہجری میں بیت المقدس شہر عمواس میں طاعون پھیلنے سے رونما ہوئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ علامت بیت المقدس کی فتح کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طاعون عمواس کی شکل میں ظاہر ہوئی (فتح الباری جلد 6 صفحہ 278)

یہ طاعون عمواس کے شہر میں 18 ہجری میں پھیلی۔ (والنہایہ البدایہ جلد 7 صفحہ 90)

عمواس بیت المقدس کی شاہراہ پر رملہ سے چھ میل کے فاصلہ پر فلسطین کا ایک شہر

ہے۔(معجم البلدان، جلد 4 صفحہ 15)

اس بیماری سے تقریباً 25 ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں اس اُمت کے امین سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح سیّدنا معاذ بن جبل جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔(معجم البلدان جلد 4 صفحہ 158-157، البدایہ والنہایہ جلد 7 صفحہ 94)

ان 25 ہزار شہداء میں اسلامی فوج کے بڑے جرنیل بھی تھے جن میں زیادہ مشہور سیّدنا ابوعبیدہ سیّدنا یزید بن ابی سفیان سیّدنا حارث بن ہاشم سیّدنا سہیل بن عمر سیّدنا عتبہ بن سہیل اور سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور اسی مرتبہ کے سینکڑوں اور مجاہدین تھے جنہیں موت میدان جنگ میں تو پچھاڑ نہ سکی لیکن طاعون نے انہیں اپنی بھینٹ چڑھا لیا۔ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے ستر (70) افراد کے ساتھ مدینہ سے شام گئے تھے لیکن ان میں سے صرف چار۴ فراد بچے اور باقی اس بلائے درمان کی بھینٹ چڑھ گئے۔

نبیٔ غیب داں نے جنگ جمل کی خبر دی

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان لڑائی نہ ہو جائے۔ ان کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوگی اور دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا کہ (وہ دین کے لئے جنگ کر رہے ہیں)(مسلم شریف)

جنگ اول

یہ جنگ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی فوجوں کے درمیان 36 ہجری میں ہوئی۔ اہل علم کے نزدیک ان دو جماعتوں سے مراد جنگ جمل اور جنگ صفین میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعتیں ہیں اور یہ دونوں حق پر تھے اور دونوں ہی جماعتیں اللہ کے مقبول

بندوں میں سے تھیں۔

چنانچہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود اس بات کا اعتراف فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خط میں اپنے تمام گورنروں کو لکھا ''بے شک ہم دونوں (سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) کا رب ایک ہے ہمارا نبی ایک ہے ہماری دعوت اسلامی بھی ایک ہے نہ ہم ایمان ب اللہ اور تصدیق بالرسول میں معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کے گروہ سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے (ان باتوں میں) زیادہ ہیں۔

(نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۸)

جنگ دوم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے فرمایا: تم میں سے کون ہوگی جو گھنے بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر (نکلے) گی یہاں تک کہ حوآب (بصرہ کا علاقہ) کے کتے اس پر بھونکیں گے۔ اس کے دائیں بائیں لاشوں کے ڈھیر لگے ہوں گے۔ حسین بن ابی حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنو عامر کے محلے سے گزریں تو کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ نہیں! مجھے واپس چلے جانا چاہیے کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تھا! (اے ازواج) کیا کیفیت ہوگی کہ جب تم میں سے کسی ایک پر حوآب کے کتے بھونکیں گے۔ (مسند امام احمد)

ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی! تیرے اور عائشہ کے درمیان اختلاف رونما ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! میرے ساتھ ہو؟ فرمایا: ہاں! کہا پھر تو میں دنیا کا بدبخت انسان ہو جاؤں گا۔ فرمایا: نہیں۔ جب ایسا مسئلہ واقع ہو تو عائشہ کو مقامِ امن کی طرف بھیج دینا۔

(مسند احمد)

منافقین کی خاص

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اتنے میں قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص آیا اور گستاخانہ لہجے میں کہنے لگا: یارسول اللہ شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت کی تقسیم فرمائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو قریب ہی تھے اس شخص کی گستاخی پر سخت غضبناک ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اجازت ہو تو اس کی گردن اُڑا دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اسے جا دو اس کے ساتھی ایسے لوگ ہیں جو کثرت سے نماز پڑھیں گے اور روزے رکھیں گے یہاں تک کہ تم کو نماز روزے اور ان کے مقابلے میں حقیر معلوم ہوں گے۔ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین کے حلقے سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشان سے باہر نکل جاتا ہے۔ بعض کتب احادیث میں یہ روایت اس اضافے کے ساتھ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا، لوگوں کے اندر ایک سیاہ آدمی پیدا ہوگا جس کے دونوں بازوؤں میں عورت کے پستان کے مانند گوشت لٹکتا ہوگا۔ یوں فرمایا کہ گوشت کا لوتھڑا لٹکا ہوا ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے انتشار کے وقت پیدا ہوں گے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے حضور شہنشاہ مدینہ باعث نزولِ سکینہ آمنہ کے لال سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (نہروان میں) ان سے جنگ کی تھی اور میں اس جنگ میں ان کے ساتھ تھا ان لوگوں میں ایک بندہ قیدی بنا کر لایا گیا تو اس میں من وعن وہی چیزیں تھیں جو نبی کریم رحمت ہ اللعالمین مراد المشتاقین صلی اللہ علیہ وسلم نے (بطور نشانی) بیان فرمائی تھیں۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، ابن ماجہ)

قرآن ان کے خلق سے نیچے نہ اترے گا

حضور سرورکون ومکاں، سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ نکلیں گے جو نوعمر بے وقوف ہوں گے۔ ظاہری طور پر قرآن وحدیث پڑھیں گے مگر درحقیقت ایمان کا نوران کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ دین سے اس طرح خارج ہوجائیں گے جس طرح تیر شکار کے جانور سے پار نکل جاتا ہے تم ان لوگوں کو جہاں پاؤ بلا تامل قتل کرو کیونکہ ان کے قتل میں روز قیامت اجر ملے گا۔ (بخاری شریف)

اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو اللہ کی بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور کہا کرتے کہ یہ لوگ کافروں کے بارے میں اترنے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہوچکی ہے ایک حدیث میں حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کا نام بھی بتایا ہے کہ یہ خارجیوں کا فرقہ ہے۔ یہ لوگ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی لڑائیوں کے وقت ظاہر ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فرقہ والوں سے ''نہروان'' میں جہاد فرمایا اوران لوگوں کا قتل عام کیا پھر بھی کچھ لوگ باقی بچ گئے اوران لوگوں نے مقام ''حرورا'' جو عراق میں واقع ہے اپنا ایک مضبوط اڈا بنالیا۔ اسی لئے یہ لوگ فرقہ مرویہ کہلانے لگے پھر اسی فرقہ کی بہت سی شاخیں ہوگئیں جن میں فرقہ معتزلہ کو بہت شہرت ہوئی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کا اقتدار شاہی درباروں میں بھی بڑھ گیا اوران لوگوں نے علماء کو بڑی بڑی ایذائیں دے کر خوب اپنے باطل مذہب کا پرچار کیا اوراسلام کو بے حد نقصان پہنچایا۔ خوارج نے ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ لڑی اور کوفہ کے قریب حرورا نامی بستی میں آباد ہوگئے۔ انہوں نے عبداللہ بن جناب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اوران کی بیوی کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ چنانچہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے نہروان کے مقام پر خارجیوں سے جنگ لڑی اور ان کو شکست سے دوچار کیا۔

نہروں کی پیشن گوئی

حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکہ اور مدینہ اور اطراف کے علاقوں میں ایک عرصہ دشمنوں سے جہاد کرتے ہوئے گزارا۔ پھر حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ کچھ سال کے بعد امن بڑھ جائے گا اور خوشحالی پھیل جائے گی۔ ایک دوسرے موقع پر آپ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک عرب کی سرزمین میں سرسبز باغات اور نہریں نہ ہوں۔ (مسند احمد)

بہترین ماحول

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر و فاقے کی شکایت کی پھر دوسرے صاحب آئے اور راستے کی بدامنی کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدی تم نے مقام حرہ دیکھا ہے؟ (جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں البتہ اس کا نام میں نے سنا ہے۔ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے اپنی سواری پر تنہا سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی جبکہ اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا: پھر قبیلے طے کے وہ ڈاکو کہاں ہوں گے جنہوں نے شہروں میں (فتنہ، فساد اور لوٹ مار کی) آگ سلگا رکھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا اگر تم کچھ دیر مزید زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔ (حیرت سے) بول اُٹھا کسریٰ بن مرمصر (شاہِ ایران)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں: کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دن مزید زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک آدمی اپنے ہاتھ میں سونا چاندی لے کر نکلے گا اور اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوگی جو (اس کی زکوٰۃ) قبول کرے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کرے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حیرہ سے اپنی سواری پر تنہا سفر کرنے والی عورت (والی پیش گوئی) کو تو خود دیکھ لیا کہ اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا۔ مجاہدین کی اس جماعت میں بھی میں خود شریک تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے اور اگر تم لوگ کچھ عرصہ زندہ رہے تو یہ بھی دیکھ لو گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ایک ہاتھ میں (زکوٰۃ کا مال سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (مگر اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا کہ ہر کوئی خوش حال ہوگا) (بخاری: کتاب المناقب باب علامت النبوۃ قیامت کی نشانیاں، صفحہ 47)

وضاحت

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ روز قیامت سے قبل ہر طرف امن وامان ہوگا۔ لوگوں کو سفر کے وقت کسی قسم کی چوری ڈاکہ کا خوف نہیں ہوگا۔ یہ نشانی حضرت عدی رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں پوری ہو چکی ہے۔ آپ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بے مثال امن وامان وعدل وانصاف تھا۔ حتیٰ کہ سفر کے دوران کسی کو مال کے لٹ جانے کا خوف نہیں ہوتا تھا کیونکہ مؤرخین کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں 100 مسلمان زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ اس وجہ سے ایک وقت ایسا بھی آیا کہ زکوٰۃ دینے والے بہت تھے مگر لینے والا کوئی نہ تھا۔

لوگ تکبر کرنے لگیں

قیامت کی وہ نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں جن کے بارے میں جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے ان میں سے ایک نشانی امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ لکھی کہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کا علم تو مجھے نہیں ہے البتہ اس کی نشانیاں میں تمہیں بتاتا ہوں۔ ان علامات قیامت میں سے ایک یہ ہیں: جب بکریوں کے چرانے والے بڑی بڑی بلڈنگوں کی تعمیر و تکبر اور غرور کرنے لگیں۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: جب تو دیکھے ننگے بدن ننگے پیر فاقہ زدہ چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں۔

بلند عمارتیں بنانے والے

مسند احمد حنبل کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! اونٹوں والے ننگے پاؤں والے کون ہیں (جو بڑی بڑی بلڈنگوں میں غرور تکبر سے رہیں گے اور اس پر فخر کریں گے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرب۔

(مسند احمد، جلد 3 صفحہ 332-334 مجمع الزوائد جلد 1 صفحہ 38)

جہاں تک مذکورہ حدیث کے اس حصہ کا تعلق ہے کہ ننگے پیر اور ننگے بدن والے تنگدست اور بکریاں چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے اور ان کی بلندی پر فخر کریں گے تو اس کی عصری تطبیق اس طرح کی جا سکتی ہے کہ آج عرب ریاستوں میں جہاز بنتا ہے نہ کمپیوٹر ٹینک بنتا ہے نہ جان بچانے والی ادویات لیکن 160 منزلہ برج خلیفہ (دبئی) ضرور بنتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ: عمارتوں والے بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں ایک

دوسرے کا مقابلہ کریں گے۔ (مسند احمد حنبل)

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ''تطاول فی البنیان'' کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی گھر بنائے گا۔اس کا ارادہ یہ ہوگا کہ وہ دوسرے کے گھر سے اونچا اور رفیع ہو اور یہ بھی مطلب ہے کہ زینت و آرائش میں وہ دوسروں پر فخر ومباہات کا اظہار کرے گا۔

(فتح الباری جلد 13 صفحہ 88)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں کہ لوگ آج بھی اپنی بڑی طویل وعریض عمارتوں اور مکانوں پر فخر محسوس کر رہے ہیں اور ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس کا مکان دوسرے سے اعلیٰ وارفع ہو۔

سلام کرنے کا عجیب انداز

سلام میں پہل کرنا چاہئے وہ عام آدمی ہو یا خاص ہو یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے سلام میں پہل کرنے والے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر سے بری ہونے کی بشارت دی ہے اور صرف خاص خاص جان پہچان والے کو سلام کرنا یہ قیامت کی ان علامات میں سے ہیں جو وجود میں آچکی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو صرف جان پہچان کی وجہ سے سلام کرے۔

(مسند امام احمد صفحہ 509/11)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ قیامت کی علامت ہے کہ آدمی سلام صرف اسے کرے گا جسے وہ پہچانتا ہے۔

(طبرانی، صحیح الجامع الصغیر للالبانی)

شرعی حکم

سلام کرنے کا یہ حکم ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم

لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 921)

دوسرا ادب یہ بتایا گیا ہے کہ جن الفاظ میں کوئی سلام کرے تم اس سے بہتر الفاظ میں اس کا جواب دو چنانچہ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا السلام علیکم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس نیکیاں دوسرے شخص نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس نیکیاں پھر ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیں نیکیاں۔

(ترمذی صفحہ ۳۵۸ بحوالہ قیامت اور علامات قیامت صفحہ ۲،۳،۱)

خواتین مردوں کے شانہ بشانہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے تجارت اس قدر عام ہوگی کہ بیوی اپنے شوہر کی معاون ہوگی۔

(رواہ احمد 501/1)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ حضور سیّد دو عالم فخر بنی آدم مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت سے کچھ پہلے یہ علامتیں ظاہر ہوں گی۔ خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا تجارت کا یہاں تک پھیل جانا کہ عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک اور مددگار ہوں گی۔ رشتہ داروں سے قطع تعلق ظلم کا طوفان برپا ہونا جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا۔

(اخرجہ، احمد والبخاری فی الادب المفرد والحاکم وصحہ، درمنثور، صفحہ 55 ج6)

وضاحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشن گوئی بالکل صحیح اور ثابت ہو رہی ہے۔ تجارت پوری دنیا میں عام ہوگئی ہے اور اب ہر کمپنی کی ڈائریکٹر اور حصہ دار عورتیں بھی ہیں بلکہ عورتوں نے اپنی الگ تجارت اور الگ کاروبار شروع کیا ہوا ہے اور بعض عورتوں کو

پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر رکھا ہوا ہے۔

دولت کی کثرت

حضرت عمرو تغلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ:

مال عام ہو جائے گا اور بڑھ جائے گا۔ تجارت عام ہو جائے گی علم ظاہر ہو گا۔ ایک آدمی مال فروخت کرے گا پھر انکار کر دے گا۔ کہے گا نہیں پہلے میں فلاں تاجر سے مشورہ کر لوں (یعنی بدعہدی کرے گا) اور ایک بڑے محلّہ میں کوئی لکھنے والا (یعنی منشی محرر وغیرہ) تلاش کیا جائے گا تو نہیں ملے گا۔ (رواالنسائی، کتاب البیوع باب التجارۃ صفحہ 4150/3)

ہمارا اور آپ کا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے تاجر جب کوئی سودا کرتے ہیں تو تار ٹیلی فون کے ذریعہ اپنے دوسرے ساتھیوں سے جو کسی دوسرے شہر میں رہتے ہیں کہ کہیں بھاؤ کم یا زیادہ نہ ہو گیا ہو یا اس کے شریک نے اس مال کا سودا کسی اور سے کر لیا ہو وغیرہ وغیرہ۔ اب اس تاجر کے لئے جو اس تاجر سے دور بیٹھا ہے یا کسی اور علاقہ یا کسی اور شہر میں ہے۔ اس سے سودا کرتے وقت مشورہ کرنا سوائے ٹیلی فون یا ٹیلی گرام کے کسی اور چیز سے ممکن نہیں۔

ایک اعتراض:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمان ہے کہ ایک بڑے محلے میں کوئی لکھنے والا تلاش کیا جائے تو نہیں ملے گا حالانکہ آپ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں یہ خبر بھی دی ہے کہ قربِ قیامت میں کتابت عام ہو جائے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جدید آلات کتابت عام ہو جائے گا مثلاً کمپیوٹر، موبائل فون ایسے آلات جو آواز سن کر اس کو تحریر میں بدل دیں گے۔ اس طرح کے دیگر الیکٹرانک آلات کی کثرت ہو جائے گی تو اس کے نتیجے میں ایک ایسی نسل پروان چڑھے گی جو ہاتھ سے لکھنا جانتی ہی نہ ہو گی یا

پھر لکھنا جانتی ہوگی مگران کی لکھائی بالکل بھی اچھی نہ ہوگی۔

شہادت میں کذب بیانی

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک نشانی جھوٹی گواہی کا دینا ہے یعنی کسی شخص کے بارے میں جھوٹ بول کراس کواس کام یا گناہ میں پھنسا دینا جو اس نے کیا نہ ہوا یسا کرنا حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم راحۃ اللعاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: قیامت سے پہلے جھوٹی گواہی دی جائے گی اور سچی گواہی چھپائی جائے گی۔ (رواہ احمد: 1/509)

قرآن مجید اور احادیث میں جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی دینے کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشادفرمایااور گواہی نہ چھپاؤ اور جو شخص بھی گواہی چھپائے گا اس کا دل گناہ آلودہ ہے۔آج ہماری عدالتوں میں آپس میں جھگڑوں میں اور خرید وفروخت میں ہزاروں لوگ جھوٹی قسمیں اس دنیا کے فنا والے سامان کے لئے کھاتے نظر آتے ہیں۔ یہ سب کے سب مذکورہ وعیدوں میں داخل ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا حق مارااور اس پر جہنم واجب اور جنت حرام کر دی گئی یہ سن کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ حق مارنا معمولی ہوتو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاہے ایک مسواک ہی کیوں نہ ہو۔ (صحیح مسلم، حدیث 137)

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی پھر فرمایا (سب سے بڑے تین گناہ یہ ہیں)

(i) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا

(ii) والدین کی نافرمانی اور

(iii) جھوٹی شہادت دینا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ جلدی سے سیدھے بیٹھ گئے اور ان الفاظ کو بار بار دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے (دل میں) کہا: کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں۔ (بخاری، جلد 5 صفحہ 261، مسلم، جلد 2 صفحہ 81-82)

صادق شہادت کو ظاہر نہ کرنا

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(i) جان پہچان کے لوگوں کو سلام کرنا

(ii) تجارت کا عام ہونا حتیٰ کہ بیوی اپنے شوہر کی تجارت میں مددگار ہوگی۔

(iii) قطع رحمی

(iv) جھوٹی گواہی دینا

(v) سچی گواہی کو چھپانا

(vi) قلم کا ظاہر ہونا۔ (مسند امام احمد حنبل)

حضور سرور کون و مکان سید انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق کسی مظلوم مسلمان بھائی کی مدد کرنا یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ چاہے وہ جان پہچان والا بھی نہ ہو ایسے موقع پر گواہی کو چھپانے سے کسی مسلمان کا حق مارا جا رہا ہو تو یہ گناہ ہے چنانچہ سورۃ بقرہ آیت 283 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور شہادت (گواہی) کو نہ چھپاؤ جو اسے چھپائے گا وہ گنہگار دل والا ہو۔ موجودہ دور میں یہ نشانی کثرت سے موجود ہے۔ آج ہم ظلم ہوتے دیکھتے ہیں مگر ظلم کے خلاف گواہی دینے پر اپنی جان جاتی نظر آتی ہے اس لئے مظلوم کو اس کا حق نہیں ملتا۔

لاعلمی کی کثرت

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم سیکھنے اور حاصل کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے محبوب آپ دعا کریں میرے پروردگار میرے علم میں ترقی فرما دے۔ (طٰہٰ:114:2)

اس وجہ سے صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی سیکھتے اور لوگوں کو بھی سکھاتے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ تعالیٰ علم عطا کرنے کے بعد تم سے نہیں چھینے گا بلکہ علماء کی ارواح قبض کر کے علم چھینے گا (یعنی جب کوئی عالم انتقام کر جائے گا تو اس کی وفات کے بعد پھر اتنا بڑا عالم نہیں ملے گا جو شخص اس کا قائم مقام ہو گا وہ علم کے اس درجہ پر اور مقام پر فوت شدہ عالم تھا) اور دنیا میں جاہل رہ جائیں گے۔ جو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ کوئی بھی عالم باقی نہ رہے گا اور لوگ جاہلوں کو اپنا امام بنالیں گے پھر ان سے دین کے بارے میں سوالات کریں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

لاعلم لوگ رہنما

۲- امام نووی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے پتہ چلا کہ علم کے کم ہونے یا علم کے چھننے سے مراد یہ نہیں ہے کہ علماء کے دلوں سے علم محو کر دیا جائے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل علم اس دنیا سے انتقال کر جائیں گے اور لوگ جہلاء کو عالم سمجھ کر ان کی تابعداری کرنی شروع کر دیں گے اور وہ اپنی جہالت سے فیصلہ کریں گے وہ غلط فیصلے کر کے اور غلط مسائل بنا کر لوگوں کو گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے۔

(نووی، شرح مسلم جلد 16 صفحہ 223-224)

حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی آج کے حالات میں پوری اترتی ہے۔ موجودہ دور میں بہت سے ایسے دنیا دار گریجویٹ ٹی وی میں علماء کی طرح دینی مسائل بتاتے ہیں جن کا مدارس سے دور دور تک کوئی رشتہ نہیں جنہوں نے کبھی مدرسہ کی شکل نہیں دیکھی اور ہمارے بہت سے جاہل عوام علماء کی بجائے ان کے بتائے مسئلے کو ترجیح دیتے ہیں یہ لوگ اسلام کے لبادے میں شیطان کے نمائندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی ان سے حفاظت فرمائے۔ ۳- اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (بخاری، جلد 1 صفحہ 178، مسلم جلد 16، صفحہ 222)

قیامت سے قبل ایک زمانہ آئے گا جب جہالت عام ہو جائے گی اور علم اٹھا لیا جائے گا۔ موجودہ دورہ میں یہ نشانی کسی نہ کسی درجے میں موجود ہے لوگ قرآن کے حافظ ہیں مگر ان کی شکلیں یہود و نصاریٰ جیسی ہیں قرآن تو پڑھتے ہیں مگر بغیر سمجھے پڑھتے ہیں اور جو سمجھتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔ دین کے احکامات کو سمجھنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنے والا قرآن کی نظر میں ایسا ہے جیسا کہ گدھے پر کتابیں لا ددی گئی ہوں۔

اللہ عزوجل کے ناپسندیدہ لوگ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہالت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ہر اُکھڑ مزاج سخت طبیعت، بہت پیٹو، بازاروں اور گلیوں میں شور شرابہ کرنے والے، رات کو مردار کی طرح محو خواب رہنے والے دن میں گدھے کی طرح دنیا کے کاموں میں ؟؟؟ رہنے والے امور دنیا سے واقفیت رکھنے والے مگر امور آخرت سے جاہل شخص کو ناپسند فرماتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان صفحہ 273/1)

کوئی منصف نہ ملے گا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ (اسلام کے) فرائض خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ قرآن خود بھی پڑھو اور دوسروں کو بھی پڑھاؤ کیونکہ میں تمہارے پاس سے جانے والا ہوں اور علم (بھی) اٹھ جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ جب کسی معاملہ میں دو شخص جھگڑیں گے تو کوئی فیصلہ کرنے والا تک نہ ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم سینوں میں سے اٹھالیا جائے گا۔ جب علم اٹھالیا جائے گا اور ہر طرف جہالت کا دور دورہ ہوگا تو لوگ اس قدر جاہل ہو جائیں گے کہ انہیں اسلام کے فرائض کا بھی پتہ نہیں ہوگا کہ وہ کیا ہیں۔

(سنن، ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۱۳۴۴ مستدرک حاکم جلد۴ صفحہ ۴۷۳، وقال ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجا، ووافقہ الذھبی حجر اخرجہ ابن ماجہ سند قوی، فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۱۶)

کس طرح لاعلمی کی کثرت ہوگی

حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ علم ایک بار نہیں اٹھایا جائے گا بلکہ اس کے چند مراحل ہوں گے یعنی لوگوں میں علم موجود ہوگا لیکن وہ ان کے تقاضوں کے مطابق عمل نہیں کریں گے جیسا کہ زید بن لبید کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے اٹھ جانے کا تذکرہ فرمایا تو میں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے اٹھ جائے گا حالانکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں۔ (وہ اپنی اولاد کو پڑھاتے رہیں گے) یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے مدینہ کا سمجھدار آدمی سمجھتا تھا کیا یہود ونصاریٰ تورات اور انجیل نہیں پڑھاتے مگر یہ لوگ ان سے کوئی نفع حاصل نہیں کرتے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن باب ذھاب القرآن والعلم: 4049)

اللہ عزوجل کا خوف نہ رکھنے والا

سیّدنا جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ آپ کے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کیا کہتے

ہیں؟ میں نے انہیں بتایا جو ابوالدرداء رضی اللہ نے کہا: انہوں نے فرمایا ابوالدرداء نے سچ کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ علم میں سے سب سے پہلے خشوع لوگوں میں سے اٹھایا جائے گا۔ عنقریب ایک شخص جماعت کے لئے مسجد میں داخل ہوگا وہاں وہ ایک شخص کو بھی خشوع کرنے والا نہ پائے گا۔

(ترمذی جلد ۵ صفحہ ۳۱، ۳۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۸، ۴۹ مسند الدارمی جلد ا صفحہ ۸۷)

ایک روایت میں حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں ان کو یہ بھی پتہ نہ ہوگا کہ نماز کیا ہے، روزہ اور صدقہ کیا۔ (طبرانی)

امام میسر نہ ہوگا

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ مسجد والے امامت ایک دوسرے پر ڈالیں گے اور کسی کو امام نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔

علم الفرائض اٹھالیا جائے گا

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ اور ابن ماجہ نے اسی سلسلہ میں ایک روایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا: ''علم فرائض (علم میراث) سیکھو اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ آدھا علم ہے اور یہ بھلا دیا جائے گا، اور یہ پہلی چیز ہے جو میری اُمت سے چھین لی جائے گی۔'' چنانچہ یہ علم تقریباً چھین ہی لیا گیا ہے کوئی شخص اس پر عمل نہیں کرتا اور نہ ہی علم میراث کے متعلق علم رکھتا ہے۔

(ابن ماجہ، جلد ۲ صفحہ 908 حدیث نمبر 2719 اخرج الحاکم فی المستدرک بحوالہ قیامت کی نشانیاں)

بخل کی زیادتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ چل کر زمانہ جلدی جلدی گزرے گا اور علم اٹھ جائے گا۔ فتنے ظاہر ہوں گے ویلقی الشح اور دلوں میں کنجوسی ڈال دی جائے گی اور قتل کی کثرت ہوگی۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن 7061، صحیح مسلم 158)

عربی زبان میں کنجوسی کے لئے دو لفظ ہیں ایک بخل اور دوسرا شح لیکن شح بخل سے زیادہ شدید ہوتا ہے بلکہ اس میں بخل کے ساتھ حرص بھی ہوتی ہے۔

(النہایہ فی غریب الحدیث، جلد 2 صفحہ 488)

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث امام مسلم رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیاں ہیں اور بخل سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بخل نے ہلاک کر دیا اس بخل نے ان کو خون ریزی کرنے اور حلال کو حرام کرنے پر برانگیختہ کیا۔

قاری عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ہلاکت سے مراد دنیا کی ہلاکت ہو کیونکہ انہوں نے بخل کی وجہ سے ایک دوسرے کا خون بہایا اور اس کا بھی احتمال ہے کہ آخرت کی ہلاکت مراد ہو۔ (نووی شرح مسلم جلد 16 صفحہ 134)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (قیامت سے قبل) لوگ سخت اور بخیل ہو جائیں گے۔ (مجمع الزوائد 7/327 فتح الباری 13/15)

اسی طرح کی ایک اور حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

بخل کا عام ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم خدا کی قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بے حیائی اور کنجوسی پھیل جائے گی۔

ظالم بادشاہوں کا ہونا

حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی جو نشانیاں بتلائیں اس میں سے ایک نشانی ظالم حکمران کی آمد ہے۔ ذخیرہ حدیث میں ان ظالموں کا ساتھ دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: آخری دور میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے پاس ایسے کوڑے ہوں گے جو کہ گائے کی دم سے مشابہ ہوں گے جو اللہ کی ناراضگی اور غضب میں صبح شام کریں گے۔ (مسند احمد 250/5)

مسلم شریف کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ وہ ان کوڑوں سے لوگوں کو ماریں گے۔ مسند احمد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ان ظالموں سے دوستی نہ کرنا۔

(مسند احمد، جلد 315/5)

بدعمل بادشاہوں کا ظہور

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو میری ہدایت سے منہ پھیریں گے اور میری سنت سے اعراض کریں گے اور ان (کی انتظامیہ) میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے جسموں میں شیطانوں کے دل ہوں گے۔

(بخاری کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ 3606 / مسلم 1847)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر کچھ ایسے صاحبان اقتدار مسلط ہوں گے جو مجوسیوں سے بھی بدتر ہوں گے۔ (مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 235 در جالہ رجال الصحیح بحوالہ قیامت اور علامت قیامت)

وضاحت

بعض علماء کے نزدیک کوڑے سے مراد ہر طرح کے کوڑے ہیں چاہے وہ بجلی کے ہوں یا لکڑی اور چمڑے کے مگر یہ بات ظاہری طور پر خلاف عقل ہے کہ آج کے بادشاہ کوڑے کو استعمال کرنا تو دور کی بات اس کو سال میں ایک مرتبہ دیکھ لیں تو بڑی بات ہے۔ البتہ اس سے مراد دور جدید کے رائفل ہو سکتے ہیں جسے ظالم حکمران اور فوجی لوگوں کو مارنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

غیر مسلموں کی پیروی

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے اس میں سے ایک نشانی کافروں اور انگریزوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جو جس کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اسی میں سے ہے یا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ وہ روز قیامت مشابہت کرنے والوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا مثلاً اگر کوئی شخص کافروں کی مشابہت کی وجہ سے داڑھی منڈاتا ہے تو وہ روزِ قیامت انہی داڑھی منڈوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم یقیناً اپنے سے پہلوں کا بالشت بالشت اور ذراع بذراع اتباع کرو گے۔ (جس چیز کی طرف وہ جس قدر بڑھتے تھے تم بھی اسی قدر بڑھو گے جس چیز کی طرف وہ ایک بالشت بڑھے تم بھی ایک بالشت بڑھو گے اور جس چیز کی طرف وہ ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ بڑھتے تھے تم بھی اسی قدر بڑھو گے) حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی داخل ہو گے۔ سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا پہلوں سے مراد یہود و نصریٰ ہیں؟ ارشاد فرمایا: تو اور کون ہیں۔ (بخاری شریف، کتاب الفتن 3228/2)

ابن ماجہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اگر وہ گوہ کے بل میں ہوئے تھے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔ (ابن ماجہ، کتاب الاعتصام)

آج ہمارے دل میں یہود و نصاریٰ کی اتنی محبت پیدا ہو چکی ہے کہ ہم ان کی عادات کو اپنانا قابل فخر سمجھتے ہیں اور جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے پتھر کھائے آج اس نبی کے طریقہ کو اپناتے ہوئے ہمیں شرم آتی ہے۔ آج اگر انگریز چڈی پہنتا ہے تو ہم بھی فخر سے نیکر پہن کر گھومتے ہیں۔ حالانکہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا چھپانا فرائض میں ہے مگر ہمیں اللہ کے حکم سے زیادہ انگریز کی مشابہت سے محبت ہے۔ وہ تو جب آنکھ بند ہوگی تو اس وقت خبر ہوگی کہ ہم گھوڑے پر سوار ہیں یا گدھے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

بچو تقلید مغرب سے سنو اے ایشیا والو!
کہ مغرب کی طرف جاتے ہی سورج ڈوب جاتا ہے

نصرانیوں کی تقلید کثرت سے ہوگی

مسلمانوں نے گزشتہ ایک سو سال سے مغرب کی عیسائی قوموں کو تقلید شروع کر رکھی ہے۔ سب سے پہلے ہم نے ان قوموں کی زبان سیکھی۔ ان کے لب ولہجہ کی تقلید کی۔ اس کے بعد ان کا طرز فکر اختیار کیا۔ ان کا لباس پہنا چھری کانٹے سے کھانا کھانا شروع کیا۔ ان کے نظام تعلیم کو اپنایا ان کی طرح مکانات بنائے غرضیکہ اپنی پوری معاشرت ان کے رنگ میں رنگ دی بقول اقبال:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

پس غیروں کی تقلید یہود و نصاریٰ کی نقالی قیامت کے قریب آ جانے کی ایک اور نشانی ہے۔

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کون ومکان سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امت پہلی امتوں کے طریقہ اختیار کرنے میں

کسی سے پیچھے نہیں رہے گی۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ ابو واقد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے حنین کی طرف عازم سفر ہوئے تو ایک (بیری کے) درخت سے گزر ا ہوا جسے ''ذات انواط'' کہا جاتا تھا اور مشرکین (برکت کے لئے) اس پر اسلحہ لٹکایا کرتے تھے (چند صحابہ جو نو مسلم تھے) انہوں نے کہا: یارسول اللہ! جس طرح ان (مشرکوں) کا ذات انواط ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بھی کوئی (درخت) ذات انواط مقرر فرمادیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بات سن کر) فرمایا: اللہ اکبر! یہ تو ایسے ہے جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا (اے موسیٰ) ہمارے لئے بھی کوئی معبود مقرر کر دیں جس طرح ان کافروں کے لئے معبود ہیں البتہ تم ضرور گزشتہ قوموں کے طریقوں کو اختیار کرلو گے۔

(احمد 2185-286، ترمذی 2180، طیالسی 191 عبدالرزاق 11/369 حمید 848 ابن حبان)

چھوٹے بڑوں کو برا بھلا کہیں گے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد سے گزر جائے گا مگر اس میں دو رکعت نماز نہیں پڑھے گا اور یہ کہ آدمی صرف اپنی جان پہچان کے لوگوں کو سلام کرے گا اور یہ کہ ایک معمولی بچہ بھی بوڑھے آدمی کو محض اس کی تنگدستی کی وجہ سے لتاڑے گا اور یہ کہ جو لوگ کبھی ننگے بھوکے بکریاں چرایا کرتے تھے۔ وہی اونچی اونچی بلڈنگوں میں ڈینگیں ماریں گے۔ (اخرجہ ابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان درمنثور 55 صفحہ 6)

کذب بیانی کی زیادتی ہوگی

قیامت کی دو نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک نشانی جھوٹ بولنا بھی ہے جو کہ دورِ جدید میں ایک فن بن چکا ہے جو شخص جتنا زیادہ جھوٹ بولنے میں ماہر ہوتا

ہے وہ اتنا ہی بڑا فنکار اور کاروباری کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ: ''مومن کے اندر تمام خصلتیں ہوسکتی ہیں سوائے جھوٹ اور خیانت کے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ کی عزت کرو، تم میں (یعنی امت محمدیہ میں) سب سے اچھے لوگ یہی ہیں پھر ان کے بعد وہ اچھے ہوں گے جو ان کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔ حتیٰ کہ یقیناً (ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ انسان بغیر قسم دلائے قسم کھائے گا اور بغیر گواہ بنائے گواہی دے گا۔ (نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک فتنے ظاہر نہ ہوں گے۔ جھوٹ کی کثرت ہو جائے گی تجارتی مراکز عام ہو جائیں گے۔ وقت گھٹ جائے گا۔ ھرج بہت زیادہ بڑھ جائے گا ۔(مسند امام احمد بن حنبل)

عرض کیا گیا: خرج کیا ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتل کرنا

ابلیس شکل انسان میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آئندہ زمانہ یقیناً ایسا ہوگا کہ شیطان انسانی صورت میں آکر لوگوں کو جھوٹی باتیں سنائے گا اس کی باتیں سن کر لوگ متفرق ہو جائیں گے جب ان میں سے کوئی شخص اس کی باتوں کی دوسروں سے روایت کرے گا تو کہے گا کہ میں نے یہ بات ایک ایسے شخص سے سنی ہے جسے چہرہ سے پہچانتا ہوں مگر نام نہیں جانتا۔ (مشکوۃ)

کاذبوں سے بچنا

حضرت جابر بن سمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ''قیامت سے پہلے کچھ جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے ان سے بچ کر رہنا۔'' (صحیح مسلم)
عہد حاضر میں لوگوں کے جھوٹ سے اجتناب نہ کرنے کے باعث جھوٹی خبریں اور عجیب وغریب قصے بہت زیادہ ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سنی سنائی بات کی تصدیق کرنے اور اسے آگے پہنچانے سے منع فرمایا ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم اگر کوئی خبر سن کر آگے منتقل کر رہے ہیں۔ تو اس کی پوری تحقیق کریں تا کہ ہمارا شمار بھی جھوٹوں میں نہ ہو اور ہم گناہ مبتلا نہ ہو جائیں۔ آج جو افواہوں کا بازار گرم ہے خبروں میں تحقیق کا رواج نہیں اور واقعات وحالات کے بیان کرنے میں کمی وبیشی نظر آتی ہے یہ سب اسی جھوٹ کی اقسام ہیں جسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔

تلاوت قرآن مجید پیسوں کے لئے ہوگی

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک علامت قرآن کے ذریعہ بھیک مانگنا ہے۔ اسی کے لئے بعض دنیا دار یا چند صورتیں حفظ کرنے والے آپ کو بس اسٹاپ پر یا بازاروں میں بلند آواز سے حصول کے لئے قرآن پڑھتے نظر آئیں گے۔ اس طرح بعض خطیب حضرات بھی لوگوں سے ان کی دولت لینے کے لئے قرآن کو کھینچ تان کر پڑھتے ہیں تا کہ وہ لوگوں کی جیب ہلکی کر سکیں۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قیامت سے قبل ایسے قاریوں کی کثرت ہوئی جائے گی۔ جو صرف دنیا کے لئے قرآن پڑھیں گے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھ کر اللہ سے سوال کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ لوگوں سے سوال کرنے کا۔

حصولِ دنیا کا سبب قرآن مجید ہوگا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور مجلس میں عرب کے شہریوں کے علاوہ دیہات کے باشندے اور غیر عرب بھی تھے۔ اسی اثناء

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ پڑھتے رہو تم سب ٹھیک پڑھ رہے ہو اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو تیر کی طرح درست کریں گے (یعنی حروف کی ادائیگی کا بہت زیادہ لحاظ رکھیں گے) اور ان کا مقصد قرآن پڑھنا سے دنیا حاصل کرنا ہوگا اور اس کے ذریعہ آخرت نہ سنواریں گے۔ (بیہقی)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا پھر (تلاوت کے بعد) اس نے مانگنا شروع کر دیا تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کے بعد فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے قرآن پڑھا وہ اللہ تعالیٰ سے مطالبہ اور سوال کرے اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے۔ (مسند احمد 578/4)

لوگ بڑے اجسام والے ہوں گے

موٹاپا قیامت کی ان نشانیوں میں سے ہے جو کہ وجود میں آچکی ہیں۔ حضور سرور کون ومکان سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے موٹے آدمی کو ناپسند فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دیکھ کر ان کے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ پیٹ کی جگہ سے بہتر ہے کہ دل پر محنت کرو۔ (احیاء العلوم)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ بعض لوگ بیماری کی وجہ سے موٹاپے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں۔ آخری زمانہ میں موٹاپے کی وجوہات ٹرانسپورٹ کی کثرت اور آرام دہ ہوٹل، لفٹ اور لذیذ کھانے بھی ہیں دورِ جدید کے جدید آلات کی وجہ سے انسان مشقت سے محروم ہوگیا ہے جس کی وجہ سے موٹاپا کثرت سے پھیل رہا ہے موٹاپے کی سب سے بڑی وجہ آخرت سے غفلت بھی ہے۔ آج انسان کا مقصد زندگی کھانا کمانا اور سونا بن گیا ہے آج ہم کھاتے ہیں کمانے کے لئے اور کماتے

ہیں کھانے کے لئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح مقصد زندگی عطا فرمائے۔

لوگ بن مانگے شہادت دیں گے

حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزولِ سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث کا مفہوم یہ کہ ایک ایسی قوم کے لوگ آئیں گے جو بغیر گواہی مانگے گواہی دیں گے۔ خیانت کریں گے اور انہیں امانت دار سمجھا جائے گا منتیں مانیں گے لیکن ان کو پورا نہیں کریں گے اور ان لوگوں میں موٹا پا ظاہر ہوگا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک نشانی بغیر طلب کے گواہی دینا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے کہ قرب قیامت میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو بغیر مانگے گواہی دینے کے لئے تیار ہوں گے اور یہی لوگ نذر مانیں گے مگر اس کو پورا نہیں کریں گے۔ یہ دونوں نشانیاں ان لوگوں کی ہے جو کمزور ایمان والے ہیں جو اپنی بڑائی یا دولت کے حصول کے لئے گواہی دینے کے لئے تیار رہتے ہیں اور جب کسی کام پر منت مانتے ہیں تو اس کو پورا نہیں کرتے۔ آج ہمارے معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہ جو اس نشانی پر 100 فیصد پورا اترتے ہیں۔

مضبوط کا ضعیف کو کھانا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اے عائشہ! میری اُمت میں سے تیری قوم بہت جلد مجھ سے ملنے والی ہے۔ وہ فرماتی ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ سلم نے تشریف رکھی تو میں نے کہا: یارسول اللہ! اللہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرے جب آپ داخل ہوئے تو آپ ایسا کلام کہہ رہے تھے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون سا کلام ہے؟ میں نے کہا آپ کا خیال ہے کہ آپ کی اُمت میں سے میری قوم سب سے جلدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: یہ کس وجہ سے ہے؟ فرمایا: موت انہیں میٹھا پھل سمجھتی ہے اوران کی امت ان پر سانس لیتی ہے میں نے کہا: پھر اس کے بعد یا اس وقت لوگوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دلی (طاقت ور) ٹڈی دل کمزور کو کھا جائے گی۔ یہاں تک کہ ان پر قیامت قائم ہوگی۔ (مسند احمد)

وضاحت

ابوعبدالرحمٰن نے کہا ہے: ایک آدمی نے دلی کی تفسیر میں کہا ہے: وہ ٹڈی دل جس کے پر ابھی نہ نکلے ہوں اس حدیث میں بہت بڑا ظلم اور عظیم شر واقع ہونے کی طرف اشارہ ہے یہاں تک کہ کمزور طاقتور کمزور کو کھا جائے گا۔

عرب اسرائیل جنگ زوروں پر تھی۔ اس جنگ کو اسرائیلی ''یوم کیور جنگ'' اور مسلمان ''جنگ رمضان'' کہتے ہیں۔ جنگ میں امریکہ اور پورا یورپ اسرائیل کے ساتھ تھا اور مسلمان فلسطینیوں کے ساتھ۔ جب اہل مغرب نے مسلم دنیا کی دھمکیوں کے باوجود یہودیوں کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا تو عربوں نے آخری ہتھیار کے طور پر تیل کی سپلائی روک دی۔ یورپ مشرق بعید اور امریکہ کی سماجی اور صنعتی زندگی رُک گئی۔ یورپ کی تاریخ مین پہلی بار لوڈشیڈنگ شروع ہوئی پورے پورے شہر اندھیرے میں ڈوب گئے۔ سرکاری ٹرانسپورٹ بند ہوئی کارخانوں میں چھٹیاں ہوگئیں۔ یورپ میں قانون بنا کر کوئی شخص گاڑی میں اکیلا سفر نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے پٹرول ضائع ہوتا ہے۔ اس دور میں لوگ گاڑی میں گھر سے نکلتے تھے اور راستے میں لوگوں کو ساتھ لیتے ہوئے آگے بڑھتے تھے اگر کسی گاڑی میں کوئی نشست خالی نظر آجاتی تو پولیس گاڑی اور اس کے مالک دونوں کو بند کر دیتی تھی۔ ان دنوں سویڈن کے ایک وزیر کو استعفیٰ دینا پڑا اس پر الزام تھا کہ وہ رات کو چھپ کر گاڑی پر نکلا۔ پولیس نے پکڑ لیا تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا وزیر صاحب ڈبل روٹی خریدنے کا جرم کر بیٹھے ہیں۔ بہرحال اس بحران سے اہل مغرب نے تین فیصلے کیے۔

نمبر۱- انہیں تیل پیدا کرنے والا اسلامی ممالک کا اتحاد پارہ پارہ کرنا ہوگا۔
نمبر۲- پوری مسلم دنیا کو اپنا ملازم بنانا ہوگا۔
نمبر۳- یورپ امریکہ اوراس کے دوسرے اتحادی ممالک کو تیل پر کم سے کم انحصار کی پالیسی بنانا ہوگی۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی حکومت

اہل مغرب نے یہ تین فیصلے کئے اوران کے پالیسی سازان فیصلوں پرعملدرآمد میں جت گئے۔ دنیا کا ساٹھ فیصد تیل عربوں کے قبضے میں ہے۔ سائنس دان یہ کہتے ہیں کہ باقی دنیا کے تیل کے معلوم ذخائر کی میعاد 25 سال ہے جبکہ عربی تیل کی زندگی سو سال ہے ہر روز ''ہرمز'' کی آبی گزرگاہ اور خلیج فارس سے ایک کروڑ 60 لاکھ بیرل تیل یورپ جاتا ہے۔ اس تیل میں سے 40 فیصد عرب برآمد کرتے ہیں لہٰذا دنیا اس تیل کی طاقت سے انکارنہیں کرسکتی۔ اہل مغرب اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہیں لہٰذا انہوں نے یہ طاقت ہتھیانے کا بندوبست کرلیا۔ اہل مغرب نے یوم کپور جنگ کے خاتمے پر چھ بڑے اقدامات کئے۔ انہوں نے سونے کی بجائے ڈالر کو شرح تبادلہ بنادیا۔ اس جنگ سے پہلے دنیا کے مالیاتی ذخائر سونے سے ناپے جاتے تھے جس ملک کے پاس جتنا سونا ہوتا وہ ملک اتنا ہی امیر گردانا جاتا۔ دنیا جانتی تھی اس وقت سونے کے تمام بڑے ذخائر مسلم ممالک میں تھے لہٰذا اہل مغرب نے مسلم دنیا کی اس عمارت کو غربت میں تبدیل کرنے کے لئے ڈالر کو سونے کی حیثیت دے دی جس کے بعد دنیا کے مالیاتی ذخائر تولوں یا گراموں کی بجائے ملین اور بلین میں ناپے جانے لگے۔ دوسرا مغرب نے یورپ اور امریکہ اور مشرق بعید میں ترقی کے نام پر عربوں کے لئے سرمایہ کاری کی خصوصی اسکیموں کا اعلان کیا۔ اسٹاک ایکسچینجوں کے رجحان کو ترقی دی گئی اور عربوں کو یقین دلایا گیا کہ جس نے اسٹاک ایکسچینج میں ایک ڈالر لگایا چند ہی دنوں میں وہ ایک ڈالر سو ڈالر ہو

گیا۔عربوں کے کھربوں ڈالر یورپ اور امریکہ کی مارکیٹوں میں جھونک دیئے گئے اس کے جواب میں مغرب نے انہیں کاغذ کے چند ٹکڑے تھما دیئے جن پر منافع اور سود کے اعداد و شمار کے سوا کچھ نہیں تھا۔اس سلسلے کی دوسری کڑی رئیل اسٹیٹ تھی۔یورپ نے عربوں کو یقین دلا دیا کہ اگر وہ یورپ میں زمین جائیداد خرید لیں گے تو ان کی رقم محفوظ بھی رہے گی اور اس میں روز افزوں اضافہ بھی ہوتا رہے گا۔لہٰذا عربوں نے یورپ میں دھڑا دھڑ زمینیں خریدنا شروع کر دیں۔

اہل عرب کی پراپرٹی

اس ضمن میں صرف پیرس کی مثال کافی ہوگی۔پیرس کی سڑک شانے لیزے دنیا کی مہنگی ترین شاہراہ سمجھی جاتی ہے یہ سڑک بنیادی طور پر ایک کھلا بازار ہے۔سڑک کے دونوں کناروں پر بڑی بڑی دکانیں اور شاپنگ سینٹر ہیں۔اس سڑک کی 90 فیصد عمارتیں عربوں کی ملکیت ہیں۔اس کے علاوہ پیرس کے مضافات میں ہزاروں ایکڑ اراضی پر عربوں کے محلات اور فارم ایریا ہیں۔اسی دور میں یورپ میں جوا خانوں، شراب خانوں، ہوٹلوں، ریسٹورانوں اور ڈسکو کلبوں کا سلسلہ شروع ہوا۔اس کاروبار میں بھی عربوں کی حوصلہ افزائی کی گئی اور انہیں اس غلیظ کاروبار میں بھی ملوث کر دیا گیا۔صرف برطانیہ میں مسلمانوں کے چار ہزار بڑے شراب خانے اور ڈسکو کلب ہیں جبکہ امریکہ کے جوا خانوں میں عربوں کا حصہ 73 فیصد ہے۔امریکہ میں عربوں کی سرمایہ کاری تین کھرب ڈالر سے زیادہ ہے۔صرف شاہی خاندان کے ایک کھرب یعنی ایک ہزار ارب ڈالر امریکہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔

قابل غور بات

(3) تیسرے نمبر پر امریکہ اور یورپ نے تیل کا کاروبار آہستہ آہستہ ملکوں سے لے کر تیل کی کمپنیوں کے حوالے کر دیا۔اس سلسلے میں بڑے بڑے کھیل کھیلے گئے مثلاً عالمی

سازشوں کے ذریعے تیل کی قیمتیں کم کی گئیں تیل نکالنے کی مشینری اور فاضل پرزہ جات کی مصنوعی قلت پیدا کی گئی۔ تیل کی پیداوار بڑھا کر تیل خریدنے سے انکار کر دیا گیا۔ ان ہتھکنڈوں سے تیل بیچنے والے ممالک کی آمدنی مدوجزر کا شکار ہونے لگی۔ جب وہ بری طرح زچ ہو گئے تو تیل کی کمپنیوں کے نمائندے آگے بڑھے۔ انہوں نے عربوں کو پیشکش کی کہ آپ ہمارے ساتھ سمجھوتہ کرلیں۔ ہمیں تیل نکالنے کے حقوق دے دیں۔ تیل کی قیمت کم ہو یا زیادہ مشینری ملے یا نہ ملے ہمارا تیل بکے نہ بکے ہم آپ کو ایک مخصوص رقم دیتے رہیں گے۔ عربوں کے لئے یہ سودا سودمند تھا لہٰذا انہوں نے آئل کمپنیوں سے سمجھوتے کر لئے جس کے بعد تیل کی طاقت پہلے کمپنیوں اور پھر ان کمپنیوں کے پروردہ ممالک کے پاس چلی گئی۔ مسلمان فارغ ہو گئے اب یہ عالم ہے پابندی لیبیا پر لگے یا عراق پر تیل نکالنے والی کمپنیاں چپ چاپ تیل نکالتی اور بیچتی رہتی ہیں۔ چوتھے نمبر پر اہل یورپ نے تیل خریدنے والے ممالک کی انجمن بنا دی۔ اس انجمن کا نام انٹرنیشنل انرجی ایمبیسی ہے یہ ادارہ اسی (80) کی دہائی میں بنا اور اس کا کام تیل کے صارفین میں اتحاد پیدا کر کے تیل کی قیمتوں میں استحکام رکھنا ہے اس کا یہ فائدہ ہوا کہ اگر کبھی عرب تیل کی قیمت بڑھانے کے لئے سپلائی روکنے کی کوشش کریں تو یہ ادارہ اپنے ارکان کو تیل کی خریداری کم کرنے کا حکم دے دیتا ہے جس کے بعد تیل کے جہاز کھلے سمندروں میں کھڑے رہتے ہیں اور برآمد کنندہ کو جہاز کے کرائے اور بندرگاہوں کے اخراجات کے سلسلے میں کروڑوں ڈالر ادا کرنا پڑ جاتے ہیں۔ پانچویں نمبر پر امریکہ نے تیل پیدا کرنے والے ممالک میں جنگیں چھیڑ دیں۔ پہلے عراق کو ایران سے لڑا دیا۔ دونوں ممالک ایک دوسرے کو شکست دینے کے لئے تیل کے بدلے یورپ کا اسلحہ ڈیلروں سے مہنگا خریدتے رہے۔ یہ جنگ ختم ہوئی تو امریکہ نے عراق کو کویت پر حملے کی ترغیب دی جنگ شروع ہوئی تو اتحادیوں نے خلیج تعاون کونسل بنائی اور عربوں کی حفاظت کے لئے اپنی ہزاروں فوج عربوں کی سرزمین پر اتار دی۔ اس فوج کے تمام اخراجات نہ

صرف عرب ادا کر رہے ہیں بلکہ وہ ہر سال اربوں ڈالر اتحادیوں کو کرائے کی مد میں بھی پیش کرتے ہیں۔ ان فوجوں کی وجہ سے تمام عرب ممالک بری طرح مالیاتی دباؤ میں آ گئے۔ سعودی عرب کا بجٹ پچھلے پانچ سال سے مسلسل خسارے میں جا رہا ہے۔ اسے ہر سال 44 ارب ریال خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

امریکی کمپنیوں میں عربوں کی شراکت و معاونت

اس وقت چھ بڑے عرب ممالک بری طرح امریکہ کے دست نگر ہیں۔ ان چھ ممالک کی بندرگاہوں پر امریکی نیوی کے جہاز کھڑے ہیں جبکہ ان کے تمام حساس مقامات امریکی فوج کے قبضے میں ہیں اور آخری اور چھٹا اقدام امریکہ اور یورپ نے عربوں سے ہٹ کر تیل کے نئے ذخائر دریافت کیے۔ ان میں ڈرلنگ کی اور پھر انہیں بند کر دیا۔ یہ ان کے پاس اضافی ذخائر ہیں اگر کسی وجہ سے عرب ان سے بگڑ جاتے ہیں اور تمام تر رسک کے باوجود مغرب سے ٹکرا جاتے ہیں تو وہ ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے یہ تیل استعمال کر لیں گے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کلیسا کو کعبے سے مدد مل رہی ہے۔ امریکہ میں کسی بھی جگہ کسی بھی وقت کسی بھی قسم کی مالیاتی اور معاشی گڑبڑ ہوا۔ اس کا براہِ راست اثر عربوں پر پڑتا ہے۔ مثلاً آپ اسٹاک ایکسچینج کو ہی لیجئے اگر امریکہ میں اسٹاک ایکسچینج کرش کرتی ہے تو امریکہ سے ہزاروں میل دور آباد سینکڑوں عرب خاندان دیوالیہ ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اس مارکیٹ کے بنیادی شیئرز ہولڈرز ہیں۔ گیارہ ستمبر کا بھی سب سے زیادہ نقصان عربوں بالخصوص سعودی عرب کے شاہی خاندان کو اٹھانا پڑا۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی چالیس بڑی کمپنیوں میں سعودی خاندان کے شیئرز تھے۔ اس سلسلے میں آپ یہ دلچسپ بات بھی ملاحظہ کیجئے۔ جس کمپنی نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی انشورنس کر رکھی تھی اس کے شیئرز بھی عربوں کے پاس تھے۔ یوں ورلڈ ٹریڈ سینٹر گرنے کا نقصان بری طرح عربوں کو اٹھانا پڑا۔ گیارہ ستمبر کے بعد ہوائی سفر کا رجحان تقریباً ختم ہو گیا۔ اس کا نقصان

بھی عربوں کو ہوا کیونکہ تمام بڑی ہوائی کمپنیوں میں ان کے شیئرز تھے۔ یہ کمپنیاں دیوالیہ ہوئیں تو یہ خاندان بھی دیوالیہ ہو گئے۔ اسی طرح گیارہ ستمبر کے بعد کاروبار میں آنے والی کمی کا اثر بھی براہِ راست عربوں پر مرتب ہوا۔

ایک مثال

آپ صرف ایک مثال دیکھیں جس سے آپ پوری صورت حال کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ گیارہ ستمبر کے بعد امریکہ میں مہنگائی کا سیلاب آ گیا۔ ڈالر کی قیمت گر گئی۔ پیداوار کا عمل تعطل کا شکار ہو گیا۔ اس وقت ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عرب تیل کی سپلائی کم کر کے امریکہ کو مزید دھچکا پہنچاتے لیکن اس کے برعکس سعودی عرب نے تیل کی پیداوار میں 5 لاکھ بیرل یومیہ اضافہ کر دیا۔ اس اضافے سے امریکہ میں تیل کی قیمتیں 28 ڈالر سے گر کر 20 ڈالر فی بیرل ہو گئی۔ ڈالر کی قیمت میں استحکام آ گیا۔ مہنگائی کا رجحان کم ہو گیا۔ امریکی معیشت کو سہارا مل گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ سعودی عرب نے ایسا کیوں کیا؟ جواب بڑا سیدھا ہے امریکی انڈسٹری میں سعودی عرب کے پیسے لگے ہوئے ہیں اگر امریکی کمپنیاں دیوالیہ ہو جائیں تو سعودی عرب کے شہزادوں کی جان نکل جاتی اس صورتحال کا دوسری طرح جائزہ لیں۔ عربوں کی ساری دولت یورپ اور امریکہ میں دھنس چکی ہے۔ سعودی شاہی خاندان کے ایک کھرب ڈالر امریکہ کی مختلف کمپنیوں میں جمع ہیں۔ یہ رقم مرحوم شاہ فیصل کے دو صاحبزادوں اور شاہ فہد کے بھائی پرنس سلطان کی سرمایہ کار کمپنیوں نے امریکہ میں لگا رکھی ہے۔ گیارہ ستمبر کا واقعہ ہوا امریکہ نے عرب نوجوانوں کو اس واقعے کا ذمہ دار قرار دیا۔ افغانستان پر حملہ ہوا تو امریکہ میں آہستہ آہستہ عربوں سے معاوضہ لینے کی آوازیں اُٹھنے لگیں۔ ان آوازوں نے مئی جون میں اس وقت زلزلے کی شکل اختیار کر لی جب ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے مرحومین کے چند لواحقین نے عدالت میں ایک ہزار ارب ڈالر ہرجانے کا دعویٰ دائر کر دیا۔ ان لواحقین کا کہنا تھا کہ

امریکی حکومت یہ رقم سعودی عرب سے وصول کرے۔ اس دعویٰ کے ساتھ ہی شاہی خاندان کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ کیوں کہ صاف دکھائی دینے لگا کہ یہ سارا ڈرامہ ان کے ایک کھرب ڈالر ہتھیانے کے لئے رچایا جارہا ہے۔ اس صورت حال سے نکلنے کے لئے عربوں نے امریکہ سے سرمایہ نکالنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن جب انہوں نے متعلقہ کمپنیوں سے رابطہ کیا تو انہیں انکار کا سامنا کرنا پڑا۔

ظلم کی انتہا

ابوغریب کی میل میں عراق کے غریبوں پر کیا گزری؟ یہ آج کی مہذب دنیا امریکہ جیسے اخلاقیات اور انسانی حقوق کے بظاہر علم بردار اور اس کے حواری یورپ کی طرف سے قانون وانصاف کی زریں تاریخ کے منہ پر طمانچہ ہے۔ 800 ملٹری پولیس بریگیڈ کے فوجیوں نے عراق کے مختلف علاقوں سے مختلف عراقی مرد اور عورتوں کو گرفتار کیا۔ ان کے چہروں پر بوریاں چڑھائیں ان کے ہاتھ باندھے اور انہیں ابوغریب لے آئے۔ وہاں سب کے سامنے ان کو برہنہ کیا گیا۔ عورتوں اور مردوں کو بے لباس کر کے ایک دوسرے کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ سب سے پہلے سب کو مکے مارے گئے ان کے چہروں پر تھپڑ مارے گئے۔ ان کے پیٹ، کمر اور پیٹھ پر ٹھوکریں ماری گئیں۔ انہیں سیدھا کھڑا کر کے ان کے ننگے پاؤں پر چھلانگیں لگائی گئیں۔ برہنگی ہی کی حالت میں ان کی تصاویر بنائی گئیں۔ اس کے بعد انہیں جنسی عمل کے دوران استعمال ہونے والی آسنوں پر مجبور کیا گیا۔ مردوں اور عورتوں کی اس حالت میں تصویریں اور فلمیں بنائی گئیں۔ ننگے مردوں کو اپنے منہ پر عورتوں کے زیر جامہ کپڑے پہننے پر مجبور کیا گیا۔ مردوں کو ایک دوسرے کے سامنے کھڑا کر کے......مجبور کیا گیا ننگے مردوں کے جسموں پر چھلانگیں لگائی گئیں۔ مردوں کو لکڑی کے صندوق پر کھڑا کر کے ان کے سر پر ریت کی بوری رکھی گئی اور دونوں ہاتھوں اور نازک اعضاء پر بجلی کی تاریں باندھ دی گئیں اور پھر اس تار میں کرنٹ

چھوڑ دیا گیا۔ یہ مظلوم شخص سر پر رکھے بوجھ سے تھک کر فرش پر پاؤں رکھتا تو اسے شدید جھٹکا لگتا۔ وہ چیخ مارتا اور دوبارہ صندوق پر کھڑا ہو جاتا۔ مردوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جنسی عمل پر مجبور کیا گیا اور اس عمل کی فلم بنائی اور ان لوگوں سے اپنی رانوں پر میں زانی ہوں لکھوایا گیا۔ مردوں کے گلے میں کتے کا پٹہ باندھا گیا اور انہیں بھونکنے پر مجبور کیا گیا۔ 800 ملٹری پولیس بریگیڈ کے فوجیوں نے سب کے سامنے عراقی عورتوں سے زیادتی کی اور بعد ازاں عراقی مردوں کو ایسا کرنے پر مجبور کیا جو انکار کرتا اس کی ننگی پشت پر ٹھوکریں ماری جائیں۔ جو عراقی اس تشدد کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ اس کی نعش کی تصویریں اور فلمیں بنائی گئیں۔

قرآن پاک کی بے حرمتی

اس بارے عمل کا انتہائی خوفناک منظر وہ تھا جب تشدد کی شدت کے دوران یہ مظلوم عراقی اللہ کو یاد کرتے یا تو قرآنی آیات کا ورد کرتے تو انہیں ایک دوسرے کی غلاظت کھانے پر مجبور کیا جاتا۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ فلم میں صاف نظر آتا تھا کہ لوگوں نے صرف آیات اور اللہ کے نام کی حرمت محفوظ رکھنے کے لئے ورد تک چھوڑ دیا۔ دوسری طرف پاکستان نے ایک امریکی صحافی ڈینیل پرل کو کسی نے اغوا کر کے قتل کر دیا تھا۔ صرف ایک صحافی کے لئے امریکی اور اس کے حواری یورپی ممالک نے زمین و آسمان ایک کر دیا تھا جس کے نتیجے میں حکومت پاکستان امریکہ کے پاؤں تک چھونے پر مجبور ہو گئی جب کہ ابوغریب میں مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا نہ ہوا؟ آپ ابوغریب جیل میں پڑی وہ نعشیں تک نہیں گن سکتے تھے۔ جنہیں انسانیت سوز ٹارچر کر کے قتل کر دیا گیا تھا لیکن اسلامی دنیا کی طرف سے کوئی احتجاج سامنے نہیں آیا۔ دنیا نے کلمہ گو مسلمانوں کو زبردستی غلاظت کھاتے اور پیشاب پلاتے دیکھا۔ انہیں بندوق کی نالی پر ایک دوسرے سے بدکاری کرتے دیکھا۔ دنیا نے ان بے گناہ اور مظلوم لوگوں کی چیخیں اور ان کے

چہروں پر اذیت کے پھیلے جال بھی دیکھے لیکن کسی اسلامی ملک میں ان مسلمانوں بھائیوں کے لئے آواز اٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا پوری اسلام دنیا 61 ممالک کی ایک ارب 45 کروڑ آبادی نے دم سادھے رکھا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اب ہماری مظلومیت کی ذمہ داری بھی امریکہ اور یورپ کے عوام کے ذمے ہے۔ اب وہی امریکی ہمارے زخموں پر پھائے رکھیں گے جن کے بھائی بند ہمیں چر کے دیتے ہیں۔ یقین کیجئے امریکہ اور یورپ کی نظر میں مسلمان چیچنیا کا وہ، بھارت، پاکستان، فلسطین یا مصر کا وہ فقط مسلمان ہے اور اس کے دل میں ان سب کے لئے یکساں نفرت پائی جاتی ہے' لیکن افسوس پوری دنیا کے مسلمان مار تو کھا رہے ہیں مگر اپنے اجتماعی دشمن کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے! یہی اس قوم کی بدنصیبی ہے۔

اس مظلوم مسلمان کی داڑھی کاٹ کر اس کے گلے میں کتے کی طرح پٹہ ڈال کر ننگا کر کے جیل میں گھمایا گیا پھر اسی حالت میں اس پر کتے چھوڑ دیئے گئے۔ زیر نظر تصویر ابوغریب جیل میں موجود ایک مجاہد کی ہے جب امریکیوں نے اس جیل میں قرآن کو گولیوں کا نشانہ بنایا اور پھاڑ کر بیت الخلاء میں ڈالا اور ان مجاہدوں نے بھوک ہڑتال کی۔

امریکہ کی غنڈہ گردی مظلوم مسلمانوں پر

جناب یاسر محمد خان اپنے کالم میں لکھتے ہیں کہ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ افغانستان اور دوسرے مسلمان ممالک مغربی اور امریکی مفاد کے لئے روسی استعمار کے خلاف لڑتے رہے۔ یورپ انہیں مجاہد کہتا تھا لیکن جب اس کا مفاد پورا ہو گیا تو یہی مجاہدین کیسے دہشت گرد ہو گئے۔ کیا یہی رواداری ہے۔ میں یہاں باکسنگ کے بادشاہ محمد علی کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ محمد علی نے جب اسلام قبول کیا تو انہیں زبردستی فوج میں بھرتی ہونے کا حکم دیا گیا لیکن محمد علی نے اس سزا کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے بعد انہیں

بلا وجہ باکسنگ کے عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن کے اعزاز سے محروم کر دیا گیا۔ اسی طرح مشہور گلوکار کیٹ سٹیونز نے جب اسلام قبول کیا تو اس کے گانوں کے ریکارڈ ہی جلا دیئے گئے۔ کیا اسے رواداری کہتے ہیں۔ برطانوی کرکٹر ڈیوڈ گاور اور ایلن لیمپ پر بال ٹمپرنگ کا الزام عائد کیا جاتا ہے اور جرم بھی ثابت ہو جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں سزا نہیں ہوتی جبکہ مسلمان کرکٹر عمران خان گیند کو کھرچنے کا اعتراف کرتا ہے تو پورا یورپی میڈیا آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے۔ کیا یہ رواداری ہے؟ کچھ عرصہ پہلے انٹرنیشنل گوریلے نام سے پاکستان میں ایک فلم بنی تھی جس میں گستاخ رسول سلمان رُشدی کو آسمانی عذاب سے جلا کر راکھ ہوتے ہوئے دکھایا گیا جب اس فلم کو لندن میں چلانے کا معاملہ ہوا تو برطانیہ نے اس کی نمائش پر پابندی لگا دی تھی۔ میں سوال کرتا ہوں اگر رشدی کے خلاف فلم پر پابندی لگ سکتی ہے تو رُشدی کی کتب پر پابندی کیوں نہیں لگ سکتی؟ اسی طرح اسرائیل کے ایک شہر کی مسجد میں اسرائیلی اداکار اور اداکارائیں عریاں مناظر عکس بند کرتے ہیں لیکن مغربی میڈیا خاموش رہتا ہے۔ اسرائیل کے شہر اشدود میں یہودیوں کے قائم کردہ ڈسکو کلب کا نام مکہ رکھ دیا جاتا ہے کیا یہ بھی رواداری ہے؟ برطانوی اخبار ڈیلی ایکسپریس کا کہنا ہے کہ لندن کے ہسپتالوں میں حجاب پر پابندی لگا دی گئی ہے اور اس سلسلے میں میڈیکل تعلیم رکھنے والی مسلم خواتین سے کہا گیا ہے کہ وہ کام کے دوران حجاب نہ اوڑھیں۔ ذرا سوچئے! لندن کی سڑکوں پر مادر زاد ننگوں کا مارچ تو صحیح ہے مگر مسلم طالبات کو سکارف پہننے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ برطانیہ میں ملازمتوں کا ٹریبونل ایک برطانوی مسلمان ٹیچر کو حجاب پہننے کی بناء پر معطل کئے جانے کے معاملے میں ایک کیس کی سماعت کر رہا ہے۔ کلاس میں حجاب لینے کا یہ معاملہ سابق برطانوی وزیر جیک اسٹرا کے بیان کے تقریباً دو ہفتوں کے بعد سامنے آیا تھا حالانکہ عائشہ اعظمی نامی یہ ٹیچر فروری 2006ء سے اب تک معطل ہیں۔ 24 سالہ وسیمہ نیویارک شائر کے ایک جونیئر اسکول میں انگریزی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس سکول میں پنجابی، گجراتی اور اُردو

بولنے والے بچے بھی شامل ہیں۔ وسیمہ کا کہنا ہے کہ اگر وہ نقاب پہنے ہوئے کام کر سکتی ہے تو وہ نقاب کیوں اُتارے؟

بدحالی

بصرہ شہر کے ایک زنانہ کالج سے ستمبر کے آخری ہفتے میں تین لڑکیاں غائب ہو گئیں۔ ان میں سے ایک لڑکی تیل کے ایک بڑے سوداگر کی بیٹی تھی۔ دوسری صدام حسین کے دور کے ایک اعلیٰ افسر اور تیسری پولیس کے ڈپٹی چیف کی لڑکی تھی۔ اس شام ان تینوں میں سے ایک لڑکی واپس آ گئی۔ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے، اس کے جسم پر خراشیں تھیں اور اس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا تھا۔ اس نے بتایا جب وہ تینوں کالج سے باہر نکلیں تو امریکی فوجیوں نے ان کی گاڑی روک لی اور انہیں تفتیش کے بہانے ایک ویران گھر میں لے گئے جہاں سے وہ بڑی مشکل سے بھاگنے میں کامیاب ہوئی جبکہ دوسری دونوں لڑکیاں ابھی تک وہیں موجود ہیں۔ لڑکیوں کے والدین بچی کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچے تو گھر کے سامنے امریکی فوجی جیپ کھڑی تھی۔ ایک امریکی فوجی بندوق تان کر دروازے پر کھڑا تھا اور گھر کے سامنے ''انتہائی حساس فوجی علاقہ'' کا بورڈ لگا تھا۔ عراق میں اس بورڈ کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ جگہ امریکی فوج کے زیرِ قبضہ ہے۔ یہاں مقامی قانون بے اثر ہے اور یہاں کسی قسم کی مداخلت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بچیوں کے والدین نے امریکی فوجی کے پاؤں تک کو ہاتھ لگایا لیکن اس نے انہیں گھر کی دہلیز پر قدم رکھنے کی اجازت نہ دی۔ دوسرے دن جب یہ لوگ ریڈ کراس کے عملے کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے تو اس گھر میں پھٹے کپڑوں کی دھجیوں اور دیواروں پر خون کے دھبوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ یہ منظر دیکھ کر بچیوں کے والد دیوانے ہو گئے۔ اب یہ لوگ روزانہ امریکی چیک پوسٹ پر جاتے ہیں اور امریکی فوجیوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اپنی بیٹیوں کی نعشوں کا پتہ پوچھتے ہیں۔ (حوالہ سازش بے نقاب ۲/۹۵)

میں مسجد نبوی کی بیٹی ہوں مجھے یہودیوں نے شہید کیا پھر کوئی بھی میرے لئے آواز اٹھانے اور ان کافروں کو سبق سکھانے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ میں روز قیامت اللہ کے دربار میں ضرور آواز اٹھاؤں گی۔ اس وقت تم افسوس کے سوا کچھ نہ کر سکو گے۔

یہود و نصاریٰ کے مسلمانوں پر مظالم کے دلخراش حالات

میرے بھائیو! عیسائی اور یہودی مسلمانوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں جس کا واضح ثبوت بوسنیا سے لے کر حالیہ عراق کا معرکہ ہے۔ عیسائی سربوں نے بڑی خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے یہاں تک کہ مظلوم مسلمان عورتوں نے کہا: ''اے مسلمانوں اگر تم ہماری حفاظت نہیں کر سکتے تو براہِ کرم مانع حمل کی ادویات ہی بھیج دو ایسا نہ ہو کہ ہمیں عیسائی بچوں کو جننا پڑے۔'' ایک 17 سالہ لڑکی نے کہا اس کی عزت کو لوٹنے کے بعد عیسائی سربوں نے اس کی بے حرمتی کے بعد گرم سلاخوں سے چھاتی پر صلیب کا نشان بنایا۔ ہم نے ایک نوجوان لڑکی کی لاش کو درخت کے ساتھ لٹکا دیکھا جسے عزت لوٹنے کے بعد عیسائیوں نے پھانسی دے دی تھی۔ اخباری رپورٹر نے لکھا ہے کہ مشرقی بوسنیا میں تین مسلمان لڑکیاں کم تک خاردار تاروں کی باڑ میں ہر عیسائی فوجی کے استعمال کے لئے کھڑی ہیں۔ تین دن کی اجتماعی زیادتی کے بعد ان پر مٹی کا تیل چھڑک کر انہیں زندہ جلا دیا گیا۔ سرب فوجیوں نے ایک بوڑھے مسلمان کا سر نماز کی حالت میں جسم سے جدا کر دیا، جس سے خون کا فوارہ چھوٹ پڑا، کمانڈر نے خوشی میں اس عیسائی فوجی کو شراب دی۔ بہت سے قیدیوں کو بھوکے کتوں کے آگے ڈال دیا گیا جو کئی مسلمانوں کو چیر پھاڑ کر کھا گئے۔

مسلمان حاملہ عورت کا پیٹ چاک کرنے والے یہودی کتے

بہت سی حاملہ عورتوں کا پیٹ چاک کر کے ان کی جگہ کتے کا بچہ رکھ دیا۔ بہت سے نوجوانوں کے سینوں پر خنجروں سے صلیب بنائی گئی۔ بعض سرب فوجیوں نے مسلمانوں

کے سر جسم سے جدا کر کے ان کو بطور فٹ بال استعمال کیا جب ان کے دل مسلمانوں پر ظلم سے نہیں بھرے تو انہوں نے قبروں سے مسلمانوں کی لاشیں نکال کر ان کی بے حرمتی شروع کر دی۔ مسلمانو! سوچو تو سہی جب زمین کے مردوں کے ساتھ یہ حال کیا گیا تو زندہ کا کیا حشر کیا جاتا ہوگا۔ کمال نام کی بچی جس کی ٹانگ کاٹ دی گئی تھی وہ اپنی مردہ ماں کے سینے سے چمٹی رو رہی تھی۔ چار سالہ مسعود کی تمام پسلیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ کتنے ہزاروں مسلمان ہیں جن کے گھر یہود و نصاریٰ بارود کا ڈھیر بنا چکے ہیں۔ ان کی عورتوں کی عزتوں کو تار تار کیا گیا۔ ان کے معصوم بچوں سے ان کی خوشیوں کو چھین لیا گیا۔ کتنے نوجوانوں کے ناخن پلاس سے کھینچ لئے گئے۔ کتنی بہنوں کی عزت بھائیوں کے سامنے لوٹی گئی۔ کئی مسلمان قیدیوں کا خون اس لئے نکالا گیا کہ زخمی سرب فوجیوں کو خون کی ضرورت تھی۔ حتیٰ کہ ان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مسلمان فوجیوں کا پورا خون نکال لیا جاتا تھا۔

داستانِ غم

ایک بوڑھے کسان نے اپنے اوپر ظلم کی داستان بتاتے ہوئے کہا کہ فوجی ہمارے گاؤں میں آئے میرے گھر میں داخل ہو کر سامان لوٹا اور مجھے مارنا شروع کیا۔ آخر کار تکلیف کی شدت سے میں نے انہیں کہا کہ تم مجھے گولی مار دو مگر تشدد مت کرو تو کہنے لگے کہ ہم تیری لاش کا اچار ڈالیں گے۔ پھر مجھے کہا کہ اپنی داڑھی ہمارے سامنے کاٹو جب میں نے منع کیا تو مجھے اتنا مارا کہ جسم کا ہر ہر عضو خون سے تر ہو گیا پھر مجھے چھت پر الٹا لٹکا کر خوب مارا گیا۔ اس کے بعد چار فوجیوں نے میری دونوں ٹانگوں کو مخالف سمتوں میں کھینچ کر مجھے چیرنے کی کوشش کی پھر میں تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو میں اسپتال میں تھا اور میرے ہاتھ پاؤں کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ ایک مسلمان کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور بے لباس کر کے کتوں کے آگے ڈال دیا گیا حتیٰ

کہ کتوں نے اس کا سارا جسم مع عضو نازک کاٹ کھایا۔ وہ اس وقت ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔

ایک اور ظلم

ایک شخص کے ہاتھ زمین پر رکھ کر اس کی انگلیاں تیز دھار آلے سے کاٹ دی گئیں۔ ایک شخص نے اپنی پنڈلی دکھائی تو دیکھا کہ اس کی پنڈلی کا گوشت کاٹ لیا گیا ہے۔ ایک شخص نے بتایا کہ مجھے برہنہ کیا اور اسی حالت میں میرے گاؤں لے آئے اور پورے گاؤں کے مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے میری نمائش کی گئی۔ اس وقت میرے بہن بھائی اور رشتے دار بھی موجود تھے۔ پھر میرے ساتھ وہ شرمناک کام کئے کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ ایک نوجوان کو بجلی کے جھٹکے دیئے گئے۔ اس طرح کئی نوجوانوں کے ہاتھوں کے ناخن پلاس سے کھینچ لئے گئے۔ انہیں پانی کی جگہ پیشاب دیا گیا اور مسلمانوں کے زندہ جسم کو آگ پر روسٹ کیا گیا۔ باپ کو بیٹے کا پیشاب پینے پر مجبور کیا گیا۔ ایک نوجوان نے بتایا کہ ایک دن میں نے پانی مانگا تو مجھے حوض پہ لے جا کر حوض کے پانی میں کرنٹ چھوڑ دیا۔ ایک شخص نے بتایا کہ ان ظالموں نے دورانِ تشدد میرے جسم کے گوشت کو چھری سے کاٹا اور پھر میرے زخموں میں نمک بھر دیا۔ ایک نوجوان نے بتایا کہ دورانِ تشدد میرے اوپر کئی ہزار وولٹ کا بلب لٹکایا جس کی وجہ سے میرا پورا جسم جھلس گیا لیکن اس کے باوجود میں نے اسلام زندہ باد کا نعرہ لگایا اور میں نے کہا کہ تم میری زبان بھی کاٹ دو پھر بھی میں اسلام کا نعرہ لگاؤں گا۔ یہ سننا تھا کہ وہ فوجی آگ بگولہ ہو گئے اور پھر مجھے اُلٹا لٹکا کر اتنا مارا کہ مجھے لگا کہ میری ساری آنتیں ٹوٹ گئی ہیں اور میرے منہ سے خون جاری ہو گیا۔ ایک نوجوان نے بتایا کہ مجھے ایک تنگ کمرے میں لے جایا گیا اور پھر مجھ پر ڈنڈوں کی بارش کر دی گئی۔ اس کمرے کے فرش پر کیل اور شیشے بچھے ہوئے تھے۔ مار کی شدت سے گرتا تو سیدھا ان کیلوں والے فرش پر گرتا جس کی وجہ سے میرا جسم لہولہان ہو گیا۔ ایک شخص نے بتایا مجھے سخت سردی کے موسم میں ننگا کر کے الٹا لٹکایا گیا اور

پھر سگریٹوں سے میرے جسم کو داغا گیا۔ عراق وافغانستان اور مقبوضہ کشمیر میں ہر موڑ اور ہر منزل پر روتی تڑپتی ہوئی بہنیں ملتی ہیں۔ یہاں سنسان اور ویران بستیوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ حاصل مطالعہ میرے بھائیو! یہ تمام واقعات فلمی اور رومانوی نہیں ہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہیں جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ برطانوی وزیراعظم نے یہ اعتراف کیا کہ ہم بوسنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی کرنے والوں کا ساتھ اس لئے دے رہے ہیں تاکہ یورپ میں ایک بھی مسلمان ملک نہ رہے کیا کوئی بھی مسلمان ایسا گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے مسلمان بھائیوں پر تشدد کے پہاڑ توڑے جائیں اور اس کی بہنوں کی عزت لوٹی جائے۔ ان حقائق کے باوجود اب بھی کوئی یورپ والوں کا ہمدرد ہے؟ کیا تمہاری غیرت اب بھی خاموش ہے؟ کیا مسلمان بہنوں کی آواز پر لبیک کہنے والا کوئی نہیں؟ اقوام متحدہ اور امریکہ جو ہر ظلم پر لبیک کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اس وقت وہ خاموش تماشائی کیوں بنے ہوئے ہیں؟ (حوالہ اعمال محبت الٰہی اخبار شمارہ نمبر 4)

شریعت پر عمل نہ رہے گا

نماز وہ تحفہ ہے جو اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر بلا کر دیا، باقی احکام زمین پر اتارے اس لئے نماز کو اللہ سے ملاقات اور اللہ کے قرب کا ذریعہ کہا گیا ہے مگر افسوس کہ قیامت سے قبل لوگ روزہ زکوٰۃ اور حج تمام احکامات کو بھلا دیں گے حتیٰ کہ نماز سے بھی غافل ہو جائیں گے۔ آخری زمانہ میں اسلام کی کڑی اس کے احکامات ایک ایک کر کے ٹوٹتے چلے جائیں گے۔

بدعمل بادشاہ

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹتی چلی جائیں گی جب بھی کوئی کڑی ٹوٹے گی تو لوگ دوسری سے چمٹ جائیں گے۔ سب سے پہلی جو کڑی ٹوٹے گی وہ یہ ہوگی کہ حکم

الٰہی کو توڑا جائے گا اور سب سے آخر میں نماز کو بھی چھوڑ دیا جائے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل 251/5)

افسوس کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی دن بہ دن پوری ہوتی جا رہی ہے۔ آج اسلامی احکام اور اسلامی سزائیں اکثر اسلامی ممالک میں رائج ہی نہیں ہے بلکہ جن ممالک میں اسلامی سزائیں نافذ ہیں جیسے زنا پر کوڑے لگانا چور کے ہاتھ کاٹنا وغیرہ ان کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں۔

ابلیسی قلب رکھنے والے بادشاہ

قیامت کی علامات میں ایک علامت جو ظاہر ہو چکی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایسے صدور اور وزراء آئیں گے جن کے دل ودماغ پر شیطانی حکومت ہوگی۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ (آپ کی بعثت مبارک سے پہلے) برائی میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے) بھلائی عطا فرمائی۔ کیا اس خیر اور بھلائی کے بعد (دوبارہ) برائی آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ایسے لوگ حاکم بنیں گے جو میری ہدایت کے مطابق لوگوں کی رہنمائی نہیں کریں گے نہ ہی میری سنت پر لوگوں کو چلائیں گے بلکہ ان میں ایسے حاکم بھی ہوں گے جو انسانی جسموں میں شیطانی دل رکھتے ہوں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ایسا وقت پاؤں تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو ان (حاکموں) کی بات سن اور ان کی اطاعت کر خواہ تیری پیٹھ زخمی کر دیں یا تیرا مال لے لیں۔ بہر حال ان کی بات سن اور اطاعت کر۔ (مسلم شریف)

وضاحت

دوسری حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے پوچھا: کیا ایسے حکام کے خلاف ہم لڑائی نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک وہ نماز پڑھیں ان کے خلاف لڑائی نہ کرو لیکن اگر حکام بے نماز ہوں تو انہیں معروف طریقے سے ہٹانے کی کوشش کرنا جائز ہے۔

قیامت سے قبل حکمران قرآنی احکامات پر عمل چھوڑ دیں گے

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک نشانی جس کے بارے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور جان کائنات فخر موجودات کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ہدیہ اسی وقت قبول کر سکتے ہو جب تک وہ ہدیہ رہے، لیکن جب وہ دین کے معاملے میں رشوت بن جائے تو اسے قبول نہ کرو مگر (ایسا نظر آتا ہے) کہ (تم امت کے عام لوگ) اسے چھوڑو گے نہیں کیونکہ فقر اور ضرورت تمہیں مجبور کرے گی آگاہ رہو کہ اسلام کی چکی بہر حال گردش میں رہے گی۔ اس لئے کتاب اللہ جدھر چلے اس کے ساتھ چلو۔ (اسے اپنی خواہشات کے مطابق نہ ڈھالو) آگاہ رہو کہ عنقریب کتاب اور حاکم جدا جدا ہو جائیں گے، پس تم کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا، آگاہ رہو کہ عنقریب تم پر ایسے حاکم مسلط ہوں گے جو اپنے لئے تجویز کریں گے جو دوسروں کے لئے تجویز نہیں کریں گے تم اگر ان کی نافرمانی کرو گے تو تمہیں قتل کر دیں گے اور فرمانبرداری کرو گے تو (بے دینی کے سبب) تمہیں گمراہ کریں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (ایسی صورت میں) ہمیں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے؟ فرمایا: وہی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کیا کہ انہیں آروں سے چیرا گیا سولی پر لٹکایا گیا (مگر وہ دین پر قائم رہے) اور اطاعت الٰہی میں جان دے دینا معصیت کی زندگی سے (بدرجہا) بہتر ہے۔
(طبرانی)

خوشحال زندگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے حاکم نیک اور پسندیدہ ہوں تمہارے مالدار کشادہ دل اور سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی (خیر خواہانہ) مشورے سے طے ہوں تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی مرنے سے جینا بہتر ہے) اور جب تمہارے حاکم بدکار ہوں۔ تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں (کہ بیگمات جو فیصلہ کردیں وفادار نوکر کی طرح تم اس کو نافذ کرنے لگو) تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے۔ (یعنی ایسی زندگی سے مرجانا بہتر ہے۔) (جامع ترمذی 51/2)

نصاریٰ کی پانچ خصلتیں

(۱) حضرت مستورد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: قیامت سے پہلے رومی (یعنی عیسائی) سب سے زیادہ تعداد میں ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ذرا سوچ سمجھ کر بات کرو۔ مستورد نے کہا: میں وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو یہ کہتا ہے (تو سچ ہی ہوگا) کیونکہ عیسائیوں میں پانچ خصلتیں ہیں:

(i) مصیبت کے وقت نہایت بردبار

(ii) مصیبت کے بعد سب سے جلدی ہوشیار ہونے والے

(iii) بھاگنے کے بعد دوبارہ سب سے پہلے حملہ کرنے والے

(iv) مسکین یتیم اور کمزور کے حق میں بہتر

(v) اور ایک پانچویں خصلت اچھی بھی ہے کہ یہ سب لوگوں سے زیادہ بادشاہوں

کے ظلم سے روکنے والے ہیں۔ (مسلم کتاب الفتن، حدیث نمبر 2898 مسند احمد 314/4)

وضاحت

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ مذکورہ حدیث میں روم سے مراد آج کا یورپ اور امریکہ ہے۔ رومیوں یعنی عیسائیوں کی اکثریت علامات قیامت میں سے وہ علامت ہے جس کا ظہور ہو چکا ہے۔ موجودہ اعدادوشمار کے مطابق دنیا بھر میں سب سے زیادہ اکثریت عیسائیوں کی ہے۔ پھر مسلمانوں کی ہے مگر فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ایک وقت آئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہر کچے پکے گھر اور ہر اون اور بال کے خیمہ میں پھیل کر رہے گا۔ اس کا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ جیسے موجودہ اعدادوشمار کے مطابق فرانس لندن اور امریکہ میں مسلمانوں کا تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے حتیٰ کہ یہود ونصاریٰ اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی بھی طریقہ سے اسلام پھیلنے اور مسلمانوں میں اضافہ کو ختم کیا جائے۔ اس کے لئے وہ مختلف ہتھکنڈے بھی استعمال کر رہے ہیں مگر فرمانِ نبوی کا پورا ہونا ضروری ہے کہ اس بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کی قوت بڑھ جائے گی پھر ایک حادثہ میں مسلمانوں کی کثرت کم ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ اس وقت مسلمان پہاڑوں پر چلے جائیں گے۔ ان کی خوراک صرف اللہ کا ذکر ہوگی۔ یہ وہ وقت ہوگا جب حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرمان کہ عیسائی بڑھ جائیں گے۔ پورا ہوگا۔

رومیوں کی کثرت اور عربوں کی قلت

سیدہ امّ شریک رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپیں گے۔ امّ شریک رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرب اس

زمانے میں کم تعداد میں ہوں گے۔ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں: رومی اس وقت بھی زیادہ ہوں گے۔ (اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل یورپ کی زبان (انگریزی) اس وقت بولی جائے گی اور لوگ عربی زبان کو چھوڑ دیں گے) (صحیح مسلم)

ارض کنز بہائے گی

قیامت کی وہ نشانی جس کا ظہور کسی نہ کسی درجہ میں ہو چکا ہے۔ اس میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ قیامت سے قبل زمین سونے اور چاندی کے خزانے اپنے پیٹ سے باہر کر دے گی۔ یعنی قیامت سے پہلے مال و دولت کی بے انتہا کثرت ہوگی کہ چور بھی مال سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سلطانِ مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(i) زمین سونے اور چاندی کو بڑے بڑے ستونوں کی شکل میں اگل دے گی

(ii) قاتل آئے گا اور کہے گا: افسوس! میں نے اس مال کے لئے کسی انسان کو قتل کیا۔

(iii) قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا: میں نے مال کے لئے رشتہ داروں کو چھوڑا۔

(iv) چور آئے گا اور کہے گا افسوس میں نے اس مال کی خاطر چوری کی اور میرا ہاتھ کاٹا گیا۔

(v) پھر وہ سب اسے چھوڑ دیں گے اور اس مال میں سے کچھ بھی نہ لیں گے۔

نوٹ:

کچھ عرصہ قبل سعودیہ عرب میں سونے کے پہاڑ دریافت ہوئے ہیں جسے حکومت نے اس وجہ سے بند کر دیا ہے کہ اس وقت ان کے پاس سیال سونا یعنی پٹرول کی اتنی فراوانی ہے کہ انہیں فی الحال اس سونے کی ضرورت نہیں۔

مال و دولت کی ریل پیل ہو جائے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مال بہت زیادہ ہو جائے گا، مال کو بہایا جائے گا۔ (مسلم مشکوۃ باب اشراط الساعۃ)

یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوۃ لے کر نکلے گا تو کوئی قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔ یہاں تک کہ عرب کی سرزمین سرسبز و شاداب ہو جائے گی اس میں نہریں جاری ہو جائیں گی۔ مال کی زیادتی حقیقت میں انسان کا امتحان ہے کہ کون سا انسان اس امتحان میں کامیاب ہوتا ہے؟ مال دار بھی ہو رب تعالیٰ کو بھی یاد کرے وہ انسان خوش قسمت ہے مال و دولت کے نشہ میں اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جانا بہت بڑی بدبختی کی علامت ہے۔ مال کو بہائیں گے یعنی لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانے کے لئے، ان کو خریدنے کے لئے ان کو اپنا ووٹر بنانے کے لئے۔ نیکی کے کاموں میں جو لوگ ایک روپیہ خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے وہ دوسروں کو اپنا چمچہ بنانے کے لئے ہزاروں روپے لٹا دیتے ہیں۔ یہ بھی علامات قیامت ہے۔ عرب کی زمین میں ترقی ہوگی۔ مال و دولت کی وسعت ہوگی۔ ان کی زمین خزانے اُگلے گی۔ ایک روایت میں ہے۔ مدینہ طیبہ کی زمین اھاب بلکہ یہاب تک پہنچ جائے گی یعنی مال و دولت زیادہ ہو جائے گا۔ عمارات بہت ہو جائیں گی۔ دور دراز علاقہ تک مدینہ طیبہ پھیل جائے گا۔ (اھاب یہاب دونوں جگہ کے نام ہیں) آپ کے زمانہ میں تو مدینہ طیبہ تقریباً اتنا ہی نظر آتا ہے جتنی آج مسجد نبوی ہے۔

ڈونیشن لینے والا نہ ملے گا

اسی مضمون کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے مال اس قدر بڑھ جائے گا کہ دولت

مند سوچے گا کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا۔ وہ کسی آدمی کو صدقہ لینے کے لئے بلائے گا لیکن وہ کہے گا مارب لی فی مجھے اس کی ضرورت نہیں۔'' (مسلم شریف، کتاب الزکوٰۃ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی سونے کا صدقہ لے کر پھرے گا لیکن اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا اور ایک ایک مرد کے ساتھ چالیس چالیس عورتیں ہوں گی جو اس کی پناہ حاصل کریں گی۔ یہ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کے سبب ہوگا۔

(مسلم شریف)

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص پر صدقہ پیش کیا جائے گا وہ کہے گا اگر تم گزشتہ روز آتے تو میں یہ مال لے لیتا۔ مگر آج مجھے اس کی حاجت نہیں۔

عوف بن مالک الاشجاع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ تبوک میں' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ میں خیمے سے باہر صحن میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عوف اندر آجاؤ۔ میں نے عرض کیا (خیمہ تو چھوٹا ہے) کیا سارے کا سارا ہی اندر آجاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں آجاؤں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عوف! یاد رکھو قیامت سے پہلے چھ نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

(۱) میری وفات ہوگی۔ میں نے اسے سن کر بہت رنج کا اظہار کیا۔

(۲) قیامت سے قبل بیت المقدس فتح ہوگا۔

(۳) قیامت سے قبل ایک بیماری پیدا ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ پیدا فرمائیں گے۔ اس سے تم اور تمہاری اولاد شہادت پائے گی اور وہ تمہارے اعمال کو پاک کردے گی۔

(۴) مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ آدمی کو سو دینار ملیں گے لیکن پھر وہ ناراض ہوگا۔ ایک فتنہ ہوگا اور وہ تمہارے آپس میں ہی ہوگا۔ کسی مسلمان کا کوئی گھر باقی نہیں رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔ تمہاری اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی پھر وہ تم سے دھوکہ کریں

گے (امن معاہدہ توڑ دیں گے) پھر جنگیں چھڑ جائیں گی اور اسی (80) ہزار جھنڈوں کے ساتھ تمہاری طرف پیش قدمی کریں گے جبکہ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔
(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب اشراط الساعۃ: 4042)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ مال کی کثرت ہو جائے، فتنے ظاہر ہوں اور ہرج بہت زیادہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرج کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: قتل، قتل، قتل (مسلم شریف)

مٹھی بھر سونا مقبول نہ ہوگا

ایک حدیث میں سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ دفعتہً ایک شخص آیا اور اس نے بارگاہِ رسالت میں اپنی تنگ دستی کی شکایت کی۔ پھر ایک شخص آیا اور اس نے ڈکیتی اور راستوں کے غیر مامون ہونے کی شکایت کی۔ ان دونوں کی شکایات سن کر سرکار دو عالم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عدی بن حاتم کو مخاطب کر کے فرمایا: تم نے چہرہ دیکھا ہے اگر تم زندہ رہے تو اپنی آنکھوں سے کسرہ کے خزانے فتح ہوتے دیکھو گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی اگر مٹھی بھر سونا لے کر چلے گا تو کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔

(حوالہ بخاری)

حضور نبی غیب دان کی انوکھی بات

حضور پر نور شافع محشر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا! اے سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جس وقت تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا چنانچہ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا تو کسریٰ کا تاج اور سراقہ کے کنگن اور دیگر زیورات مسجد نبوی میں مالِ غنیمت کے طور پر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

کے سامنے لاکر ڈال دیئے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: بلاؤ سراقہ کو۔ چنانچہ سراقہ رضی اللہ عنہ کو حاضر کیا گیا۔ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سراقہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: سراقہ ہاتھ اٹھاؤ اور یہ کہو: اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے یہ دونوں کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور ایک گنوار دیہاتی سراقہ کو پہنائے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور رسول اللہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بات کی خبر دی ہے کہ قربِ قیامت میں مال کی کثرت ہو جائے گی حتیٰ کہ صدقہ کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جب قیصر و کسریٰ کے خزانے مالِ غنیمت کی شکل میں مدینہ میں آئے تو چاروں طرف مال کی اس قدر کثرت اور بہتات ہوگئی کہ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ طیبہ میں ایک گھوڑے کی قیمت ایک لاکھ درہم ہوگئی اور سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کوئی شخص صدقہ کو قبول کرنے والا نہیں تھا۔

نزولِ عیسیٰ کے زمانے میں بھی مال و دولت کی کثرت ہوگی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور اتریں گے تم میں ابن مریم علیہا السلام پھر مال و دولت کی کثرت ہوگی حتیٰ کہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری:3448)

وضاحت

ان دونوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ایک قیامت کی نشانی پوری ہو چکی ہے۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہا السلام کے زمانہ میں ہوگی۔ رہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مال کی بہتات کا سبب تو وہ عدل و انصاف تھا اور مستحقین کو ان کے حقوق دینا تھا یہاں تک کہ لوگ غنی ہو گئے رہی حضرت عیسیٰ علیہا السلام کے زمانہ میں مال کی فراوانی تو وہ کثرتِ مال قلت الناس اور قرب الساعۃ کی وجہ سے ہوگی۔ (فتح الباری 83/13)

کیا مہدی کے زمانے میں بھی مال و دولت کی بہتات ہو گی

شیخ محمد بن عبدالرحمٰن العریفی لکھتے ہیں کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نشانی آخری زمانے میں ظاہر ہو گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ دیا ہے کہ مہدی کے زمانے میں مال بہت زیادہ ہو جائے گا۔ جو گنے بغیر کہیں بھر کر سونا اور چاندی تقسیم کرے گا۔ مال کی کثرت اور وافر ہونے کی وجہ سے اس کا کوئی حساب نہیں ہو گا۔ زمین اپنی برکتیں نکالے گی اور لوگ برکت اور خیر کے عام ہو جانے کی وجہ سے بے نیاز ہوں گے۔ یہاں تک کہ زمین سے سونے اور چاندی کے ستون ظاہر ہوں گے۔

سعید الجریری ابونضرہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم جابر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہو گا جو بغیر شمار کئے لپ بھر بھر کر لوگوں میں مال تقسیم کرے گا۔ وہ اس کی گنتی نہیں کرے گا۔ راوی (سعید الجریری) کہتا ہے کہ میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں تو ان دونوں نے کہا نہیں۔ (مسلم)

وضاحت

صاحب لمعات اس ارشاد کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

یعنی اس زمانہ میں حلال کما کر ہی دین محفوظ رکھ سکیں گے اور کسب حلال ہی انہیں حرام سے بچائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ دین میں اتنے کمزور ہوں گے کہ اگر حلال نہ ملے تو تکلیف اور بھوک برداشت کر کے حرام نہ بچیں گے۔

تحاریر کی کثرت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کتب کی چھپائی کا وجود ہی نہ تھا بلکہ زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو قرآن کو محفوظ کرنے کے لئے اسے اونٹ

کی ہڈی اور چمڑے پر لکھا گیا تھا۔ اس وقت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ قیامت سے قبل کتابت اور کتب کی کثرت ہوگی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ قیامت سے قبل یہ نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

(i) جان پہچان کے لوگوں کو سلام کرنا

(ii) تجارت کا عام ہونا حتیٰ کہ بیوی تجارت میں اپنے شوہر کی مددگار ہوگی۔

(iii) قطع رحمی

(iv) سچی گواہی کو چھپانا۔

(v) قلم کا ظاہر ہونا (مسند امام احمد جلد 407/1)

شیخ محمد عبدالرحمٰن العریفی لکھتے ہیں کہ قلم کے ظہور سے مراد شاید یہ ہو کہ قیامت سے قبل کتابوں کی اشاعت پھیل جائے گی مگر اس کے باوجود لوگ دین سے دور اور جہالت میں ہوں گے چنانچہ ایک دوسری حدیث میں حضور جانِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہوگی علم کم ہو جائے گا۔ زنا زیادہ ہونے لگے گا اور شراب پی جائے گی۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں اتنی زیادہ ہو جائیں گی کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک مرد ہوگا۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر 6888)

علم و علما کرام کی اموات کی کثرت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اچانک دنیا سے علم کو نہیں اٹھائے گا کہ یکلخت اپنے بندوں سے اسے کھینچ لے بلکہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے سے ختم کرے گا حتیٰ کہ جب دنیا میں کوئی عالم زندہ نہیں بچے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے جب دینی مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ (صحیح البخاری، العلم، حدیث 100، صحیح مسلم، العلم، حدیث 2673)

علامہ شیخ محمد بن عبدالرحمٰن عریفی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ حدیث میں علم کے اٹھا لئے جانے کا ذکر ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ دفعتہً لوگوں کے سینوں سے علم مٹا دیا جائے گا اور علم دنیا سے ختم ہو جائے گا بلکہ معنی یہ ہیں کہ عاملین علم آہستہ آہستہ دنیا سے چلے جائیں گے اور لوگ ان کی جگہ جاہلوں کو اپنا مفتی بنا لیں گے۔ وہ اپنی جہالت کی بنیاد پر فیصلے کریں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ پچھلے کچھ عرصے سے امت مسلمہ کو متعدد ایسے علمائے کرام اور مفتیان عظام کے دنیا سے چلے جانے کا صدمہ برداشت کرنا پڑا جن کا امت محمدیہ کو دین سکھانے میں مرکزی کردار رہا۔

اہل علم کو ناحق قتل کیا جائے گا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس دور میں علماء (نعوذ باللہ) مثل جانور قتل کیے جائیں گے تو کاش علماء اس زمانے میں بے وقوف بن جاتے (تا کہ قتل سے بچ جاتے) قیامت کی یہ علامت پوری ہو چکی ہے اس لئے کہ کئی دور ایسے گزر گئے کہ حق گو علماء کو ظالم حکومتوں نے بلاقصور کتوں کی طرح قتل کرایا۔ بالخصوص بنی امیہ کے دورِ حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی نے ہزاروں علماء کرام کو قتل کیا اور حکومت عباسیہ کے زمانے میں مامون رشید اور اس کے بھائی معتصم باللہ کی سلطنت میں ہزاروں علماء کی گردنیں ماری گئیں۔ اسی طرح اس صدی میں بھی کمیونسٹ حکومت نے روس میں اور ملحدوں کی حکومتوں نے مصر و عراق میں ہزاروں علماء کرام کو پھانسیاں دے دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ کاش اس زمانے کے علماء کرام ایسے وقت میں جاہل اور احمق اور پاگل بن جاتے تا کہ ظالم حکومتیں انہیں جاہل اور پاگل سمجھ کر قتل نہ کرتیں اور اس طرح امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء کی قیمتی جانیں بچ جائیں۔ چنانچہ تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ بعض نے ایسے وقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے نسخہ پر عمل کر کے اپنی جان بچا لی۔

نا اہل حضرات سے علم کا حصول

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں لوگ علماء اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کرتے تھے مگر قیامت سے قبل لوگ فتویٰ لینے کے لئے کم عقل اور چھوٹے لوگوں کے پاس جائیں گے چنانچہ حضرت ابو امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ: لوگ اصاغر یعنی جاہلوں سے علم حاصل کریں گے۔ (رواہ الطبرانی)

مذکورہ حدیث میں اصاغر کا لفظ استعمال ہوا حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ اصاغر کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی رائے سے فتویٰ دیں اور مسائل بتائیں۔ یعنی وہ فتویٰ علم کی پختگی پر نہیں بلکہ اپنی عقل سے دیں گے۔ (کتاب الزہدہ بن المبارک، حدیث 815/2 طبقات الحنابلۃ 227/1)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اس وقت تک اچھائی میں ہوں گے جب تک علم صحابہ کرام اکابر علماء کرام سے حاصل کیا جائے گا پھر اگر چھوٹوں سے علم سیکھنے لگ گئے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ الحمد للہ ہمارے اس زمانہ میں علم اور اہل خیر میں ہیں۔ اگر کوئی اس امت کے احوال پر غور کرے تو اس کو نظر آئے گا کہ میڈیا نے ایسے لوگ ظاہر کئے ہوئے ہوں، جو کم علم ہیں اور وہ اسلام کے چند مسائل جانتے ہیں لیکن وہ نہ حفاظ میں سے ہیں نہ فقہاء میں سے، ہیں نہ فقہاء میں سے ہیں۔

طلاقوں کی کثرت

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک ناگہانی موت بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے کثرت طلاق اور اچانک موت ہونا ہے۔ (صحیح الجامعہ الصغیر الالبانی 5775)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزولِ سکینہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے قریب (پہلی رات) کا چاند بڑا نظر آئے گا لوگ اسے دوسری رات کا چاند کہیں گے۔ مساجد کو راستہ بنالیا جائے گا (یعنی لوگ مساجد سے گزریں گے یا زیارت کریں گے لیکن نماز نہیں پڑھیں گے) اور اچانک موت عام ہوگی۔

وضاحت

سابقہ زمانہ میں انسان موت کے آثار محسوس کر لیتا تھا یعنی کچھ عرصہ بیمار رہ کر جان جاتا تھا کہ میری موت قریب ہے اس وجہ سے اس کو کسی نہ کسی درجہ میں موت سے قبل کی تیاری کا موقع مل جاتا تھا اور وہ وصیت وغیرہ لکھ لیتا تھا مگر موجودہ دور میں نئی نئی ایجادوں نے فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق موت کو اچانک کر دیا ہے۔ مثلاً پہلے لوگ طویل سفر میں اونٹ یا گھوڑے پر سوار ہوا کرتے تھے۔ مگر اب تیز رفتاری گاڑی یا جہاز سے سفر کرتے ہیں جس کے حادثات روزانہ درجنوں کی تعداد میں ہوتے ہیں جس سے لوگ فوراً موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پہلے اگر کوئی گھوڑے سے گرتا بھی تھا تو فوراً نہیں مرتا تھا بلکہ اسے توبہ کرنے کا وقت مل جاتا تھا۔ اسی طرح زمانہ قدیم میں بم بلاسٹ اور پستول کا دور نہیں تھا بلکہ تلوار کا دور تھا جس سے بندہ فوراً نہیں مرتا تھا۔ اب تو مرنے والے کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ میں کیوں مارا جارہا ہوں۔ اسی طرح جیسے جیسے قیامت قریب ہورہی ہے نئی نئی بیماریاں وجود میں آرہی ہیں جیسے کینسر برین ٹیومر، ہارٹ اٹیک شوگر ہیپاٹائٹس بی سی سوائن فلو برڈ فلو وغیرہ لہٰذا حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عقلمند وہ ہے جو موت سے قبل موت کی تیاری کرے اور جو شخص دنیا کمانے کے چکر میں دنیا میں آنے کے مقصد سے غافل ہوگیا ایسا شخص اپنے ہی ہاتھوں اپنے کو ہلاک کرنے والا ہے۔

حضرت امام بخاری کی موت پر اشعار

صحت وفراغت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کی فرصت کو غنیمت جانو۔

عین ممکن ہے تمہاری موت اچانک ہو جائے میں نے کتنے ہی صحت مندوں کو دیکھا ہے کہ بغیر کسی بیماری کے اچانک اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ رقم طراز ہیں: یہ عجیب اتفاق ہے کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح اچانک فوت ہوئے تھے۔ اسی طرح ایک امام نماز جنازہ پڑھنے کے لئے گھر سے نکلے مگر انہیں نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تیسری تکبیر کا موقع نہ مل سکا اور اسی جگہ ان کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اپنے حبیب کے صدقے اور محض اپنی رحمت خاصہ سے مجھے اور آپ سب کو موت سے قبل موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے راستے کی موت نصیب فرمائے۔

ناقص عقل شرعی امور میں دخل دیں گے

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دینی و دینوی، معاملات کے لئے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے لوگ مشورہ کیا کرتے تھے انہیں کو ہر معاملے میں ترجیح دیتے تھے مگر حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قیامت سے قبل لوگ اپنے معاملات کے لئے کم عقل لوگوں سے مشورہ کریں گے۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایسے سال آئیں گے جب جھوٹے کو سچا کہا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ امانت دار کو خائن کہا جائے گا اور خائن کو امانت دار بنایا جائے گا اور رو بیضہ اس میں باتیں کرنے لگیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ رو بیضہ کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے وقوف جب عام لوگوں کے معاملات میں باتیں کرنے لگے۔

(ترمذی، مسند احمد 291/2)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علامات قیامت میں سے ہے کہ عقلیں ناپید ہو جائیں گی اور کم عقلوں کی

کثرت ہوگی (طبرانی / البدایہ والنہایہ) ہمارے اس زمانے میں یہ نشانی بھی صاف ظاہر ہے کہ نچلے درجے کے لوگ اوپر آ گئے ہیں اور انہیں اچھے اور نیک لوگوں پر ترجیح حاصل ہے اور معاملات بے وقوف اور گھٹیا لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

اللہ عزوجل کے گھروں کو توڑا جائے گا

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہیں کہ شہروں اور سڑکوں کی مرمت اور توسیع کی جائے گی اور ان راستوں میں جو مکان اور مساجد حائل ہوں گی۔ انہیں منہدم کر دیا جائے گا کبھی تو ان مساجد کے بدلے دوسری جگہ مساجد تعمیر کر دی جائیں گی اور آخری زمانہ میں مساجد کو راستہ بنا دیا جائے گا۔ ایسے واقعات اس سے قبل نہ تھے بلکہ آخری زمانے میں پیدا ہوئے جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔

طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سلام صرف جان پہچان والوں سے رہ جائے گا۔ مساجد کو راستہ بنالیا جائے گا لیکن اس میں اللہ کے لئے سجدہ نہ کیا جائے گا۔
(طبرانی کبیر)

اسی طرح ایک اور حدیث میں جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مساجد کو راستہ بنالیا گیا ہے اور کوئی ان میں اللہ کے لئے سجدہ نہیں کرتا اس لئے کہ اب وہ مسجدیں نہیں رہیں بلکہ وہاں سڑکیں اور راستے بن گئے ہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ 283/2)

اس موضوع کی ایک حدیث ہے کہ: ''بے شک آدمی مسجد میں سے گزرے گا اور اس میں نماز نہیں پڑھے گا۔ یعنی مسجد گزرنے کا راستہ ہوگی۔ عبادت گاہ نہ ہوگی۔''
(مجمع الزوائد جلد 7 صفحہ 329)

معلوم ہوا کہ قیامت سے قبل مسجد کو راستے کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ یعنی مساجد کو نماز پڑھنے سے زیادہ گزرگاہ اور تفریح کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

خیل کی مالیت بڑھ جائے گی

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی جو کہ حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی کہ قیامت کی علامت میں سے یہ ہے: قیامت سے قبل عورتوں کا حق مہر اور گھوڑوں کی قیمت بڑھ جائے گی اور پھر کچھ عرصہ کے بعد گھوڑوں کی قیمت اور حق مہر کم ہو جائے گی۔ یہ نشانی بتا کر حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد کبھی نہیں بڑھے گی۔ (مستدرک الحاکم 524/4)

شہروں کی کثرت

دنیا کے خاتمے اور تباہی کی جو نشانیاں حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بتلائی ہیں۔ ان میں سے ایک نشانی جن کا ظہور ہو چکا ہے وہ یہ ہے کہ قیامت سے قبل جدید ٹیکنالوجی سے بازار اور ضرورت کی چیزوں کا حصول آسان ہو جائے گا۔ آج انٹرنیٹ اور ہوائی جہاز کی بدولت ایک ملک سے کسی چیز کا بھجوانا یا منگوانا چند گھنٹوں میں ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ فتنے ظاہر ہوں گے، جھوٹ بکثرت بولا جائے گا اور بازار قریب ہو جائیں گے۔ شارحین حدیث نے بازار قریب ہونے سے مراد دو باتیں لکھی ہیں۔ (مسند احمد 519/2)

بازاروں کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ لوگ ایک بازار سے نکلیں گے تو دوسرا بازار سامنے آ جائے گا۔ اور اس دوسرے بازار میں پہلے بازار سے زیادہ چیزیں موجود ہوں گی۔ جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے چیزوں کی خرید و فروخت اور مال لانے لے جانے میں آسانی کا ہونا کیونکہ انٹرنیٹ اور ہوائی جہاز کی بدولت آج انسان تھوڑے ہی وقت میں عالمی منڈیوں کا جائزہ لے سکتا ہے اور ان جدید ٹرانسپورٹ کی بدولت مطلوبہ مال چند ہی گھنٹوں میں وصول ہو جاتا ہے۔

کفار کے حملوں کی کثرت

(۱) حضرت ثعبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ (کفر و باطل) کی جماعتیں تمہیں ختم کرنے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کو اس طرح بلا کر جمع کر لیں گی۔

(i) جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو بلا کر پیالہ کے آس پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ سن کر ایک صاحب نے سوال کیا کہ ہم اس روز کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ تم اس روز تعداد میں بہت ہو گے۔

(ii) لیکن گھاس کے ان تنکوں کی طرح ہوں گے جنہیں پانی کا سیلاب بہا کر لے جاتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اور خدا ضرور ضرور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رُعب نکال دے گا اور بالضرور یقیناً وہ تمہارے دلوں میں کاہلی اور سستی ڈال دے گا۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ سستی کا کیا (سبب) ہوگا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

(iii) دنیا (یعنی مال و دولت سے) محبت کرنے لگو گے اور موت سے نفرت کرنے لگو گے برسوں سے یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف صادق ہو رہی ہے اور مسلمان آج اپنی اس حالت زار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کوئی قوم انہیں نہ عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے نہ دنیا میں ان کا رہنا گوارہ کرتی ہے۔ ایک وہ زمانہ بھی تھا کہ دوسری قومیں اپنے اوپر مسلمانوں کو حکمران دیکھنا چاہتی تھی۔ ایک دور یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام مسلمان کو اپنی قلمرو میں رکھنا بھی پسند نہیں کرتی۔ تمام دنیا کے مسلمان ایک ہی قوت میں ایک دم ختم ہو جائیں و مہ تو ہرگز کبھی نہیں ہوگا۔ جیسا کہ پہلے پیشین گوئی گزر چکی ہے البتہ ایسے واقعات گزر چکے ہیں کہ کسی ملک میں جہاں مسلمان خود حکمران تھے۔ انقلاب کے بعد وہ وہاں سے جان بچا کر بھی نا جا سکے۔ اسپین اس کی زندہ اور مشہور مثال ہے۔ مسلمانوں کو آج ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے اور کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی کیوں غیروں کی طرف تک رہے ہیں۔ اس کا جواب خود ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

میں موجود ہے کہ دنیا کی محبت اور موت کے خوف کے باعث یہ حال ہو رہا ہے۔ جب مسلمان دنیا کو محبوب نہ سمجھتے تھے اور جنت کے مقابلے میں (جو موت کے بغیر نہیں مل سکتی) دنیا کی زندگی ان کی نظروں میں کچھ بھی حقیقت نہ رکھتی تھیں (اس لئے وہ موت سے نہ ڈرتے تھے) تعداد میں کم تھے لیکن دوسری قوموں پر حکمران رہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کر کے غیروں کے دلوں تک پر حکومت کرنے لگے۔ آج جو ہمارا حال ہے ہم اسے خود بدل سکتے ہیں بشرطیکہ پچھلے مسلمانوں کی طرح دنیا کو ذلیل اور موت کو عزیز از جان سمجھنے لگی، ورنہ دولت و دنیا کی حرص بڑھتی ہی رہے گی۔

ایمان والوں کی پستی کا سبب

مسند احمد میں بھی مذکورہ حدیث موجود ہے۔ مگر اس میں چند جملوں کا اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اس دن تم کثیر تعداد میں ہوں گے لیکن تمہارے دلوں میں وُھن پیدا ہو جائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہن کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا دینا سے محبت کرنا اور جہاد قتال سے نفرت کرنا (وھن) ہے۔ (مسند احمد 473/2 مجمع الزوائد 563/7)

وضاحت

اس حدیث میں مسلمانوں پر کفار کے حملہ کی دوسری وجہ جہاد سے نفرت کو بیان کیا گیا ہے۔ اگر مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سامنے رکھیں تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا سر نہیں جھکا سکتیں۔ مسلمان جہاد کے سبق کو بھول چکے ہیں اس وجہ سے کمزور ہو چکے ہیں۔ ہندوستان کے شہر احمد آباد میں ہندوؤں نے پانچ ہزار مسلمان مرد وعورت اور بچوں کو زندہ جلا دیا مگر مسلمان اپنے دفاع میں کچھ نہ کر سکے اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جہادی فرمان پر عمل کرتے تو اس طرح مار نہ کھاتے بلکہ کسی نہ کسی درجہ میں اپنی تیاری رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ عنیہ وسلم کی سیرت اور فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اثمار کی قلت

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ قریب قریب ہو جائے گا۔ (یعنی جلدی جلدی گزرنے لگے گا) سال کم ہو جائیں گے (یعنی جلدی ختم ہوں گے) پھل کم ہو جائیں گے۔ (طبرانی)

وضاحت

پھل کم ہونے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ کم پیدا ہوں دوسرے یہ کہ چھوٹے چھوٹے پیدا ہوں۔ دونوں صورتیں مراد ہو سکتی ہیں۔ پچھلی صدیوں میں پھل کتنے بڑے ہوتے تھے۔ اس کی کچھ تفصیل حیوۃ الحیوان میں لکھی ہوئی ہے حضرت امام داؤد رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک ککڑی 13 بالشت کی ناپی ہے۔ اسی طرح علامہ دمیری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ سلمان بن عبدالملک یا انہی کے دور کے قریب کے زمانے میں کسی بادشاہ کے سامنے گندم کا ایک دانہ پیش کیا گیا جو کہ کھجور جتنا بڑا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ گندم کا دانہ چھوٹا ہوتا گیا۔ شاید روز قیامت تک موجودہ سائز سے بھی چھوٹا ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح اس حدیث سے ایک مطلب شاید برکت میں کمی ہو جیسا کہ صحابہ کے دور میں صحابہ جنگ کے میدان میں ایک کھجور کھا کر چوبیں گھنٹے گزار لیتے تھے۔ آج ہم اس بات کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ پہلے زمانہ میں ایک کماتا تھا دس کھاتے تھے۔ آج گھر کے تمام افراد کمانے میں لگے ہوئے ہیں مگر پھر بھی پورا نہیں ہوتا۔

اعمالِ صالحہ کی قلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ جلدی گزرنے لگے گا اور نیک اعمال گھٹ جائیں گے اور بخیلی دلوں میں سما جائے گی اور فتنے پھوٹ پڑیں گے اور ہرج بہت ہو گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا ہرج کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل، خونریزی۔ (صحیح بخاری)

نماز برباد

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت سے قبل عمل ختم ہوتے جائیں گے۔ حتیٰ کہ اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹتی جائیں گی، جب بھی کوئی کڑی ٹوٹے گی تو لوگ اس کے قریب والی کڑی پکڑ لیں گے۔ سب سے پہلے حکم یعنی امر خلافت اور سب سے آخر میں نماز کی کڑی ٹوٹے گی۔

(بخاری کتاب الفتن باب طہور الفتن: 7061 طبرانی کبیر 98/8 مسند احمد 232/4)

بالوں کو سیاہ کیا جائے گا

سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے استعمال کیا تھا۔ اسی لئے علماء نے بغیر ضرورت اور مجبوری کے سیاہ خضاب کے استعمال کو حرام اور گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے۔ علماء کے نزدیک جس گناہ پر جہنم کی وعید ہو وہ گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ (بہارشریعت، فتاویٰ رضویہ)

اس وجہ سے دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ رضی اللہ عنہم خضاب کے استعمال سے بچا کرتے تھے۔ اہل علم کے مطابق چند صورتیں ایسی ہیں جن میں سیاہ خضاب استعمال کرنا جائز ہے۔

(۱) بوڑھا مجاہد

(۲) جس جوان عورت کے بال جوانی میں سفید ہو جائیں وہ عورت شوہر کی خوشی کے لئے بوجہ مجبوری سیاہ خضاب استعمال کر سکتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ کبوتر کے سینے جیسا سیاہ رنگ کا خضاب لگائیں گے ایسے لوگ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکیں گے۔

(ابودرداء، کتاب اللباس، باب ماجاء فی خضاب السواد 3548/2)

حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک: آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو اپنے بالوں کو سیاہ رنگ کے ساتھ رنگے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف

نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (رواالطبر انی فی الاوسط واسناہ جید/مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 161)

حدیث کی یہ پیش گوئی آج ہم اپنی آنکھوں سے سچی دیکھ رہے ہیں کہ مرد حضرات اپنے بالوں اور اپنی داڑھیوں کو سیاہ خضاب سے رنگ رہے ہیں۔

نوٹ:

سفید بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگنا جائز ہے لیکن صرف سیاہ خضاب کا استعمال منع ہے البتہ اگر سیاہی کو مہندی وغیرہ میں مکس کر کے استعمال کر لیا جائے تو یہ جائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بالوں کا رنگنا مستحب ہے چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک یہود و نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے سو تم ان کی مخالفت کیا کرو۔ (یعنی بالوں کو رنگا کرو) (بخاری جلد 2 صفحہ 875 ابوداؤد جلد 2 صفحہ 222)

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز سیّدنا ابوقحافہ کو لایا گیا اس حال میں کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید ہیں۔ ان کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان کو کسی چیز سے متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

(سنن ابی داؤد جلد 2 صفحہ 222 لاہور)

ابوجعفر انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی کو روشن انگارے کی طرح سرخ دیکھا۔ (المصنف لابن ابی شیبہ جلد 8 صفحہ 245)

مصنف ابن ابی شیبہ میں اور بھی کچھ روایات مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں منقول ہیں جن میں ان کے بالوں کو رنگنے کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ اسلام میں بالوں کا رنگنا مستحب قرار دیا گیا ہے، لیکن بعض علماء کے نزدیک سیاہ خضاب سے بالوں کو سیاہ رنگنا اسلام کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہے چنانچہ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔ سیّدنا ابوالدرداء بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے

سیا خضاب لگایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔

(مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 63)

کفار کی مشابہت

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ زرد رنگ مومن کا خضاب ہے۔ سرخ رنگ مسلم کا خضاب ہے اور سیاہ رنگ کافر کا خضاب ہے۔ (مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 163)

ان کے علاوہ اور بھی کچھ روایات کتابوں میں موجود ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیاہ خضاب شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ اور مکروہ ہے کیونکہ سب سے پہلے خضاب فرعون نے لگایا تھا۔ مذاہب اربعہ کی فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب لگانا مکروہ تحریمی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب خلافِ اولیٰ ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے۔ فقہاء احناف کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور اکثر فقہاء کے نزدیک سیاہ خضاب مکروہ ہے۔

نالائق افراد کا رعب

حضور جانِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر قیامت کی علامات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے قبل وعول مر جائیں گے اور تحوت غالب آ جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ وعول اور تعوت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وعول'' لوگوں کے بڑے اور سردار لوگ ہیں اور ''تعوت'' لوگوں کے قدموں کے نیچے ہوا کرتے ہیں اور ان کا کوئی پتہ نہیں چلتا تھا۔

(مستدرک حاکم طبرانی فی زوائد اوسط)

قیامت کب آئے گی:

ایک موقع پر نبی کریم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بیان فرما رہے تھے کہ اچانک ایک اعرابی آیا اور عرض کیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کب ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امانت اٹھ جائے گی اعرابی نے کہا کہ امانت اٹھ جانے کی صورت کیا ہو گی؟ فرمایا: جب اختیارات نااہلوں کے سپرد ہو جائیں گے تو قیامت کا انتظار کرو۔ (صحیح البخاری صفحہ 14 جلد 1)

وضاحت

موجودہ دور میں اس علامت قیامت کا ظہور سپیدہ سحر کی طرح رونما ہو رہا ہے جب یہ نشانی رونما ہو گی تو شریف لوگوں کے لئے زمین کی سطح کی بجائے زمین کا پیٹ (یعنی مر جانا) بہتر ہو گا۔ مذکورہ نشانی اس وقت ظاہر ہو گی جب لوگوں میں تکبر وغرور اور تعیش مال ودولت کی فراوانی خادموں کی کثرت اور دین سے بے رخی پیدا ہو جائے گی۔ قیامت کی اس نشانی کا ظہور ہو چکا ہے۔ آج کے دور میں نااہل لوگ حکومتی منصب پر فائز ہیں حتیٰ کہ ہمارے ملک پاکستان کا وزارت صحیح اور وزارت مذہبی امور تک دنیا دار داڑھی منڈ تے لوگوں کے ہاتھ میں ہے یہاں تک کہ امریکہ کے ہاتھوں بکے ہوئے چینل پر دین کے مسائل بتانے والے غیر حاکم موجود ہیں جو مختلف مسالک کے لوگوں کو آپس میں لڑا کر دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ ایک غیر عالم کا مدارس اور مساجد کے ذمہ داروں میں بن جاتا اور اس کے ماتحت مدارس دینیہ میں یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

دنیا کی خاطر حصول علم

دنیا کے خاتمہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ قیامت سے قبل لوگوں کی تعریف سننے اور جاہ کی لذت لینے اور شہرت و دولت کے لئے قرآن وحدیث کے علم کو حاصل

کیا جائے۔

(۱) حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: قیامت سے قبل علم غیر اللہ کے لئے حاصل کیا جائے گا۔ (ترمذی شریف حدیث: 2211)

آج بہت سے دینی طالب اس وجہ سے قرآن وحدیث اور فقہ کا علم غیر اللہ کے لئے حاصل کرتے ہیں جس سے مقصود شہرت کمانا غلبہ حاصل کرنا یا اس طرح کے دیگر مقاصد حاصل کرنا ہوتے ہیں۔

دین اسلام کو فروخت کیا جائے گا

علماء کا پیدا ہونا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ وہ علماء ہیں جو اپنے علم کو اپنی دنیا کمانے اور بنانے کا ذریعہ بنائیں گے۔ امراء کے پاس جا کر ان کی خوشامد کریں گے۔ غلط کاموں میں ان کا ساتھ دیں گے اور ان کی دنیا بنانے کے لئے اپنی آخرت برباد کریں گے۔

(i) حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدتر درجہ میں قیامت کے روز وہ بندہ ہوگا جس نے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا بنانے کے لئے برباد کردی۔

(ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 1312)

مقام عبرت

(ii) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اہل علم اپنے علم کو محفوظ رکھتے اور اسے صلاحیت والے انسانوں میں خرچ کرتے تو زمانے کے سردار بن جاتے لیکن دنیا حاصل کرنے کے لئے انہوں نے علم کو دنیا والوں کے لئے خرچ کیا جس کی وجہ سے زمانے والوں کی نظروں میں ذلیل ہوگئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(iii) ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں آئندہ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن

پڑھیں گے۔ (پھر سرمایہ داروں کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں اور ان سے دنیا حاصل کرتے ہیں اور اپنا دین بچا کر ان سے الگ ہو جاتے ہیں) پھر ارشاد فرمایا کہ حالانکہ ایسا ہو نہیں سکتا (کہ دنیا والوں کے پاس جا کر دین سالم رہ جائے) جس طرح قتاد کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں لیا جا سکتا۔ اسی طرح سرمایہ داروں کے قریب سے گناہوں کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو علماء سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں۔ وہ عموماً علماء سوء ہی ہیں چند ٹکوں کے لئے ان کے پاس جاتے ہیں اور اپنا وقار کھو بیٹھتے ہیں۔

برے اہل علم کا فتنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایک زمانہ آئے گا جس میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے ان کی مسجدیں بڑی بارونق ہوں گی مگر رشد و ہدایت سے خالی اور ویران۔ ان کے (نام ونہاد) علماء آسمان کی نیلی چھت کے نیچے بسنے والی مخلوق سے بدتر ہوں گے، فتنہ ان کے ہی ہاں سے نکلے گا اور ان ہی میں لوٹے گا (یعنی وہی فتنہ کے بانی بھی ہوں گے اور وہی مرکز ومحور بھی)

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ شریف صفحہ 38)

اچھے اور برے کے مابین فرق

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور سیّد دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علماء کرام، اللہ کے بندوں پر رسولوں کے امین اور حفاظت دین کے ذمہ دار ہیں۔ بشرطیکہ وہ اقتدار سے گھل مل نہ جائیں اور (دینی تقاضوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے) دنیا میں نہ گھس پڑیں لیکن جب وہ حکمرانوں سے شیر وشکر ہو گئے اور دنیا میں گھس گئے تو انہوں نے رسولوں سے خیانت کی۔ پھر ان سے بچو

اوران سے الگ رہو۔ (عن انس رضی اللہ عنہ کنز العمال، صفحہ 204 جلد10)

صاحب ایمان کی حقارت

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے اس میں سے ایک نشانی ولد الزنا (حرامی) بچوں کی کثرت ہے۔ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ناجائز بچوں کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس زمانے میں زناء کرنے والے کے لئے کوڑوں اور سنگسار (پتھر مار مار کر مارنے) کی سزا تھی چونکہ اسلامی سزاؤں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اس لئے حرام کام کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جیسے جیسے قیامت قریب آتی جائے گی۔ والدالزنا (حرامی) بچوں کی کثرت بڑھتی چلی جائے گی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حضور سرور کون ومکاں سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے آثار وعلامات کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: اے ابن مسعود! بے شک قیام کے کچھ آثار وعلامت ہیں وہ یہ کہ اولاد (نافرمانی کے سبب) غم وغصہ کا باعث ہوگی۔ بارش کے باوجود گرمی ہوگی اور بدکاروں اور شریروں کا طوفان برپا ہوگا۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ اے ابن مسعود! بیشک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ خائن کو امین اور امین کو خائن بتلایا جائے گا۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ بیگانوں سے تعلق جوڑا جائے گا اور یگانوں سے توڑا جائے گا۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ ہر قبیلے کی قیادت اس کے منافقوں کے ہاتھ میں ہوگی اور ہر بازار کی قیادت اس کے بدکاروں کے ہاتھ میں ہو

گی۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ مومن اپنے قبیلہ میں بھیڑ، بکری سے زیادہ حقیر سمجھا جائے گا۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ محرابیں سجائی جائیں گی اور دل ویران ہوں گے۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ مرد مردوں اور عورتیں عورتوں سے جنسی لذت حاصل کریں گی۔ (ناجائز بچوں کی کثرت ہوگی) اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ مسجدوں کے احاطے عالی شان بنائے جائیں گے اور منبر اونچے رکھے جائیں گے۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ دنیا کے ویرانوں کو آباد اور آبادیوں کو ویران کیا جائے گا۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ گانے بجانے کا سامان عام ہوگا اور شراب نوشی کا دور ہوگا۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ طرح طرح کی شرابیں (پانی کی طرح) پی جائیں گی۔

اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ (معاشرے میں) پولیس والوں میں عیب، غیبت کرنے والوں اور طعنہ بازوں کی بہتات ہوگی۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ ناجائز بچوں کی کثرت ہوگی۔ (عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کنز العمال، صفحہ 224 جلد 14)

ہند سے جہاد

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے (جہنم کی) آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ ایک وہ جماعت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی اور ایک وہ جماعت جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

کے ساتھ ہوگی۔ (نسائی کتاب الجہاد مسند احمد کنز العمال بحوالہ المختار مجمع الزوائد بحوالہ اوسط طبرانی)

وضاحت

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہندوستان میں اسلام کے داخلے اور غلبے کی خبر دی ہے ہندوستان پر سب سے پہلا جہاد تو پہلی صدی ہجری 711ء نے محمد بن قاسم نے کیا جس میں بعض صحابہ اور اکثر تابعین کی شرکت نقل کی جاتی ہے اور اس کے بعد سے آج تک مختلف زمانوں میں ہندوستان کے کفار کے خلاف جہاد ہوتے رہے ہیں لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث میں ہندوستان سے جس جہاد کی یہ فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ اس سے مراد صرف پہلا جہاد ہے یا جتنے جہاد ہو چکے ہیں یا آئندہ ہوں گے۔ وہ سب اس میں شامل ہیں؟ الفاظ حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے الفاظ عام ہیں لہٰذا اس کو کسی خاص جہاد کے ساتھ مخصوص و مقید کرنے کی کوئی وجہ نہیں ...... اس لئے جتنے جہاد کفار ہندوستان کے مختلف زمانوں میں ہوتے رہے یا آئندہ ہوں گے انشاء اللہ وہ سب اس عظیم الشان بشارت میں شامل ہیں۔

(آثارِ قیامت)

خوشخبری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جنگ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں فتح نصیب فرمائیں گے: حتیٰ کے وہاں کے حکمرانوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دیں گے۔ پھر وہ واپس آئیں گے جب واپس آئیں تو ابن مریم کو وہ شام میں پائیں گے۔ (کنز العمال 617/14)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا جس کو

اللہ تعالیٰ فتح دے گا چنانچہ یہ شکر ہند کے حکمرانوں کو زنجیروں اور ہتھکڑیوں میں جکڑ کر لائے گا اللہ تعالیٰ اس لشکر کے گناہوں کو معاف فرمادے گا یہ سن کر حضرابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں نے اس جہاد (ہند) کو پالیا تو میں اپنی تمام نئی اور پرانی ملکیت فروخت کر دوں گا اور ہندوستان سے جہاد کروں گا سو جب اللہ ہمیں فتح دے دے گا اور ہم واپس آئیں گےتو میں جہنم سے آزاد ابو ہریرہ ہوں گا اور وہ (ابو ہریرہ) شام آئے گا تو وہاں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو پائے گا۔ چنانچہ میں (ابو ہریرہ) ان (عیسیٰ ابن مریم) سے قریب ہونے کے لئے انتہائی بےقرار ہوں گا۔ میں ان کو خبر دوں گا کہ یارسول اللہ (عیسیٰ ابن مریم) میں آپ کے ساتھ شامل ہو گیا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ (حضرت ابو ہریرہ) کی اس بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور ہنسے پھر فرمایا بہت دور بہت دور۔ (الفتن نعیم بن حماد 1-9-410)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان سے جہاد کا وعدہ فرمایا (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ) اگر اس جہاد کو میں نے پالیا تو میں اپنی جان و مال اس (جہاد) میں قربان کر دوں گا۔ چنانچہ اگر میں شہید ہو گیا تو میں افضل شہداء میں سے ہوں گا اور اگر واپس آ گیا تو جہنم سے آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔ (حوالہ سنن النسائی 42/6)

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے والوں کی پیشین گوئی

قیامت کی وہ علامات جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک علامت حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت کرنے والوں کا پیدا ہونا ہے۔ آج الحمد للہ موجودہ دور میں حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے عاشق موجود ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی جان کو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

قربان کرنے کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں چنانچہ ماضی قریب اور حال کے غازی علم الدین شہید عامر چیمہ شہید اور غازی ممتاز احمد قادری اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ اس سچی اور بے انتہا محبت کرنے والوں کی گواہی خود بزبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بروایت حضرت ابو ہریرہ کے واضح ارشاد موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سب سے بڑھ کر مجھ سے محبت رکھنے والے وہ بھی ہوں گے جو یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم اپنا مال اور کنبہ قربان کر کے اپنی رسول کو دیکھ لیتے۔ (مشکوٰۃ) یعنی میں تو موجود نہ ہوں گا مگر انہیں مجھ سے اس قدر محبت ہو گی کہ صرف میرے دیکھنے کے لئے اپنا سارا مال اور گھر بار کنبہ قبیلہ قربان کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

صالحین و بد کا ملاپ

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے۔ ان میں سے ایک علامت گنہگار اور نیک انسانوں کا دوستوں کی طرح رہنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت جلد ایسا وقت آئے گا کہ نیک لوگ اٹھا لئے جائیں گے اور صرف برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے۔ وعدہ اور امانت خلط ملط ہو جائیں گے (یعنی ان کی پرواہ نہیں کی جائے گی) لوگ بالکل بگڑ جائیں گے۔ اچھے اور برے لوگ آپس میں یوں گھل مل جائیں گے کہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اگر ایسا وقت ہم پر آ جائے تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے نیکی سمجھو اس پر عمل کرنا جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دینا اور اس وقت اپنے قابل اعتماد لوگوں کے پاس چلے آنا اور دوسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ (ابن ماجہ ابواب الفتن)

وبالِ ذنب

حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی قوم میں اگر ایک شخص (بھی گناہ کرنے والا ہو اور وہ اسے روکنے پر قدرت رکھتے ہوئے بھی نہ روکیں تو خدا ان پر مرنے سے پہلے ضرور اپنا عذاب بھیجے گا) (مشکوٰۃ شریف)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انسانوں کے اعمال راحت چین مصیبت اور عذاب کے تخم ہیں۔ اچھے اعمال سے نعمتوں اور عیش وآرام کے پودے نکلتے ہیں اور برے اعمال سے آفات وبلیات کے دروازے کھلتے ہیں۔ احادیث بالا سے صراحتاً معلوم ہو رہا ہے کہ فریضہ تبلیغ کے چھوڑنے سے عام عذاب آتا ہے۔ بارگاہِ خداوندی سے دعا رد کر دی جاتی ہے۔ وحی کی برکت سے محروم ہو جاتے ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کو گالی دینا اللہ جل شانہ کی نظر سے گر جانے کا سبب ہے۔ ان ارشادات کے علاوہ اور بھی بے شمار حدیثوں میں خاص خاص اعمال کے خاص نتیجوں کا ذکر ہے جن میں سے بعض کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔

• زناء اور بدکاری قحط ذلت اور تنگدستی کا سبب ہیں۔ زناء سے موت کی کثرت ہوتی ہے اور بے حیائی کے کاموں میں پڑنے سے طاعون اور ایسے ایسے مرض ظاہر ہوتے ہیں جو باپ دادوں میں کبھی نہ ہوئے تھے۔ (ترغیب)

جس قوم میں رشوت کا لین دین ہو یا خیانت ہو، ان کے دلوں پر رعب چھا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔ (ترغیب)

ناپ تول میں کمی کرنے سے رزق بند کر دیا جاتا ہے۔ قحط اور سخت محنت میں مبتلا ہوتے ہیں اور ظالم بادشاہ مسلط ہوتے ہیں۔ فیصلوں میں ظلم کرنے کے سبب قتل کی کثرت ہوتی ہے۔ بدعہدی کرنے سے سر پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

قطع رحمی رشتہ داروں سے تعلق توڑنے کے سبب سے خدا کی رحمت سے محرومی ہوتی ہے اور اولدین کے ستانے سے دنیا میں مرنے سے پہلے ہی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

حرام کھانے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنے سے دعا قبول نہیں ہوتی۔ (ترغیب)

ظلم اور جھوٹی قسم مال کو ضائع عورتوں کو بانجھ اور آبادیوں کو خالی کر دیتی ہے۔ (ترغیب)

نماز کی صفیں درست نہ کرنے سے دلوں میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ناشکری سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ (قرآن حکیم)

جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اگر ادا نہ کی گئی تو وہ زکوٰۃ کا حصہ تمام مال کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

برکاتِ اعمال صالحہ

اس کے برعکس نیکیوں کے صلہ میں دنیا میں راحت وچین کی زندگی ہوتی ہے۔ ذلت ومسکنت دور ہوتی ہے اور خاص خاص اعمال کے خاص نتائج ہوتے ہیں۔ مثلاً

(۱) صبح کو سورہ یٰسین پڑھنے سے دن بھر کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور رات کو سورہ واقعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

(۲) صبر اور نماز کے ذریعہ خدا کی مدد ملتی ہے۔ (قرآن حکیم)

(۳) اللہ کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے۔ (ایضاً)

اور ذکر سے بڑھ کر کوئی بھی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں۔ (مشکوٰۃ)

اول وآخر درود شریف پڑھنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ (ایضاً)

سخاوت سے مال بڑھتا ہے اور صدقہ سے خدا کا غصہ بجھ جاتا ہے اور مرتے وقت گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ)

تقویٰ اور استغفار سے ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے جہاں سے خیال بھی نہ ہو۔
(قرآن حکیم مشکوٰۃ شریف)

شکر سے نعمتیں بڑھتی ہیں۔ (قرآن حکیم) جو مسلمانوں کی حاجت پوری کرے، خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

لا حول ولا قوۃ الا باللہ ننانوے مرضوں کی دوا ہے جس میں سب سے کم درجہ کا غم ہے۔ (مشکوٰۃ)

دعا آئی ہوئی مصیبت کے لئے نفع دیتی ہے اور جو مصیبت ابھی نہ آئی ہو اس کے لئے بھی۔ ان چند مثالوں سے معلوم ہوا کہ مصائب وتکالیف کو دور کرنے کے لئے صفاتِ ایمانیہ (یعنی ذکر، تقویٰ، نماز، شکر تلاوت قرآن پاک وغیرہ) کا اختیار کرنا ضروری ہے خدا سے دور رہ کر خدا کی نعمتیں نہیں مل سکتیں تجربہ اس کا گواہ ہے کہ اپنی سمجھ سے جو تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔ ان سے موجودہ مصائب حل نہیں ہوئیں بلکہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔

خاتونِ بادشاہ

علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ قیامت سے قبل مردوں کے معاملات عورتوں کے ہاتھ میں آجائیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ فارس کے لوگوں نے بنت کسریٰ (فارس کے بادشاہ کی بیٹی) کو ملکہ (سربراہ مملکت) بنا لیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جس نے عورت کو اپنا حکمران بنا لیا۔ یعنی یہ فطرت کے ہی خلاف ہے کیونکہ عورت کی تخلیق ہی اس کی کمزوریوں پر قائم ہے۔ طاقت وشجاعت کے لحاظ سے عورت کمزور جسمانی اعضاء میں بنسبت مرد کے کمزور ہے پھر عورت کو حکمران بننے میں غیر شرعی طور پر مردوں سے اختلاط

میل و جول اختیار کرنا پڑتا ہے۔ خصوصاً دوسرے ممالک کے سربراہان کی آمد پرون ٹو ون بند کمرے میں ملاقات۔ یہ سب احادیث کی روشنی میں ممنوع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز کوئی مرد کسی عورت سے علیحدگی میں ملاقات نہیں کرتا سوائے اس کے کہ وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔
(ترمذی، مشکوۃ باب النظر الی الخطوبۃ)

مر جانا بہتر ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے حکام نیک لوگوں سے ہوں گے تمہارے غنی سخی ہوں گے اور تمہارے معاملات مشاورت سے سرانجام ہوں تو تمہارے لئے زمین کا اوپر والا حصہ نیچے والے حصے سے بہتر ہے (زندگی موت سے بہتر ہے) اور اگر تمہارے حکام برے لوگ ہوں اور تمہارے غنی کنجوس ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے ہاتھ آ جائیں تو تمہارے لئے زمین کا نیچے والا حصہ اوپر سے بہتر ہے (یعنی موت سے بہتر ہے) (حوالہ ترمذی شریف)

ذہن کمزور کرنے والی چیز

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر کو عید گاہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں عورتوں سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو میں تم میں سے زیادہ کو جہنمی دیکھ رہا ہوں (خطاب مین عام عورتیں مراد ہیں نہ کہ صحابیات، یعنی روئے سخن صحابیات کی طرف، تعلیم بعد میں آنے والی عورتوں کو) انہوں نے عرض کیا: کس وجہ سے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لعنت زیادہ کرتی ہو اور اپنے خاوند کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم سے زیادہ کسی ناقص العقل کو نہیں دیکھا۔ جو بڑے بڑے عقلمندوں کی عقلوں کو گم کر دے۔ عورتوں نے

پوچھا: یارسول اللہ! ہمارے عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کی نصف نہیں؟ عورتوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں عقل کی کمی ہے کیا ایسا نہیں کہ عورت کو جب حیض آئے تو وہ نماز ادا نہیں کرتی اور روزہ نہیں رکھتی؟ عورتوں نے کہا: ہاں یارسول اللہ! ایسا ہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دین میں نقصان ہے۔
(بخاری مسلم مشکوٰۃ کتاب الایمان)

ماں باپ کی نافرمانی

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے اس میں سے ایک علامت بیوی کے کہنے پر یا بیوی کی محبت میں والدہ کی نافرمانی کرنا ہے۔ یہ گناہ کبیرہ اس وقت کثر سے عام ہو چکا ہے۔ احقر کے سامنے ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے بیوی کے کہنے پر بیوہ ماں کو دھکے دے کر گھر سے نکال دیا حالانکہ والدین کو ناراض کرنا اللہ کو ناراض کرنے کی مانند ہے اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق والدین کے نافرمانوں کو دنیا ہی میں نقد عذاب دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت کو دولت امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔ دنیا کمانے کے لئے علم حاصل کیا جائے۔ مرد اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور اور مسجدوں میں آوازیں بلند کرنے لگیں۔ قبیلے کا بدکاران کا سردار بن بیٹھے اور ذلیل آدمی قوم کا قائد (چوہدری) بن جائے۔ آدمی کی عزت محض اس کے ظلم سے بچنے کے لئے کی جائے۔ گانے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان عام ہو جائے۔ شرابیں پی جانے لگیں اور پچھلے لوگ پہلوں کو لعن طعن کریں۔ اس وقت سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح کسی بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا

ہے۔ (جامع ترمذی، صفحہ ۶۶ جلد ۲)

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کی سزا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دے گا مگر والدین کے نافرمان کو دنیا میں بھی اس کی سزا مل جاتی ہے۔ بعض نافرمانوں کو نافرمان اولاد کی شکل میں والدین کی نافرمانی کی سزا ملتی ہے۔ بعض کو رزق کی تنگی کی صورت میں سزا ملتی ہے اور بعض کو مختلف بیماریوں کی شکل میں سزا ملتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: والدین کے سامنے اُف بھی نہ کرو اور نہ ہی ان کو جھڑکو۔ آج ہم اس آیت کے برخلاف والدین کے سامنے اونچی آواز میں بات کرتے ہیں حتیٰ کہ بات بات پر ان کو جھڑکنا ہماری عادت بن چکی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

غیر کے مال کو اپنا تصور کیا جائے گا

مالِ غنیمت اسے کہتے ہیں جو جنگ کے بعد کفار کا مال وسامان مسلمانوں کے قبضہ میں آتا ہے کفار چاہے جنگ چھوڑ کر بھاگ جائیں یا وہ جزیہ دینے پر رضامند ہو جائیں۔ کفار کا یہ مال وسامان مسلمانوں کے قبضہ میں آنے کے بعد غنیمت کہلائے گا۔ اسے مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ: اللہ اپنے رسول کو دوسری بستیوں سے جو مال بھی فئی کے طور پر دلوادے تو وہ اللہ کا حق ہے اور اس کے رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں مسکینوں اور مسافروں کا تاکہ وہ مال صرف انہی کے درمیان گردش کرتا نہ رہ جائے جو تم میں دولت مند لوگ ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور آیت میں ارشادِ الٰہی ہے: اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ۔ (النساء آیت 58)

آخری زمانے میں ایک مالدار آدمی کے پاس امانت رکھی جائے گی تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے مگر وہ اسے غنیمت جان کر اپنی ملکیت بنالے گا اور اس کے اصل مالک سے جھگڑا کرے گا اور اسے امانت واپس لوٹائے گا۔ اسی طرح قیامت سے قبل مالِ غنیمت کو

لوگ اپنی ملکیت سمجھیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کون ومکان سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے قبل مالِ غنیمت کو دولت سمجھا جائے گا۔ امانت کو غنیمت، زکوٰۃ کو تاوان (ٹیکس) سمجھا جائے گا۔ دین کے بغیر دوسرے علوم حاصل کئے جائیں گے۔ مرد اپنی عورت کا مطیع ہوگا اور ماں کا نافرمان، دوست کو قریب کرے گا باپ کو دور، مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی، قبیلہ کا سردار فاسق ہوگا کسی قوم کا سردار لیڈر رقائدان سے ذلیل کمینہ گھٹیا ہوگا، کسی آدمی کے شر اور فساد سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے گی۔ گانے والی عورتیں اور ان کے آلات لہو ظاہر ہوں گے۔ شراب کا پینا عام ہوگا۔ اس امت کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے اس وقت تم ان چیزوں کا انتظار کرنا، سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنسنا، صورتیں مسخ ہونا، پتھروں کا برسنا اسی طرح اور نشانیاں لگاتار ظاہر ہوتی رہیں گی جیسے ہار ٹوٹ جائے اور اس سے لگاتار موتی گرنے لگیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، باب اشراط الساعۃ)

وضاحت

مالِ غنیمت کو دولت بنالیا جائے گا۔ یعنی اغنیاء اور ارباب حکومت فقراء کے حقوق ہڑپ کر جائیں گے۔ امانت کو غنیمت سمجھ کر لوگ کھا جائیں گے۔ یعنی امانت میں خیانت کریں گے۔ زکوٰۃ کو فریضہ عبادت سمجھتے ہوئے محبت سے ادا نہیں کریں گے بلکہ ان پر زکوٰۃ ادا کرنا اس طرح مشکل ہوگا جس طرح تاوان ادا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

بہترین جماعت

قیامت سے قبل بہت سی جماعتیں اور فرقے پیدا ہوں گے جو دین میں نئی نئی باتیں اور بدعات ایجاد کریں گے اور ساتھ میں حق پر ہونے کا بھی دعویٰ کریں گے۔ اس وقت وہی جماعت حق پر ہوگی جو ہر مسئلہ میں قرآن وحدیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت کا

اتباع کرے گی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میری اُمت میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہے گی جو خدا کے حکم پر قائم ہوں گے۔ موت آنے تک وہی اسی حالت میں رہیں گے۔ ان کی مخالفت اور عدم معاونت انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گی (یعنی انہیں اس کی پرواہ ہرگز نہ ہوگی کہ زمانہ والوں کا رویہ کیا ہے اور زمانے والے ہمارے مخالف ہیں یا موافق ہیں۔

دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں قیامت تک ایک ہی جماعت رہے گی جس کی خدا کی جانب سے مدد ہوتی رہے گی جو ان کا ساتھی نہ بنے گا۔ انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ ان کو (باطل پر) غلبہ حاصل رہے گا۔ انہیں مخالفین سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے۔

(ابو درداء، ترمذی، مشکوٰۃ باب الفتن)

یعنی کچھ لوگ ہمیشہ علم اور عمل کے لحاظ سے حق پر قائم رہیں گے۔ اسی ثابت قدمی کی وجہ سے باطل پر دینی دشمنوں پر انہیں غلبہ حاصل رہے گا چونکہ یہ حق پر قائم ہوں گے۔ اس لئے ان کو کسی کی مخالفت سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم سے نوازا ہوگا۔ ان کو کوئی بھٹکا نہیں سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت آجائے یا اس شخص پر موت آجائے یعنی اللہ تعالیٰ اسے زندگی بھر مخالفین کے نقصان سے محفوظ رکھے گا۔

گرمی کی کثرت

قیامت کی وہ نشانیاں جو وقوع پذیر ہو چکی ہیں ان میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بارش کے باوجود گرمی ہوگی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ باعث نزول وسکینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے قبل بارش کے باوجود گرمی ہوگی۔ (کنز العمال، جلد۱۴ صفحہ 224)

فضائی نظام

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی جو وقوع پذیر ہو چکی ہے۔ فضائی چینلز کا ظاہر ہونا ہے۔ آج فضا میں کم از کم تیرہ ہزار سیٹلائٹ میں ہیں۔ ان میں کئی ایک فتنے اور بلائیں ہیں۔ روایات میں ان فضائی چینلز اور فتنوں کی طرف بھی اشارے ملتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں صحیح سند کے ساتھ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم پر آسمان سے شر نازل ہو گا۔ یہاں تک کہ وہ فیاضے تک پہنچے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فیاضے کیا چیز ہے؟ عرب ہر اس چیز کو آسمان کہتے ہیں جو ان کے اوپر بلند ہو۔ لسان العرب میں ہے:

السماء کل ماعلاک واظلک ......

آسمان ہر وہ چیز ہے جو آپ پر بلند ہو اور آپ پر سایہ کرے۔ آج کل کے ٹی وی چینل نشریات آسمانوں سے وصول کر کے آگے نشر کرتے ہیں جو سیٹلائٹ کے ذریعہ سے (اپنی کثرت کی وجہ سے) بارش کی طرح ان پر برسائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان صحراؤں اور دیہات کے رہنے والے بھی اس فتنہ سے محفوظ نہیں۔ (دنیا کا خاتمہ صفحہ 45)

بے حیائی کی کثرت

دنیا کے خاتمہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی فحاشی اور بے حیائی کا عام ہونا ہے۔ یہ وہ علامت ہے جس کا ظہور ہو چکا ہے۔ البتہ قیامت سے قبل فحاشی اور بے حیائی اس حد تک عام ہو جائے گی کہ حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزول سکینہ آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگ کھلے عام جانوروں کی طرح زنا کریں گے۔ فحاشی کا

مطلب برے کام کرنا عورتوں کا باریک اور عریاں یا چست لباس پہننا اسی طرح ایسی گالیاں دینا جن کو سن کر شرم محسوس ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یقیناً اللہ تعالیٰ بے حیائی پھیلنے اور پھیلانے کو نا پسند کرتا ہے''

یا بے حیائی پھیلانے والے سے بغض ونفرت رکھتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک فحاشی عام نہ ہو جائے گی۔ (المستدرک للحاکم 547/4)

بے حیائی کا حلقہ

اس مضمون کی ایک اور حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ (قیامت سے قبل) علم اٹھالیا جائے گا۔ جہالت پھیل جائے گی زنا عام ہو جائے گا اور شراب کثرت سے پی جائے گی۔ (صحیح بخاری)

وضاحت

موجودہ زمانے میں یہ دونوں علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ حضور نبی کریم رحمتہ اللعالمین نے فحاشی کے بارے میں مسلمان اور غیر مسلم ممالک سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اب فرق تھوڑا ہی رہ گیا ہے۔ مغرب اور امریکہ سے فحاشی اور فحش کاری کا جو طوفان اٹھا تھا اس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ہمارے اخبارات جرائد، رسالے، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ نے اس کی اشتہار بازی (Advertisement) کر کے اس کو پوری دنیا میں اس طرح پھیلا دیا ہے کہ اب اس فحاشی کو زندگی کا ایک حصہ سمجھ لیا گیا ہے۔ بے پردگی اور مرد وزن کا اختلاط جو یورپ نے اسلامی میں برآمد کیا۔ اس سے فحاشی اور فسق وفجور کا ایک سیلاب اُمڈ پڑا ہے۔ خصوصاً بڑے شہروں اور ملکوں میں اس وبا نے ہمہ گیر صورت اختیار کر لی ہے۔ چنانچہ بخاری،

مسلم اور مسند احمد میں جو حدیث سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کی سچائی کو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اصحاب النار کی اقسام

اہل جہنم کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو اب تک میں نے نہیں دیکھا۔ (یعنی آئندہ آئیں گی) ایک تو وہ قوم ہوگی جس کے پاس گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور لوگوں کو ان کوڑوں سے ماریں گے اور دوسری صف ان عورتوں کی ہوگی جو لباس پہنے ہوں گی مگر برہنہ ہوں گی۔ دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی۔ ان کی سر بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوں گے۔ یہ عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی بلکہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔ اگر چہ جنت کی خوشبو بہت دور سے آتی ہوگی۔ (بخاری مسلم)

موجودہ دور میں شیطانی سازشوں کی وجہ سے ٹی وی، ڈش کیبل، فحاشی پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ ٹی وی دیکھنے والا ایک وقت میں 12 گناہ کبیرہ کر رہا ہوتا ہے۔ آج سے 100 سال سے قبل اگر کوئی شخص رنڈی کا ناچ دیکھنے کے لئے جاتا تھا تو چھپ کر جاتا تھا آج باپ بیٹی کے ساتھ بیٹھ کر انہی بے حیا عورتوں کا ناچ دیکھتا ہے مگر اسے ندامت نہیں ہوتی کیونکہ ٹی وی کی وجہ سے ہم بے حیائی کی آخری دلدل میں اُتر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جب انسان بے حیا ہو جاتا ہے تو وہ کچھ بھی کرے اسے کم لگتا ہے اور بے حیائی پھیلانے والوں کے لئے آخرت میں خوفناک عذاب کی وعید ہے چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے: ''جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔'' مغربی معاشرہ میں بے حیائی اس حد تک پھیل چکی ہے کہ وہاں بے حیائی زنا شراب پینے کو جرم نہیں سمجھا جاتا حتیٰ کہ ایسے بے حیائی کی وجہ

سے مغرب میں مرد کو مرد سے عورت کو عورت سے شادی کی اجازت مل چکی ہے اسی بے
حیائی کے نتیجہ میں شادی شدہ بہن بھائیوں کی بھی خبریں موجود ہیں کہ بہن کا کہنا ہے کہ
بھائی غیر مرد کی بہ نسبت میرے مزاج کو زیادہ سمجھتا ہے اسی وجہ سے بحیثیت شوہر اپنے
بھائی کو اختیار کرتی ہوں۔ یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ عورت کا ٹی شرٹ پہننا یا
چست لباس پہننا بھی بے حیائی میں شامل ہے۔ والدین کا اپنی اولاد کو بے حیا بنانے کا یہ
نقصان ہوا کہ دارالعلوم میں ایک عورت نے فون کر کے کہا کہ میرا شوہر بیٹی کو غلط نظر سے
دیکھتا ہے مجھے بیٹی کی شوہر سے حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ آپ مجھے اس کا حل بتائیں۔ حتیٰ
کہ بنوری ٹاؤن میں ایک صاحب نے فون کر کے یہ مسئلہ پوچھا کہ میری بیوی سو رہی
تھی۔ میں بیٹی کے ساتھ بیٹھ کر انگریزی فلم دیکھ رہا تھا کہ اچانک میں ایک غلط سین پر بے
قابو ہو گیا اور اپنی بیٹی سے زنا کر لیا۔ میرے لئے کیا حکم ہے مجھے یہ باتیں لکھتے ہوئے شرم
آرہی ہے مگر مجبوراً ان باتوں کو لکھ رہا ہوں کہ حرام کاری اور بے حیائی کا سب سے بڑا
ذریعہ ٹی وی ہے لہٰذا خدا کے واسطے آج ہی اپنے گھر سے اس منحوس ڈبہ کو نکالئے بعض لوگ
کہتے ہیں کہ ہم ٹی وی میں صرف خبریں سنتے ہیں تو یاد رکھئے خبریں لڑکیاں ہی سناتی ہیں
اور احادیث کی روشنی میں عورتوں کو دیکھنے والے پر اللہ کی لعنت ہے لہٰذا ٹی وی کسی بھی
صورت میں جائز نہیں ہے آج آپ گھر میں ٹی وی لے کر آئے اور چند سال بعد دنیا سے
چلے گئے اور بعد میں آپ کی اولاد جب تک اس ٹی وی کو دیکھے گی عذاب آپ کو ملتا رہے
گا کیونکہ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو کسی برے کام کو
جاری کرتا ہے وہ کام جب تک چلتا رہتا ہے جاری کرنے والے کے اعمال میں لکھا جاتا
رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت سے قبل موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔
(آمین)

بددیانت دیانتدار

خائن دھوکہ دینے والے کو کہتے ہیں۔ دھوکہ دہی کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خروج دجال سے کچھ سال پہلے دھوکہ باز ہوں گے۔ سچے کی تکذیب اور جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی۔ امانت دار خائن بن جائے گا اور خیانت دار کے پاس امانت رکھی جائے گی اور ان (حکومتی معاملات) میں ''روبیضہ'' بولے گا پوچھا گیا کہ ''روبیضہ'' کون ہے؟ فرمایا: ایسا فاسق جو امور عامہ میں باتیں (احکام جاری) کرے گا (یعنی نااہل کو اہل بنایا جاےءگا۔) (ابن ماجہ)

اسی مضمون کی ایک روایت ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ فحاشی اور بخل پھیل جائے خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا۔

بدکاروں کی بقاہ

یہ نشانی دنیا کے خاتمے کی ان نشانیوں میں سے ہے جو کہ جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بتلائیں اور جس کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ اس دنیا کی بقا کافروں کے لئے نہیں بلکہ اللہ نے اس دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا ہے کہ کون میرا بندہ ہے اور کون نفس اور شیطان کا ماننے والا ہے جب اللہ والے نہیں رہیں گے تو اللہ تعالیٰ نفس اور شیطان کے پجاریوں کے لئے اس دنیا کو باقی نہیں رکھیں گے بلکہ ختم فرما کر قیامت کا اعلان فرمادیں گے قیامت کی مذکورہ نشانی برحق ہے مگر ہمیں اپنے رویئے سے نیک صالح افراد کا نمونہ پیش کرنا چاہئے اور نیکی کا نام ونشان زادہ رکھنے کے لئے ہمیں چاہئے کہ اپنی نسل نو کو دینی

تعلیم وتربیت کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کے تمام مواقع فراہم کریں۔

بدترین لوگ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی مگر بدترین لوگوں پر۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح کی ایک دوسری حدیث میں ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم راحۃ اللعاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ بدترین ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت قائم ہوگی۔ (بخاری کتاب الفتن باب ظہور الفتن۔ 7067)

ریح کا جاری ہونا

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی۔ اس سے اس روئے زمین پر کوئی ایسا شخص زندہ نہیں رہے گا جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی ایمان ہوگا پھر زمین پر صرف برے لوگ رہ جائیں گے ان پر قیامت آئے گی۔

(مسلم باب 53 حدیث نمبر 1924)

امر بالمعروف کا ترک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگ چھلنی میں چھانے جائیں گے یعنی نیک لوگ انتقال کر جائیں گے اور ردی اور چھلکا قسم کے لوگ رہ جائیں گے۔ ان کے عہد اور امانتیں آپس میں خلط ملط ہو جائیں گی۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ نیک لوگوں کا چلے جانا کثرت معاصی کی وجہ سے ہوگا لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ترک کر دیں گے پس نیک لوگ جب کسی برائی کو دیکھیں اور اس کو ختم نہ کر سکیں گے تو فساد برپا ہوگا اور پھر لوگوں پر عذاب نازل ہوگا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ سرور کائنات فخر موجودات صلی

اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا گیا۔

(مسند احمد جلد ۱۲ صفحہ ۱۲ امستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۴۳۵ وقال ہذا حدیث صحیح الاسناد)

یارسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں صالحین موجود ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں: ہاں جب خبیثوں کی کثرت ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بدترین لوگ وہ ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔

(ابن خزیمہ ابن حبان ابی شیبہ وطبرانی احکام الجنائز للالبانی رقم الصفحہ 217)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمین میں اللہ، اللہ کہنے والا، کوئی نہیں ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب ذھاب الایمان فی آخر الزمان ۱۴۸)

یادرکھیے اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے غیر سے مدد مانگنا یہ شرک ہے اور اللہ کا فرمان ہے میں ہر گناہ معاف کر دوں گا پر شرک معاف نہیں کروں گا۔ اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ ایک آدمی سو سال تک شراب پیتا رہے اور زناء کرتا رہے اس سے بڑا گناہ شرک ہے کیونکہ قبروں پر جا کر مرادیں مانگنے والا اپنے گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت اکلی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کوئی بھی اللہ والا نہ ہوگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ نہیں کہا جائے گا۔ (مسلم شریف)

وضاحت

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے قیام کے وقت روئے زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا پوری دنیا میں کفر وشرک کا دور دورہ ہوگا۔ حتیٰ کہ زمانہ جاہلیت کی طرح عرب میں بھی بت پرستی عام ہو جائے گی اور لوگ جانوروں کی طرح بے حیائیوں

اور بدکاریوں میں سرعام مبتلا ہو جائیں گے۔ علامہ مروزی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الفتن میں اس کی تفصیل اس طرح نقل فرمائی ہے پس جو لوگ شام کی طرف سمیٹے جائیں گے۔ وہ کسی حق اور فرض کو نہ پہچانیں گے اور کتاب وسنت پر عامل نہ ہوں گے۔ حیا اور وقار و مرمت سے محروم ہوں گے۔ ان میں عریانیت پھیل جائے گی شوہر بیوی کو اور نہ ہی بیوی شوہر کو پہچانے گی۔ انسان و جنات سو سال تک گدھوں اور کتوں کی طرح سرعام زناء کاری کریں گے جن وانس عورتوں سے مجامعت کریں گے اور مرد مرد سے اپنی خواہش پوری کریں گے اور بتوں کی پوجا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کو بالکل بھول جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے سے کہے گا کہ آسمان میں کوئی خدا نہیں ہے یہ لوگ اولین وآخرین میں سب سے بدترین لوگ ہوں گے۔ (کتاب الفتن صفحہ 380)

اس کے بعد اچانک قیامت آجائے گی اور پھر کسی بھی کام کے لئے ایک سیکنڈ کی بھی مہلت نہ ملے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لئے ایک دن کا وعدہ ہے اس سے ایک گھڑی نہ دیر کرو نہ جلدی۔ القرآن

وقت میسر نہ ہوگا

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے: اور ضرور قیامت قائم ہوگی جبکہ دو شخص آپس میں اپنے کپڑے پھیلانے کو تیار ہوں گے مگر نہ اسے بیچ پائیں گے اور نہ لپیٹ پائیں گے اور قیامت آجائے گی جبکہ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر لائے گا مگر اسے پی نہ پائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی جبکہ ایک شخص اپنے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا مگر اس میں جانوروں کو پانی نہ ہلایا جائے گا اور ضرور قیامت آجائے گی کہ ایک شخص لقمہ منہ میں لینا چاہتا ہوگا مگر منہ تک نہ لے جاسکے گا (کہ قیامت آجائے گی)

(بخاری شریف 963/2)

مالِ حرام پر فخر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ یہ انسان پروانہیں کرے گا کس نے حلال حاصل کیا یا حرام۔ (بخاری شریف کتاب البیوع)

موجودہ حالات میں ٹی وی دیکھ دیکھ کر لوگوں میں مالدار بننے کا جذبہ بڑھتا جا رہا ہے اس وجہ سے دولت مند بننے کے لئے لوگ حرام کام کرنے سے بھی نہیں ڈرتے حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ دنیا ختم ہونے والی ہے یہ 50، 60 سال کی زندگی اللہ نے آخرت کی تیاری کے لئے ہمیں عطا فرمائی ہے مگر ہم اس مختصر سی زندگی میں دنیا کے گھر کو سجانے میں لگے ہیں۔ اس سجاوٹ اور دکھاوے کے لئے حرام کمائی کمانے میں ذرہ برابر بھی اللہ کا خوف اور شرم محسوس نہیں کرتے۔

کسب حرام پر وبال

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ آج کل حلال تو ملتا ہی نہیں لیکن یہ سمجھنا کہ حلال آج کل ملتا ہی نہیں نفس کا دھوکہ ہے چونکہ حلال کا دھیان رکھنے کی وجہ سے انسان قیود و حدود میں بندھ جاتا ہے اور بقول حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ۔ حلال میں فضول خرچی کی گنجائش نہیں ہوتی اور عیش و مستی کی زندگی گزارنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس لئے یہ نفس تاویل سمجھاتا ہے کہ آج کل حلال تو ملتا ہی نہیں لہٰذا حرام حلال کا خیال فضول ہے لیکن جن بندوں کے دل میں خدا کا خوف ہے اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے وہ کبھی حرام نہ کمائیں گے نہ کھائیں گے۔

جنت حرام

جنت میں گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے بڑھا ہو جو گوشت حرام سے بڑھا ہو

دوزخ اس کے زیادہ مستحق ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا (یعنی دسواں حصہ بھی اگر حرام کا ہو) تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا خدا اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبے سفر میں ہو (یہ اس لئے فرمایا کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کی شکستہ حالی کا یہ عالم ہو کہ) بال بکھرے ہوئے ہوں غبار آلود ہوں (اور) آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے یارب یارب کہہ کر دعا کرتا ہو اور اس کا کھانا بھی حرام ہو۔ لباس بھی حرام ہو اور حرام اس کی غذا ہو تو کس طرح اس کی دعا قبول ہوگی۔ (مسلم)

ان وعیدوں کے باوجود بھی مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ حرام لینے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتبہ چیز تک سے بچنے کا حکم فرمایا تھا شک میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑ کر اس کی طرف بڑھو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے احمد اور دارمی کی روایتوں میں اس کی مزید توضیح اس طرح آئی ہے۔ (مشکوٰۃ)

بھلائی وہ ہے جس سے نفس مطمئن ہو جائے اور دل میں کھٹکا نہ رہے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور اس کے کرنے سے سینے میں گھٹن ہو (یعنی اس کے حلال ہونے کی دل گواہی نہ دے) اگرچہ مفتی تجھے (اس کے حلال ہونے کا) فتویٰ دیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک متقی نہ ہوگا جب تک ہلال کو بھی اس خوف سے نہ چھوڑ دے کہ کہیں حرام نہ ہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ) اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ۳۰۰ نبیوں کے برابر بھی اعمال لے کر جائے اور اگر اس نے کسی کا ایک روپیہ بھی دبالیا ہوگا تو وہ جنت میں اس وقت تک نہیں جا سکتا۔ جب تک اس کا مال واپس نہ کر دے۔ اسی طرح حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے کہ ایک شخص قیامت کے دن پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئے گا مگر اس نے لوگوں کا حق مارا ہوگا۔ اس وجہ

سے لوگوں کے گناہ اس کے سر پر ڈال کر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ حرام کھانے والے کی ۴۰ دن تک دعا قبول نہ ہوگی اور نہ ہی نماز قبول ہوگی۔ حرام کمائی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اگر حرام کمائی کرنے والا سونے کے گلاس میں پانی پینے والا بھی بن جائے تو بھی اسے سکون نہیں ملے گا تو میرے بھائیو ایسی کمائی سے کیا فائدہ جس سے رب بھی ناراض ہو اور جس کی بدولت مشقت سے پڑھی گئی نمازوں اور روزوں کا ثواب لوگوں کو دے کر جہنم میں جانا پڑے اور دل کا سکون بھی ختم ہو جائے۔

دھوکہ سے مال فروخت کرنا

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو وقوع پذیر ہو چکی ہے کہ آدمی ناپ تول میں دھوکہ دہی سے کام لے گا حالانکہ مسلمان کو دھوکہ دینا اور اس کا ناحق مال کھانا اور دوسروں کا مال کسی شرعی جواز کے بغیر ہتھیا لینا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

اسی سلسلہ میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اناج کے ڈھیر پر ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈھیر کے اندر اپنا دست مبارک داخل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں گیلی ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اناج والے سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یا رسول اللہ! رات بارش ہوئی ہے جس پر یہ گیلا ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اندر کے اناج کو اوپر کیوں نہ کر دیا تاکہ لوگ دیکھ لیتے جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(مسلم ترمذی ابن ماجہ وغیرہ)

ناپ تول میں کمی کر کے روپیہ حاصل کرنا یہ بھی حرام مال حاصل کرنا ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ تم انصاف کے ساتھ وزن اور ناپ تول پورا کیا کرو اور (ناپ) تول کم نہ

کیا کرو۔ (الرحمٰن،۹)

اس مضمون کی ایک اور روایت ہے کہ ناپ تول میں کمی کرنے سے رزق بند کر دیا جاتا ہے قحط اور سخت مشقت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور ظالم بادشاہ مسلط ہوتے ہیں۔

(مشکوٰۃ)

اس کے علاوہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال حلال طریقے سے کمایا یا حرام طریقے سے۔

(نسائی کتاب البیوع، 4149/3)

بدکاری کی کثرت

دنیا کے خاتمہ اور تباہی کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک نشانی زنا کا عام ہونا ہے۔ اس کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی اپنی امت کو آگاہ فرما چکے ہیں تا کہ اُمت ان فواحش سے بچنے کی فکر کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک لوگ جانوروں کی طرح راستوں میں (برسرِ عام) جماع کریں گے اور مرد، مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی خواہش پوری کریں گے۔ (کتاب الفتن للمروزی، صفحہ ۳۹۰)

یہ نشانیاں ہیں جس کا ظہور کسی نہ کسی درجہ میں ہو چکا ہے البتہ قیامت سے قبل لوگ جانوروں کی طرح زنا کریں گے۔

قیامت سے قبل لوگ گدھوں کی طرح زنا کریں گے

اور ایک دوسری موقوف روایت کا مضمون ہے: قیامت ایسے بدترین خلائق لوگوں پر قائم ہوگی جو نہ تو اچھی بات کا حکم کرنے والے ہوں گے اور نہ برائی پر روک ٹوک کرنے والے ہوں گے۔ وہ گدھوں کی طرح (برسا عام) شہوت زانی کریں گے۔ ایک آدمی کسی

عورت کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی میں لے جائے گا اور اس سے قضائے شہوت کر کے پھر لوگوں کے سامنے لوٹے گا جبکہ وہ اسے دیکھ کر ہنستے ہوں گے اور یہ انہیں دیکھ کر ہنستا ہو گا۔

(مجمع الزوائد 633/7 کتاب الفتن رقم الحدیث 12452)

یعنی حیا کا بالکل جنازہ نکل جائے گا۔ زنا کاری موجب عار نہ رہے گی اور اس معاملہ میں انسان اور جانوروں میں تمیز ختم ہو جائے گی۔ آج یہ نبوی پیش گوئیاں حرف بہ حرف پوری ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ مغربی ممالک کا تو کہنا ہی کیا مشرقی اقدار کے محافظ کہلائے جانے والے ممالک یہاں تک کہ بعض مسلم ممالک میں بھی ایسے حیا سوز مناظر اب کثرت سے آنے لگے ہیں۔ اب ڈسکو ڈانس کے نام پر تہذیب وثقافت کے نام پر اور کھیل کود کے نام پر صنف نازک کا استحصال عام ہے۔ ٹیلی ویژن کے عالمی پروگرام جن کی رسائی اب کسی جگہ کسی کے لئے بھی مشکل نہیں رہی۔ خاص طور پر زنا کاری کی تعلیم وتبلیغ میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ اب زنا کاری کے لئے باقاعدہ عالمی کانفرنسیں ہوتی ہیں جن کی تمام تر تجاویز کا لب لباب صرف اور صرف یہی نکتہ ہوتا ہے کہ کیسے اور کس طرح مرد وعورت کے درمیان ناجائز تعلقات کی رکاوٹیں دور کی جائیں۔ زنا کاری کی ایک بڑی رکاوٹ شرم وحیا کا فطری انسانی جذبہ تھا۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے آج مانع حمل اشیاء ہر جگہ عام کر دی گئیں اور اسقاط حمل کے انتظامات شہر در شہر کر دیئے گئے تاکہ یہ شیطانیت بے خوف پروان چڑھے اور ذلت ورسوائی کے اندیشے سے بے پرواہ ہو کر جانوروں کی طرح انسان بھی شہوت رانی کرتے پھریں۔ اللھم احفظنا منه

اقسام بدکاری

مذکورہ حدیث میں قیامت سے قبل زنا کے پھیلنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے تو یاد رکھئے: زنا صرف شرمگاہ کا ہی نہیں بلکہ جسم کے ہر حصے کا زنا ہوتا ہے جو بحسب فعل اپنے گناہ وسزا کا مرتکب ہو گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی کے لئے زنا سے اس کا حصہ مقرر ہے۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا (غیر محرم

عورت یا مرد کو شہوت کی نظر سے دیکھنا) کانوں کا زنا (غیر محرم کی بات سننا) زبان کا زنا (غیر محرم عورتوں سے باتیں کرنا) ہاتھوں کا زنا (غیر محرم کو چھونا) پاؤں کا زنا (زنا کے لئے اس کی طرف چل کر آنا) منہ کا زنا (بوسہ لینا)

(ابوداؤد، کتاب النکاح باب فی مایومر بہ فی غض البصر 2148 /صحیح الجامع 5161/2)

وضاحت

زنا کی زیادتی کا سب سے بڑا سبب حیا کی کمی اور بے حیائی کا غلبہ ہے جب مردوں اور عورتوں میں حیا کی کمی ہوگی تو الزمی طور پر زنا کاری بڑھ جائے گی اور دوسرے گناہوں کے دروازے کھل جائیں گے کیونکہ مومن کی حیادر حقیقت نفس کے شریر گھوڑے کے لئے بہترین لگام ہے اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے ایک مضبوط ڈھال اور مومن کو ہزاروں گناہوں سے بچانے کے لئے ایک آہنی دیوار ہے۔ چنانچہ جب مسلمانوں میں حیاء کی کمی ہوگئی عورتوں کا پردہ ختم ہونے لگا اور پارکوں اور تفریح گاہوں میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط شروع ہو گیا۔ سینما گھروں اور کلبوں میں لڑکے اور لڑکیوں کا میل ملاپ ہونے لگا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کل زنا کاری کی گرم بازاری ہے۔

خدا کی پناہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین پر ایک آدمی بھی ایسا باقی نہ رہے گا جس کی اللہ کے ہاں کوئی ضرورت ہو۔ یہاں تک کہ کسی عورت کے ساتھ دن دیہاڑے راستے میں زنا کیا جائے گا نہ ہی اسے کوئی برا سمجھے گا اور نہ ہی اسے منع کرے گا۔ اس وقت سب سے بہترین انسان وہ ہوگا جو کہے گا اگر تم اسے راستے سے ایک طرف لے جاتے تو بہتر تھا۔ وہ انسان لوگوں میں ایسے ہوگا جیسے تم میں ابوبکر وعمر (مستدرک حاکم) اور ایک حدیث میں یوں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

عنقریب لوگوں پر کچھ سال ایسے گزریں گے جن میں ان میں بے حیائی پھیل جائے گی۔
(مستدرک حاکم جلد صفحہ 512 وقال ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ ووافقہ الذہبی)

ریشمی لباس کو حلال سمجھیں گے

سیّدنا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ضرور میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو عورت کی شرمگاہ اور ریشمی لباس کو حلال قرار دیں گے۔ (بخاری جلد 10 صفحہ 51)

عورت عورت کے ساتھ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ آدمی آدمی کے ساتھ بدفعلی کرے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے اسی طرح عورت عورت کے ساتھ بدفعلی کرے گی۔ اس کو بھی اللہ نے حرام کیا ہے اور وہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ (آثار قیامت)

ماں باپ سے علیحدگی

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک نشانی دوستوں کے لئے والدین کو نظر انداز کرنا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر قیامت کی نشانیوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا آدمی بیوی کی اطاعت کرے گا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا اور دوست کو قریب کرے گا اور باپ کو دور کرے گا۔ (جامع ترمذی، حدیث 2211)

موجودہ دور میں والدین سے الگ رہائش پذیر بہت سے نوجوان والدین کے گھر مہینہ میں ایک مرتبہ جاتے ہیں مگر دوستوں کے ساتھ بلاناغہ رات کو دیر تک گپیں لگاتے ہیں حتیٰ کہ والدین کی نگاہیں ان کو دیکھنے کے لئے ترس جاتی ہیں۔ یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو مقام

ولایت کیسے ملا؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت والدہ نے پانی مانگا میں پانی لے کر آیا تو دیکھا کہ والدہ سو چکی تھیں چنانچہ میں ساری رات ہاتھ میں پانی لئے کھڑا رہا کہ والدہ اگر پانی کے لئے اٹھیں تو انہیں تکلیف نہ ہو اس عمل پر اللہ نے اپنی دوستی کا تاج میرے سر پر رکھ دیا۔

بدترین سربراہ

دنیا کے خاتمہ کی نشانیوں میں سے جسے جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ: قوم کا سربراہ گھٹیا اور برا ہوگا۔ (ترمذی شریف: 2211)

یہ اس وقت ہوگا جب ہر طرف فساد ہوگا یا پھر ذلیل فطرت لوگوں کی کثرت ہوگی۔ انہی میں سے ایک سربراہ منتخب ہوگا۔ آج اس نشانی کا ظہور ہو چکا ہے اکثر اسلامی ممالک کے سربراہان فاسق اور فاجر ہیں۔ شراب پینا، انگریزوں کی مشابہت اختیار کرنا ان کی زندگی کا مقصد بن چکا ہے۔ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں حکومتی باگ دوڑ دنیا کے تباہ ہونے کی علامات میں سے ہیں۔ جب یہ علامت ظاہر ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تم سرخ آندھی، زلزلوں، زمین میں دھنسنے شکلیں مسخ ہونے کا انتظار کرنا۔

(جامع ترمذی، حدیث نمبر 2211)

حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی 150 نشانیاں بتلائی ہیں۔ ان میں سے ایک نشانی کا ظہور ہو چکا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دنیا کا سب سے زیادہ حصہ ایسے شخص کو نہ مل جائے جو خود بھی کمینہ ہوگا اور اس کا باپ بھی کمینہ ہوگا۔

(حوالہ احمد 482/5، ترمذی 2209 الجامع الصغیر 200/2، مجمع الزوائد 220/8 کنز العمال 2201/14 منشور 51/6)

وضاحت

مذکورہ حدیث میں ''لکع ابن لکع'' بیکار چیز کے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیئے ہیں۔اس کا مطلب وہ شخص ہے مخلوق کے ہاں جس کی کوئی تعریف اور قدر نہیں۔

تشریح:

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی ایک خاص علامت اور مخصوص نشانی کا ذکر فرمایا ہے کہ قرب قیامت میں وہ لوگ جو باپ دادا وغیرہ کے زمانے سے نسل بعد نسل کمینے احمق اور لچے لفنگے ہوں گے وہ دنیا میں مال و دولت اور اثر و رسوخ نیز دینوی ساز و سامان کی وجہ سے حکومت میں بڑے بن جائیں گے اور جو جتنا بڑا کمینہ ہوگا اسی قدر زیادہ خوشحال ہوگا۔

کسب حرام

حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:' قیامت سے قبل عنقریب کچھ سال ایسے آئیں گے جو لوگوں کو فریب دیں گے۔'' (یعنی بارش ہوگی لیکن پیداوار نہ ہوگی یا بارش کم ہوگی یا بہت زیادہ ہوگی) ان میں جھوٹے آدمی کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے آدمی کی تکذیب کی جائے گی خائن امانت دار ہوگا اور امانت دار خائن ہوگا اور ''رویبضہ'' کس کو کہتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذلیل کمینہ بخیل اور شکم پرور آدمی کو۔ (ابن ماجہ 4036 مسند احمد 2/291)

جھوٹی عزت کی جائے گی

قیامت کی وہ نشانیاں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے ان میں سے ایک علامت یہ ہے کہ کمینہ فطرت شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے

گی۔(۱) حضور پرنور شافع محشر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر قیامت کی علامت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت کو ذاتی دولت سمجھا جائے گا۔ امانت مالِ غنیمت بن جائے گی۔ زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جانے لگا علم کا حصول غیر دین کے لئے ہوگا۔ انسان اپنی بیوی کا مطیع اور ماں کا نافرمان ہو جائے گا۔ دوست کے ساتھ وفا اور باپ کے ساتھ بے وفائی کرے گا۔ مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔ قبیلے کی سرداری فاسقوں کے ہاتھ میں آجائے گی۔ ذلیل شخص قوم کا رہبر بن جائے گا اور کسی شخص کو اس کے شر سے ڈرتے ہوئے قابل تعظیم سمجھا جائے گا۔ گانے والی لڑکیاں اور گانے بجانے کا سامان رواج پکڑ جائیں گے۔ شراب پی جائے گی اور امت کے آخری لوگ گزرے ہوؤں پر لعن طعن کریں گے۔ تو پھر وہ لوگ سرخ آندھی، زلزلے چہرے مسخ ہونے اور آسمان سے پتھر برسنے کے عذابوں کا انتظار کریں۔ اس وقت نشانیاں اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے کسی پرانی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور پے در پے گرنے لگیں۔

(جامع الترمذی، الفتن، حدیث 2211)

وضاحت

موجودہ دور میں اس نشانی کا ظہور ہو چکا ہے۔ آج کتنی ایسی بھتہ خور جماعتیں اور پولیس والے ہیں کہ لوگ ان کو پیٹھ پیچھے گالیاں دیتے ہیں اور جب سامنے آتے ہیں تو ان سے بے انتہا عزت واحترام سے ملتے ہیں گویا کہ ان کی عزت ان کے خوف سے اور ان کے شر سے بچنے کے لئے کی جاتی ہے۔

خمر (شراب) کا نام بدلہ جائے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے اس طرح اسلام کو بگاڑنے کی کوشش کی جائے گی کہ لوگ شراب پئیں گے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ مسلمان شراب پئیں گے حالانکہ خدا نے انہیں سختی

سے حرام فرمایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت سے قبل کچھ لوگ) اس کا نام بدل کر حلال کرلیں گے۔ (دارمی)

چنانچہ لوگوں نے شراب کے کئی نام رکھے ہوئے ہیں۔انہیں بغیر کسی جھجک کے غٹاغٹ پی رہے ہیں۔ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے شراب کو حلال کرنے کی دو تفسیریں کی ہیں:

(i) ایک یہ کہ ان کا یہ ایک اعتقاد ہو گیا ہے کہ شراب حرام نہیں حلال ہے۔

(ii) اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ شراب کو کھلے عام پینا گویا یہ بھی اس کو حلال سمجھنے کے مترادف ہے۔ (فتح الباری، جلد 10 صفحہ 51)

یعنی اسلام کے مدعی اس زمانے میں اس قدر دیدہ دلیر ہوں گے کہ خدا کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کریں گے۔جیسی چیز کو بھی جیسے قرآن پاک نے ناپاک اور شیطان کا فعل اور آپس کے بغض وعداوت کا باعث اور ذکر اللہ اور نماز سے روکنے کا شیطانی آلہ بتا کر سختی سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔ نہ صرف پئیں گے بلکہ اس کا نام بدل کر حلال سمجھ لیں گے۔ عالموں اور مفتیوں کو اس کا نام کچھ اور بتا دیں گے جس سے حرمت کا فتویٰ نہ دیا جا سکے۔ ایک شراب ہی کیا آج کل تو بہت سے حرام چیزوں کو تاویل کر کے حلال سمجھ لیا گیا ہے اور تاویلیں اس قدر لچر ہیں کہ تار عنکبوت (مٹی کے جالے) سے زیادہ ان کی حقیقت نہیں ہے اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ بعض ممالک اسلامیہ میں اس کی کھلے عام خرید وفروخت ہوتی ہے اور اس کو اعلانیہ طور پر پیا جاتا ہے۔مسلمان کہلانے والے قسم قسم کی شرابوں کے رسیا ہو گئے ہیں۔سال عیسوی کے آغاز میں بڑے بڑے ہوٹلو میں جہاں عورت کو حیا نہیں آتی اور مرد کو غصہ نہیں آتا۔ مسلمان نوجوان پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں شرابیں پی کر سال کا آغاز کرتے ہیں۔ رنگارنگ شرابیں پی جاتی ہیں اور مختلف قسم کے ڈانس، گانوں اور باجوں سے سال نو کو خوش آمدید کہا جاتا ہے پھر بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ اتنے گھناؤنے کام پر فخر بھی کیا جاتا ہے۔اسی کے بارے میں اقبال مرحوم

نے کہا ہے کہ:

تہذیب میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائے یہود

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ہے جو حضرت ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً میری اُمت کے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو زنا، ریشم شراب اور آلات موسیقی کو (خوش نما تعبیروں سے) حلال کرلیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے قریب ٹھہریں گے وہاں اپنے مویشی چرا کر آیا کریں گے۔ اس دوران ان کے پاس کوئی حاجت منداپنی ضرورت لے کر آئے گا وہ (ازراہِ حقارت) کہیں گے، کل آنا، پس اللہ تعالیٰ ان پر راتوں رات عذاب نازل کرے گا اور پہاڑ کو ان پر گرادے گا اور دوسرے لوگوں کو (جو حرام چیزوں میں خوشنما تاویلیں کریں گے۔ قیامت تک کے لئے بندر اور خنزیر بنادے گا۔ (معاذ اللہ)

(صحیح بخاری، صفحہ 837، جلد 2 حدیث نمبر 5590)

کثرت گلوکاران

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ قرب قیامت میں آلات موسیقی اور گانے والیوں اور گانے والوں کی کثرت ہوگی چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں لوگ زمین میں دھنس جائیں گے اور ان پر پتھر برسیں گے اور ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی۔ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آلات اور موسیقی اور گانے والیاں کثرت سے ہو جائیں گی۔ (سنن ابن ماجہ، جلد 2 صفحہ 1350، مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 10)

پہلے زمانے میں بھی آلات موسیقی اور گانے والیاں اور گانے والے موجود تھے لیکن

اس زمانہ میں تو انتہا ہی ہوگئی۔ گانے بجانے کا کام اب ہر گھر میں شروع ہو گیا ہے۔ لڑکے اور لڑکیوں کی ایک بھیڑ ہے جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر گانا گانے کے لئے آ رہی ہے۔ ان میں سے بعض دینوی لحاظ سے بڑے گھروں سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ہر پروگرام میں آلات موسیقی کا استعمال ایک فیشن ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ اب نعتیں اور قصیدہ بردہ شریف بھی آلات موسیقی کے ساتھ لگایا جا رہا ہے۔ اب ان گانے والوں اور گانے والیوں کا نام بھی آرٹسٹ رکھ دیا گیا ہے جس سے ان کے ضمیر سے وہ کانٹا بھی نکل گیا ہے جو خلاف شریعت کاموں پر خلش پیدا کرتا ہے اور وہ معاشرہ میں معزز ترین لوگ سمجھے جانے لگے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ان کی ہر قسم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ''حتیٰ کہ تمغۂ حسن کارکردگی'' تک دیا جاتا ہے حالانکہ آلات موسیقی اپنانا، گانا بجانا اور سننا، دل کے امراض، اللہ کے ذکر اور نماز سے غافل کرنے اور قرآن مجید سننے اور اس سے فائدہ اٹھانے سے روکنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے کہ: اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لغو باتیں خریدتے ہیں تاکہ بے علمی سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ (سورۃ لقمان 6.31)

اہل علم نے ''لہو الحدیث'' کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد گانا بجانا اور آلات موسیقی ہیں۔

مسخ اور سور

حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا ایک گروہ شراب و کباب اور لہو ولعب (میوزیکل شو) میں رات گزارے گا پھر صبح کو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے اور ان میں سے جو بچ رہیں گے ان پر اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجیں گے جو انہیں اس طرح تباہ و برباد کردیں گے جس طرح

پہلی (نافرمان) قوموں کو برباد کیا گیا۔ یہ سزا انہیں اس لئے ملے گی کہ انہوں نے شراب پینے گانے بجانے اور گانے والی فاحشہ (کنجریاں) رکھنے کو حلال کر لیا ہوگا۔ حافظ مبشر حسین لاہوری صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قیامت سے قبل کچھ لوگ جو گانوں باجوں اور میوزیکل فنکشن میں رات گزاریں گے۔ صبح کو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس پیش گوئی کی جزوی صورتیں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے کا واقعہ ہے جسے تمام ملکی اخبارات نے شائع کیا ہے کہ مانسہرہ کے قریب پہاڑ کی سلائیڈنگ کے ساتھ ایک بستی مکمل طور پر دھنس گئی اور سینکڑوں لوگ پہاڑ تلے گھس جانے سے جاں بحق ہوئے اور یہ علاقہ صحت افزا تفریح گاہ ہونے کے ساتھ فحاشی کے اڈوں کے ساتھ آراستہ تھا۔ جس پر بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کا کوڑا برسایا۔ آج کل کے دور میں گانے بجانے کا عام ہونا کسی بیان کا محتاج نہیں رہا۔ ایسے ٹی وی چینل قائم کئے گئے ہیں جو صرف اور صرف مختلف قسم کے میوزک اور گانے بجانے پیش کرنا ہے اور ایسے بہت سے ٹی وی چینلز ہیں جن کا کام چوبیس گھنٹے موسیقی اور گانے پیش کرنا ہے۔ اس میں کوئی وقفہ نہیں ہوتا۔ نہ ہی خبر و اخبار کے لئے نہ ہی تلاوت قرآن کے لئے۔ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے جو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے کی ایک دلیل ہے۔ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ ان چیزوں سے بچ کے رہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک گانا بجانا دل میں نفاق کو ایسے پیدا کرتا ہے جیسے پانی سے فصلیں اُگتی ہیں۔''

بیوت کی سجاوٹ

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی گھروں کو منقش اور دھاری دار چادروں کی طرح تعمیر کرنا ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: قیامت اس وقت تک

قائم نہ ہوگی جب تک لوگ منقش ومزین چادروں جیسے گھر تعمیر نہ کرنے لگیں۔

صدقہ بوجھ

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی جسے حضور نے فرمایا وہ یہ ہے کہ والزکوٰۃ مغرما۔ اور جب زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جانے لگے۔ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے گی اس وقت ان پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ پندرہ چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا: جب غنیمت دولت بن جائے، امانت کو غنیمت کی طرح لوٹا جانے لگے، زکوٰۃ کو تاوان اور ٹیکس سمجھا جائے، مرد اپنی بیوی کا کہا مانے، ماں سے بدسلوکی کرے، دوست سے وفاداری، باپ سے بے وفائی برتے، مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں، سب سے کمینہ آدمی قوم کا نمائندہ کہلائے، آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے، شراب نوشی عام ہو جائے، ریشمی لباس پہنا جائے، گانے بجانے کا سامان رکھا جائے، امت کا پچھلا حصہ پہلوں کو برا بھلا کہنے لگے، گانے والوں اور گانے والیوں کی عزت کی جائے۔ اس وقت سرخ آندھی، زمین دھنسنے یا شکلوں کے بگڑنے کا انتظار کرو۔ (ترمذی شریف، صفحہ ۴۲ جلد ۲)

موجودہ دور میں اس نشانی کا ظہور ہو چکا ہے۔ آج کے لوگ جس طرح ٹیکس کو بوجھ سمجھ کر ادا کرتے ہیں نہیں دیں گے تو پھنس جائیں گے، اسی طرح زکوٰۃ کو بوجھ سمجھ کر ادا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ کا ادا کرنا اپنے مال کو پاک صاف کرنا ہے اور اللہ کی رضا اور قرب کا سبب ہے اور فرمان نبوی کی روشنی میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر یہی مال و دولت، سونا چاندی آگ میں گرم کر کے صاحب مال کو داغا جائے گا۔ زکوٰۃ دینے میں سستی کرنا یہ دنیا سے کثرت محبت کی وجہ سے ہے۔ آخری زمانے میں خودغرض، لالچی لوگوں کی کثرت ہو گی۔ ان میں سے اکثر تو زکوٰۃ نہیں دیں گے اور جو دیں گے بھی وہ بوجھ سمجھ کر۔

قرآن مجید مثل نوحہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قرآن کو عرب کے لب ولہجہ اور آواز میں پڑھا کرو جو الہوسوں کے نغموں کی طرح پڑھنے اور یہود و نصاریٰ کے طرز قراءت سے بچو میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے جو قرآن کو موسیقی اور نوحہ کی طرح گا گا کر پڑھا کریں گے۔ (قرآن ان کی زبان ہی زبان پر ہوگا) حلق سے بھی نیچے نہیں اترے گا، ان کے حل بھی فتنہ میں مبتلا ہوں گے اور ان لوگوں کے دل بھی جن کو ان کا نغمہ آرائی پسند آئے گا۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان ورزین فی الکتاب مشکوٰۃ شریف صفحہ 191)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو گانے اور نوحہ کے طریقے پر پڑھیں گے اور قرآن ان حلقوں سے آگے نہ بڑھے گا۔ (یعنی ان کی قراءت سن کر خوش ہونے والوں کے دل فتنہ میں مبتلا ہوں گے) (مشکوٰۃ)

مذکورہ حدیث کی شرح میں علماء لکھتے ہیں کہ آج کل بالکل یہی نقشہ ہے کہ مساجد میں قرآن سنا کر سوال کیا جاتا ہے۔ تیجے اور چالیسواں کے موقع پر قرآن کے موقع پر قرآن پڑھوا کر اپنی عزت بڑھوائی جاتی ہے۔ میت کی قبر پر چالیس روز تک قرآن شریف پڑھ کر اس کی اُجرت لی جاتی ہے۔ تراویح میں قرآن سنا کر پیٹ پالا جاتا ہے۔ مخارج وزکوٰۃ کی ادائیگی کا تو بہت خیال رکھا جاتا ہے مگر قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے کوسوں دور ہیں۔ گیارہ مہینے تک نمازیں غارت کیں داڑھی منڈائی حرام کمایا اور رمضان آتے ہی مسلے پر پہنچ کر قرآن سنانے لگے۔ مذکورہ علامت کا ظہور موجودہ دور میں ہو چکا ہے۔ آج کل محافل حسن قراۃ میں قرآن کو گا گا کر یہود و نصاریٰ کے طرز پر پڑھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض پڑھنے والوں کے چہرے بھی مثل عورت کے ہوتے ہیں یعنی داڑھی نہیں ہوتی اور وہ قرآن کو پیسوں کے لئے پڑھتے ہیں اکثر محافل قرآن میں پڑھنے والوں

کو لاکھوں روپے قرآن پڑھنے کے ملتے ہیں۔

کنز اور ترازو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عراق نے اپنا چاندی کا سکہ (درہم) اور گلے کا پیمانہ روک دیا۔ شام نے اپنی اشرفی اور گلے کا پیمانہ روک دیا اور مصر نے اپنے سونے کا سکہ (دینار) اور گلے کا پیمانہ روک دیا۔ اور تم وہی لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے پھر فرمایا وہ لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے پھر فرمایا وہیں لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے۔ (صحیح مسلم)

یہ حدیث دو پیش گوئیوں کا مجموعہ ہے ایک یہ کہ علم برادران حق جو حجاز سے اٹھیں گے شام، عراق اور مصر کو فتح کر لیں گے۔ دوسری یہ کہ یہ سب ممالک حجاز سے الگ ہو جائیں گے۔ تاریخ نے ان پیش گوئیوں پر اس طرح مہر ثابت کر دی ہے کہ آج اسلام کا کوئی بدترین دشمن بھی ان کی صداقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ مدتوں شام و عراق، مصر و حجاز ایک وسیع اسلامی سلطنت میں بھی شامل رہے، لیکن آج ان سب میں الگ خود مختار حکومتیں قائم ہیں۔ (آثارِ قیامت)

وضاحت

مصر و شام اور عراق اپنے پیمانے اور خزانے روک لیں گے۔ اس کے مفہوم کی تعین میں اہل علم کے کئی اقوال ہیں۔ مثلاً

ان ملکوں میں اسلام پھیل جائے گا اور جزیہ موقوف ہو جائے گا۔ اس صورتحال کا وقوع گزر چکا ہے کہ

ان ممالک میں ارتداد پھیل جائے گا اور لوگ زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیں گے۔

ان علاقوں میں خوب فتنہ و فساد اور کشت و خون ہو گا کہ مسلمانوں کا مرکز ان سے فائدہ اٹھا نہ سکے گا۔

کفار ان علاقوں پر غالب آ جائیں گے اور مسلمانوں کی حکومتیں ٹوٹ جائیں گی۔

اللہ عزوجل کا دشمن

مفسرین قرآن نے فرعون کی لاش ظاہر ہونے کو بھی علامات قیامت میں سے بتایا ہے کیونکہ یہ قرآن کا وعدہ ہے کہ فرعون کی لاش قرب قیامت میں ظاہر کی جائے گی تا کہ لوگ عبرت پکڑیں۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کا پیچھا کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے راستے میں سمندر آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنا عصا پانی میں ماریں عصا مارنے سے سمندر میں راستہ بن گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم اس میں سے صحیح سلامت گزر گئے۔ فرعون اپنی فوج کے ساتھ آپ کے تعاقب میں آیا۔ وہ ابھی راستے میں ہی تھا کہ سمندر اپنی پہلی حالت میں آ گیا اور وہ لشکر سمیت سمندر میں غرق ہو گیا۔ قرآن میں ہے کہ فرعون نے مرتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا اعلان کیا تھا لیکن موت کے وقت لایا گیا ایمان اللہ تعالیٰ کو قبول نہیں ہے۔ اس لئے اس کا ایمان رد کر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی لاش کو عبرت کے لئے قیامت تک محفوظ رکھنے کا بھی اعلان کیا، ارشاد ہوتا ہے:

> ''سو آج بچائے دیتے ہیں ہم تیرے بدن کو تا کہ تجھے اپنے پچھلوں کے واسطے نشانی بنا دیں اور بے شک بہت لوگ ہماری قدرتوں پر توجہ نہیں کرتے۔'' (سورۃ یونس، آیت 92)

موضح القرآن میں لکھا ہے کہ دریا کی ایک موج نے فرعون کی لاش کو ساحل پر ڈال دیا تا کہ لوگوں کو اس کے ہلاک ہونے کا یقین ہو جائے اور اس کی یہ لاش سب کے لئے نمونہ عبرت بن گئی پھر معلوم نہیں اس کی لاش کا کیا انجام ہوا مگر وہ جگہ ''جبل فرعون'' کے نام سے معروف ہو گئی جہاں اس کی لاش پائی گئی تھی۔ جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ فرعون کی یہ لاش آج تک محفوظ چلی آ رہی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ فرعون ہے یہ

ضروری نہیں جس کا مقابلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا کیونکہ لفظ فرعون کسی ایک شخص کا نام نہیں بلکہ مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کا لقب دیا جاتا تھا۔ مگر اب جدید تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ رعمیس چہارم نامی فرعون ہی وہ بادشاہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر آیا اور اس کی حنوط شدہ لاشیں دریافت ہو چکی ہیں اور اس کا جسم اور چہرہ سلامت نہیں اور محققین کہتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ اسے مچھلیوں نے کھایا ہے۔ 1975ء میں اس فرعون کی لاش کو فرانس لے جایا گیا، وہاں اس پر مزید تحقیق کی گئی اور ماہرین نے یہ رپورٹ دی کہ جس فرعون کی یہ ممی ہے وہ سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہوا تھا۔ یہ بات اس ممی کے جسم میں موجود نمک اور کان میں موجود کیمیکلز سے معلوم ہوئی۔ ماہر آثار قدیمہ سر گرفتن ایلیٹ اسمتھ نے اس دریافت کا اعلان کیا تو اہل کلیسا نے اس سے فی الفور ملاقات کی اور اسے مجبور کیا کہ وہ اپنا بیان واپس لے لے۔ اس دریافت سے قرآن کریم کے بیان کی تصدیق ہو جائے گی مگر اسمتھ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر موریس بوکائیلے کی مشہور کتاب The Bible the quran & Science میں یہ ساری تحقیق پڑھی جا سکتی ہے لہٰذا قدرت نے فرعون کی غرق شدہ لاش کو عبرت کے لئے کنارے پر ڈال دیا اور آئندہ نسلوں کی عبرت کے لئے اس کو گلنے سڑنے سے بھی محفوظ رکھا ہے۔ یہ اس شخص کی لاش ہے جو تو میری مشن کی راہ میں رکاوٹ ڈالتا رہا اور موسیٰ علیہ السلام کے درپے آزار رہا۔ آپ علیہ السلام کی دلیلوں نشانیوں اور صحبت کو رد کرتا رہا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو اس کے شر سے بچانے کے لئے نکال لے گئے تو اس نے لشکر جرار کے ساتھ تعاقب کیا اور اس میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ حکم خداوندی سے اس کی لاش بچ گئی تاکہ بنی نوع انسان کے لئے سامان عبرت بن جائے۔ قاہرہ کے عجائب گھر میں اس کی لاش وزیٹنگ سائٹ ہے یعنی قرآن کے وعدے کے مطابق وہ عبرت کا نشان بنی ہوئی ہے۔ اس طرح قرآن کا یہ وعدہ کہ فرعون کی لاش قرب قیامت میں ظاہر کی جائے گی تاکہ لوگ عبرت پکڑیں۔ اس صدی میں درست ثابت ہو گیا۔

لعنتی لوگ

دنیا کے خاتمے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی جس کا ظہور ہو چکا ہے وہ گالیوں کا کثرت سے دینا ہے موجودہ دور میں لوگ گالیاں دینے کو بھی فن سمجھتے ہیں حتیٰ کہ نئی نئی گالیوں کو ایجاد کرنے پر فخر کرتے ہیں حالانکہ گالی دینے والے پر فرشتے اور زمین تک کہ کیڑے لعنت کرتے ہیں۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ رسول اقدس سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ یہ اُمت شریعت پر قائم رہے گی۔ جب تک کہ ان میں تین چیزیں ظاہر نہ ہوں جب تک ان سے علم (اور علماء) کو نہ اٹھالیا جائے اور ان میں اولاد کی کثرت نہ ہو جائے اور لعنت باز لوگ پیدا نہ ہو جائیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''لعنت بازوں'' سے کیا مراد ہے۔ فرمایا آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو ملاقات کے وقت سلام کے بجائے لعنت اور گالی گلوچ کا تبادلہ کیا کریں گے۔)

(در منثور، صفحہ 55 جلد 16)

ریاکاری

قیامت کی وہ نشانیاں جن کا ظہور ہو چکا ہے ان میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ دکھاوے کے لئے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کریں گے۔ موجودہ دور میں یہ نشانی عروج پر ہے۔ آج جو حج کرلے وہ حاجی مشہور ہو جاتا ہے۔ حالانکہ صحابہ کے دور میں کوئی ایسا بول سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ ایک حاجی کے پاس کچھ مہمان آئے تو انہوں نے ملازم سے کہا کہ تیسرے حج سے جو کھجوریں لایا تھا وہ لے آؤ چنانچہ ایک بول پر اس حاجی نے تینوں حجوں کا ثواب ضائع کر دیا۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رونے لگے دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد یاد آگیا جسے میں نے خود سنا ہے۔ اس نے مجھے رُلا دیا۔ وہ ارشاد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ''مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے زیادہ شرک اور چھپی ہوئی شہوت کا خوف ہے۔'' میں نے (تعجب سے) عرض کیا۔ کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرنے لگے گی؟

چھوٹا شرک

ایک موقع پر حضور شہنشاہِ مدینہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبردار وہ (کسی) آفتاب و ماہتاب اور پتھر و بت کو نہ پوجیں گے بلکہ (ان کا شرک یہ ہوگا) کہ اپنے اعمال کا دکھاوا کریں گے اور چھپی ہوئی شہوت یہ ہوگی کہ ان میں سے ایک شخص روزہ کی نیت کرے گا اور پھر خواہشات نفس میں سے کسی خواہش کے پیش آجانے کی وجہ سے روزہ چھوڑ دے گا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے دجال کا ذکر کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز بتا دوں جو میرے نزدیک تمہارے حق میں دجال سے بھی زیادہ خطرہ کی چیز ہے؟ ہم نے عرض کیا۔ جی ارشاد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شرک خفی ہے۔ (جس کی مثال یہ ہے) کہ انسان نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو اور کسی آدمی کے دیکھنے کی وجہ سے نماز کو بڑھا دے لمبی کر دے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت محمود بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر (چھوٹے شرک) کا خطرہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: شرک اصغر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: دکھاوا۔ (احمد)

نارِ عجیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ حجاز کی زمین سے آگ نکلے گی جو مقام بصریٰ میں

اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔

تشریح: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زمینوں کو حجاز کہتے ہیں اور بصریٰ ملک شام کا ایک شہر ہے جو دمشق سے چند منزل کی دوری پر ہے۔ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ وہی آگ ہے جو حشر کے لئے لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی۔ اس کی ابتداء یمن سے ہوگی اور قوت حجاز میں ہوگی حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ امام نووی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ یہ حشر کی آگ ہے بلکہ یہ قیامت کی ایک نشانی ہے اور یہ آگ ہمارے زمانے میں 654 ہجری میں مدینے کے مشرقی جانب حرہ کے پیچھے سے نکلی اور دوسرے ملکوں کے لوگوں کو متواتر اس کا علم ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ مفسر قرطبی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ 654ھ میں یہ نشانی ظاہر ہو چکی ہے۔

مختلف آراء

یہ عظیم آگ بھی فتنہ تاتار سے تقریباً ایک سال پہلے مدینہ طیبہ کے نواح میں انہی صفحات کے ساتھ ظاہر ہو چکی ہے جو ان احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ یہ آگ جمعہ 6 جمادی الثانی 654ھ کو نکلی اور بحر زخائر کی طرح میلوں میں پھیل گئی جو پہاڑ کی زد میں آ گئے انہیں راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ اتوار 27 رجب (25 دن) تک مسلسل بھڑکتی رہی اور پوری طرح ٹھنڈی ہونے میں تقریباً تین ماہ لگے۔ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ ینبوع تیماء حتیٰ کہ حدیث کی پیش گوئی کے مطابق بصریٰ جیسے دور دراز مقام پر بھی دیکھی گئی۔ اس کی خبر تواتر کے ساتھ پورے عالم اسلام میں پھیل گئی۔ چنانچہ اس زمانہ کے محدثین و مورخین نے اپنی تصانیف اور شعراء نے اپنے کلام میں اس کا بہت تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ صحیح مسلم کے مشہور شارح علامہ نووی رحمتہ اللہ علیہ جو اسی زمانہ کے بزرگ ہیں وہ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: حدیث میں آگ کی خبر دی گئی ہے یہ علامات قیامت

میں سے ایک مستقل علامت ہے اور ہمارے زمانہ میں مدینہ طیبہ میں ایک آگ 654ھ میں نکلی جو بہت عظیم آگ تھی۔ مدینہ طیبہ سے مشرقی سمت میں حرہ کے پیچھے نکلی ہے تمام اہل شام اور سب شہروں میں اس کا علم بدرجہ تواتر پہنچ چکا ہے اور خود مجھے مدینہ کے ان لوگوں نے خبر دی ہے جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ (شرح صحیح مسلم 393/2)

مشہور مفسر علامہ محمد بن احمد قرطبی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 671 ہجری) بھی اسی زمانہ کے بلند پایہ عالم ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ''التذکرۃ بامور الآخرۃ'' میں اس کی آگے مزید تفصیلات بیان کی ہیں۔ بخاری مسلم کی اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

''حجاز میں مدینہ طیبہ میں ایک آگ نکلی اس کی ابتداء زبردست زلزلہ سے ہوئی جو بدھ جمادی الثانیہ 652ھ کی رات عشاء کے بعد آیا اور جمعہ کے دن چاشت کے وقت تک جاری رہ کر ختم ہو گیا اور آگ قریظہ کے مقام پر حرہ کے پاس نمودار ہوئی جو ایسے عظیم شہر کی صورت میں نظر آ رہی تھی جس کے گرد فصیل بنی ہوئی ہو اور اس پر کنگرے، برج اور مینارے بنے ہوئے ہوں کچھ ایسے لوگ بھی دکھائی دیتے تھے جو اسے ہانک رہے تھے جس پہاڑ پر گزرتی تھی اسے ڈھا دیتی اور پگھلا دیتی تھی۔ اس مجموعہ میں سے ایک حصہ سرخ اور نیلا نہر کی سی شکل میں نکلتا تھا جس میں بادل کی سی گرج تھی۔ وہ سامنے کی چٹانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا اور عراقی مسافرین کے اڈا تک پہنچ جاتا تھا۔ اس کی وجہ سے راکھ ایک بڑے پہاڑ کی مانند جمع ہو گئی پھر آگ مدینہ کے قریب تک پہنچ گئی مگر اس کے باوجود مدینہ میں ٹھنڈی ہوا آتی رہی۔ اس آگ میں سمندر کے سے جوش وخروش کا مشاہدہ کیا گیا۔ میرے ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ میں نے اس آگ کو پانچ یوم کی مسافت سے فضا میں بلند ہوتا ہوا دیکھا اور میں نے سنا ہے کہ وہ مکہ اور بصریٰ کے پہاڑوں پر سے بھی دیکھی گئی ہے۔ اسی زمانہ کے ایک اور بزرگ علامہ قطب الدین القسطلانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں مجھے ایک شخص نے بتایا ہے جس پر میں اعتماد کرتا ہوں کہ اس نے حرہ کے پتھروں میں سے ایک بہت بڑا پتھر اپنی آنکھوں سے دیکھا

ہے جس کا بعض حصہ حرم مدینہ کی حد سے باہر تھا۔ آگ اس کے صرف اس حصہ میں لگی جو حد حرم سے خارج تھا اور جب پتھر کے اس حصہ پر پہنچی جو حد حرم میں داخل تھا تو بجھ گئی اور ٹھنڈی ہو گئی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ ہے کہ اتنی بڑی آگ حرم مدینہ میں داخل نہ ہو سکی حتیٰ کہ ایک پتھر کا حصہ حرم سے باہر تھا۔ اسے آگ نے جلا دیا اور جو حصہ اندر تھا وہاں پہنچ کر آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ (فتح الباری)

فائدہ:

حدیث میں جس آگ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ کچھ اس قسم کی ہو گی۔

(۱) ایک بہت بڑی آگ، اونچے شعلوں والی

(۲) اس کی روشنی سینکڑوں میل تک دکھائی دے گی۔

(۳) وہ مشرق سے برآمد ہو گی

(۴) وہ لوگوں کو دھکیل کر مغرب میں لے جائے گی۔

(۵) وہ پانی کی طرح چلنے والی آگ ہو گی یعنی آبادیوں کو اور جنگلوں کو صاف کرتی ہوئی چلے گی۔ بعض جدید مفسرین نے اس آگ کو متوقع ایٹمی جنگ سے تعبیر کیا ہے، لیکن ہمارا قیاس مختلف ہے۔ حدیث کے الفاظ سے جنگ کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ اس آگ کے نکلنے کا زمانہ قیامت کے انتہائی قریب بتایا گیا ہے جب پہلے ہی جنگ وجدال اور فتنوں کے نتیجے میں بہت تھوڑے لوگ روئے زمین پر باقی ہوں گے۔ یہ آگ دراصل زمین سے نکلنے والی یا آتش فشاں کے پھٹنے سے پیدا ہونے والی آگ ہو گی۔ اس وقت اراضی تبدیلیاں واقع ہوں گی۔ زمین کئی مقامات سے شق ہو جائے گی۔ پہاڑوں سے لاوا بہہ نکلے گا۔ اس طرح ایک قسم کی آگ نکلے گی جو مشرق کے زرخیز آباد علاقوں سے لوگوں کو مغرب کے غیر آباد اور بنجر علاقوں کی طرف لے جائے گی۔ جب لوگ ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تب مکمل تباہی اور قیامت کا نقارہ بجا دیا جائے گا۔

کالے جھنڈے

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی کہ قیامت سے قبل کالے جھنڈے خراسان سے نکلیں گے تو جب وہ خراسان سے اتریں گے تو اسلام کی طلب میں اُتریں گے اور کوئی چیز ان کے آڑے نہیں آئے گی، سوائے اہل عجم کے جھنڈوں کے جو مغرب سے آئیں گے۔ (کنز العمال 162/11 الفتن نعیم ابن حماد)

فائدہ:

یعنی اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے کے علاوہ ان کا کوئی ذاتی مفاد نہ ہوگا لہذا ابلیسی قوتیں کہاں برداشت کریں گے سو ان کے مقابلے کے لئے تمام کفر جمع ہو جائے گا لیکن جیسا کہ آگے آنے والی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ کوئی ان کا راستہ نہ روک سکے گا۔ افغانستان کا نام اس زمانے میں خراسان تھا پھر اس کے بعد آباد نہ ہوا بعد میں افغانستان نام پڑا۔ موجودہ پاکستان کا ایک حصہ بھی اس میں شامل تھا۔ خصوصاً قبائلی علاقہ جات۔ کالے پرچم سے مراد پرچم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس میں کالے میں سفید دھاری ہے جیسے کہ جمعیت علماء اسلام کا پرچم ہے، لیکن اس میں سفید دھاری چوڑی ہے اور عرب مجاہدین کے پرچم کی سفید دھاری باریک ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدین کے گروہوں کا شاید ایک سلسلہ ہوگا جو جاری رہے گا۔ دمشق میں ان کا مقابلہ مغربی فوجوں سے ہوگا اور ایلیا میں شاید اسرائیل سے ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت مروی ہے کہ جب کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے تو ان کو کوئی چیز نہیں روک سکے گی۔ حتیٰ کہ وہ ایلیا (بیت المقدس) میں نصب کردیے جائیں گے۔

فائدہ:

حضور جانِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک میں خراسان کی حدود عراق سے ہندوستان تک اور شمال میں دریائے آمو تک پھیلی ہوئی تھیں۔ مذکورہ

حدیث کی شرح میں مولانا عاصم عمر صاحب مدظلہ لکھتے ہیں اس وقت افغانستان میں وہ لشکر منظم ہو رہا ہے جس کو باوجود ہر کوشش کے دجالی قوتیں ختم نہیں کر سکی ہیں بلکہ مجاہدین ان پر تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں۔ عرب مجاہدین (القاعدہ) کا پرچم بھی کالے رنگ کا ہے اور انشاء اللہ تمام طوفانوں کا سینہ چیرتے ہوئے یہ لشکر بیت المقدس فتح کرے گا۔ (واللہ اعلم) ایسا لگتا ہے جیسے یہودی ان تمام حدیثوں کو سامنے رکھ کر منصوبہ بندی کر رہے ہیں حالانکہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احادیث امت مسلمہ کے لئے بیان فرمائی تھیں۔ ان مشکل حالات میں ان حدیثوں کو سامنے رکھ کر اپنی منصوبہ بندی ظاہر کرے، مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ جو ان حدیثوں کو سمجھ کر اس وقت افغانستان کے پہاڑوں کو اپنا مرکز بنا رہے ہیں۔ اس حدیث میں ان مجاہدین کے لئے خوشخبری ہے کہ دجالی قوتیں اس خطہ پر آگ برسا کر آگ کے سمندر میں کیوں نہ تبدیل کر دیں لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اس لشکر کو ضرور منظم فرمائے گا۔ جو تاریخ کے دھاروں کو اور دنیا کے نقشے کو تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ یہ حدیث بہار نو کی نوید ہے۔ ان اہل دل کے لئے جو مجاہدین کی شکستہ حالی دیکھ کر مایوسیوں کے صحراؤں میں کھو گئے تھے کہ اب مایوس نہ ہوں بلکہ اس لشکر کا حصہ بن جائیں۔ فتح جن کا مقدر بن گئی ہے یہ خوشخبری ہے ان بوڑھوں کے لئے جن کے بازو گن نہیں اٹھا سکتے لیکن فاتحین ہندوستان و بیت المقدس کی ضروریات تو پوری کر سکتے ہیں۔ ہاں بہنو بھائیوں کو دولہا بنانے کا وقت آ گیا ہے۔ اس خوش خبری کے موقع پر چہروں پر اداسی نہیں بلکہ مسکراہٹیں ہونی چاہئیں۔ آنکھوں میں آنسو نہیں بلکہ فتح کی چمک ہونی چاہئے کہ اب ہماری باری ہے۔ یہ اللہ والے دنیا کے فرعونوں کو قبرستان پر جھنڈے گاڑھ کر خوشی کے نعرے لگانے والوں کو بتائیں گے کہ فتح کیا ہوتی ہے۔ جنگ کس کو کہتے ہیں اور انصاف کس کو کہا جاتا ہے۔

فائدہ:

اس حدیث میں جو یہ ذکر ہے کہ اس لشکر کو کوئی نہیں روک سکے گا تو اس کا مطلب یہ

نہیں کہ ان کے راستے میں رکاوٹیں نہیں آئیں گی بلکہ رکاوٹیں تو بہت ہوں گی لیکن یہ ساری رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچیں گے۔

نہ رکنے والی سنت

حضرت انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے جب سے مجھے بھیجا اس وقت سے جہاد جاری ہے اور (اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ) میری امت کی آخری جماعت دجال کے ساتھ قتال کرے گی۔ اس جہاد کو نہ تو کسی ظالم کا ظلم ختم کر سکے گا اور نہ کسی انصاف کرنے والے کا انصاف۔ (ابوداؤد 18/3)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دین باقی رہے گا۔ اس کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت تک قتال کرتی رہے گی۔ (مسلم 1524/3)

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک آسمان سے بارش برستی رہے گی تب تک جہاد تروتازہ رہے گا۔ (یعنی قیامت تک) اور لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جب ان میں پڑھے لکھے لوگ بھی یہ کہیں گے کہ یہ جہاد کا دور نہیں ہے لہٰذا ایسا دور جس کو ملے تو وہ جہاد کا بہترین زمانہ ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! (ایسا وہ پڑھے لکھے لوگ کہیں گے) جن پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔

(السنن ابوروا ۃ فی الفتن 751/3)

فالج کی کثرت

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فالج

ضرور پھیلے گا۔ یہاں تک کہ لوگ اس کو طاعون سمجھنے لگیں گے۔ (اس کے تیزی سے پھیلنے کی وجہ سے) (مصنف عبدالرزاق ج3 ص587)

(ا) فائدہ:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خشکی اور سمندر میں فساد پیدا ہو گیا۔ لوگوں کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ممکن ہے انسانیت کے دشمنوں کی جانب سے انسانوں پر ایسے وائرس کے حملے کیے جائیں جو فالج کا سبب بنیں یا پھر ابھی سے لوگوں کو ایسے ٹیکے یا کسی دوائی کے قطرے پلائے جائیں جو آگے چل کر اس بیماری کا سبب بنیں۔ اس وقت ایسی مشینیں بنائی جا چکی ہیں جن کے ذریعے فضا میں موجود مختلف بیماریوں کے جراثیم اکٹھے کر کے جراثیمی ہتھیار بنائے جا رہے ہیں اور ان سے لوگوں میں بیماریاں پھیلتی ہیں لہٰذا مسلم ممالک کو عالمی یہودی اداروں کی جانب سے دی جانے والی کسی بھی طبی امداد کو پہلے اپنی تجربہ گاہوں میں ٹیسٹ کرا کر ہی عوام تک پہنچانا چاہئے اور کسی بھی ایسی دوائی یا ویکسین کو قبول نہیں کرنا چاہئے جس پر اس کا فارمولا نہ لکھا ہوا ہو۔ پولیو ویکسین کی مہم جس بے ہودہ انداز میں چلائی جا رہی ہے۔ اس کے بارے میں ملک کے سنجیدہ حلقوں کو فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے نہ تو کسی کو اس کا فارمولا پتہ ہے اور نہ یہ علم ہے کہ اس کی خوراک کی مقدار کیا ہے؟ چونکہ غیر معیاری ویکسین کی خبریں پاکستانی اخباروں میں آ چکی ہیں جس سے پولیو کے مریضوں میں اضافہ ہو رہا ہے نیز برطانیہ اور بین الاقوامی سائنسدانوں نے اپنی تحقیقات میں پولیو کے قطروں کو ایڈز ہڈیوں کے کینسر کمزوری اور بے شمار مہلک امراض کا بنیادی سبب قرار دیا ہے۔ اس کے سامنے آنے کے بعد ان پر فوراً پابندی لگنی چاہئے۔

برکت اسلام

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ کہ اسلام ختم ہو جانے تک قیامت قائم

نہیں ہوگی۔ قرآن صحیفوں اور دلوں سے اٹھالیا جائے گا۔ یہاں تک کہ زمین میں قرآن مجید کی ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی اور لوگوں میں جہالت پھیل جائے گی۔ سیّدنا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسلام اسی طرح پرانا ہوجائے گا جس طرح کپڑے کے نقش ونگار پرانے ہوجاتے ہیں حتیٰ کہ روزہ، نماز قربانی اور صدقہ کا جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں رہ جائے گا اور کتاب اللہ ایک ہی رات میں ایسی غائب ہوگی کہ اس کی ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی بس کچھ لوگوں کے گروہ باقی رہ جائیں گے جن کے بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں کہیں گے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو لا الٰہ الا اللہ کہتے سنا لہٰذا ہم بھی یہ کہہ رہے ہیں۔

(حوالہ سنن ابن ماجہ: 4049)

جب سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو آپ سے اس حدیث کو روایت کرنے والا راوی صلہ بن زفر کہنے لگا: اے حذیفہ لا الٰہ الا اللہ ان کے کس کام آئے گا اور وہ نہیں جانتے ہوں گے کہ روزہ کیا ہے اور صدقہ کیا ہے اور قربانی کیا ہے؟ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے منہ موڑ لیا۔ انہوں نے تین بار یہی سوال کیا ہر بار جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ منہ موڑ لیتے پھر تیسری بار ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے صلہ یہ کلمہ انہیں جہنم کے عذاب سے بچالے گا۔ یہ نشانی بھی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی۔ الحمد للہ دین اسلام اس وقت اپنی پوری قوت کے ساتھ پھیل رہا ہے اور دینی درس گاہیں اور مساجد دین کا علم حاصل کرنے والوں سے آباد ہیں۔

عجیب معاملہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پر ایک ایسی رات گزرے گی کہ لوگ صبح کریں گے تو ہر جگہ سے قرآن کی آیت اور حروف مٹادیئے گئے ہوں۔ (حجۃ اللہ 247/2 بحوالہ ابن ماجہ 302)

یعنی قیامت سے پہلے قرآن مجید کے اوراق سے ایک ہی رات میں سارے کے سارے الفاظ اٹھا لئے جائیں گے۔ جلدوں میں صرف سفید اوراق رہ جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب!

حضور نبی غیب داں

قیامت سے قبل مسلمان اس حالت میں ہوں گے کہ ایک شخص پکار کر کہے گا لوگو! دجال تمہارے گھر میں گھس آیا۔ یہ سنتے ہی وہ سب کام چھوڑ کر اپنے گھر کی طرف دوڑ پڑیں گے اور دس سواروں کو دجال کی خبر کی تحقیق کے لئے بھیجیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان سواروں کے نام ان کے باپوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں وہ گھڑ سوار اس زمانے میں روئے زمین کے بہترین سوار ہوں گے۔

(صحیح مسلم الفتن واشراط الساعۃ 2899)

اسی طرح علماء نے لکھا ہے کہ دجال کی آمد سے پہلے تلواروں اور قدیم ہتھیاروں کا دور دوبارہ لوٹ آئے گا۔ قسطنطنیہ کی فتح سے پہلے جنگ عظیم برپا ہوگی۔ اس جنگ میں تمام جدید قسم کے اسلحہ جات تباہ و برباد ہو جائیں گے اور اس جنگ کے بعد قسطنطنیہ کی جنگ تلواروں سے ہوگی۔ اس کے علاوہ ایک روایت میں گھوڑوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔

(حوالہ مسلم کتاب الفتن)

تمام سے قبل ٹڈی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جس سال ان کی وفات ہوئی تھی ٹڈی گم ہوگئی جس کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت ہی فکر مند ہوئے اور اس کی تلاش میں ایک سوار یمن کی طرف بھیجا اور ایک عراق کی طرف اور ایک شام کی طرف تاکہ وہ یہ معلوم کریں کہ اس سال ٹڈی دیکھی گئی ہے یا نہیں۔ جو صاحب یمن گئے تھے وہ ایک مٹھی ٹڈیاں لائے اور حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے ڈال دیں جب آپ نے دیکھیں تو (خوشی میں) اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بیشک اللہ جل شانہ نے (حیوانات) کی ایک ہزار قسمیں پیدا فرمائی ہیں جن میں سے 600 دریائی اور 400 خشکی کی ہیں اور ان میں سب سے پہلے (قیامت کے قریب) ٹڈی ہی ہلاک ہو گی۔ پھر ان کے بعد دوسری جاندار مخلوقات کی ہلاکت لگاتار اس طرح ہونے لگے گی جس طرح موتیوں کی لڑی کا دھاگہ کٹ جائے تو موتی لگاتار گرنے لگتے ہیں۔

(مشکوٰۃ 472/2 اشراط الساعۃ)

ابھی تک ٹڈیوں کا وجود دنیا سے ختم نہیں ہوا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ابھی تک قیامت کی اس نشانی کا وجود نہیں ہوا ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہوگئی ہے کہ اب ٹڈیوں کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے۔ حکومتیں ان کے انڈوں اور بچوں کے ہلاک کرنے میں بڑی جدوجہد کر رہی ہے۔ جس کا انجام اس کے سوا اور کیا ہوگا کہ ایک نہ ایک دن ٹڈیوں کی نسل فنا ہو جائے گی اور قیامت کی ایک نشانی معرض وجود میں آجائے گی۔

گندے لوگوں کا حروج

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ مدینہ قیامت سے قبل اپنے میں سے لوگوں کو نکال دے گا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے چچا زاد بھائیوں اور رشتہ داروں کو بلا کر کہیں گے کہ جس جگہ آسانی اور سہولت ہو اس جگہ کو چل کر چلو اور مدینہ ان کے لئے بہتر ہے کاش! وہ جان لیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اللہ وہاں سے کسی کو نہیں نکالے گا۔ سوائے اس کے کہ جو وہاں سے اعراض کرے گا تو اللہ اس کی جگہ وہاں سے آباد فرمائیں گے کہ جو اس سے بہتر ہوگا۔ آگاہ رہو کہ مدینہ ایک بھٹی کی طرح ہے جو خبیث چیز یعنی میل کچیل کو باہر نکال دیتا ہے

اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مدینہ اپنے میں سے برے لوگوں کو باہر نکال کر پھینکے گا جس طرح لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو باہر نکال دیتی ہے۔ (مسلم)

غیر اسلامی گفتگو

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ:

(i) ان مسجدوں میں ان کی دینوی باتیں ہوں گی۔

(ii) لہٰذا تم لوگ ایسے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو۔

(iii) کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

(حجۃ اللہ، جلد۲، صفحہ۳۲۷، بیہقی بحوالہ)

قیامت کی یہ نشانی پوری ہو چکی ہے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان اس بلا میں گرفتار ہیں کہ چند منٹوں کے لیئے لوگ مسجدوں میں نماز کے لئے آئے ہیں تو خواہ مخواہ بلند آواز سے دنیا کی باتیں اور دھندے روزگار کی باتوں کا تذکرہ کرنے لگتے ہیں۔ حضور اکرم نورِ مجسم سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھیں بلکہ ان لوگوں سے دور رہیں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اس معاملے میں بہت سخت تھے۔ مسجد کی معمولی سی بے حرمتی بھی کبھی برداشت نہ کرتے تھے چنانچہ لڑکوں کو بھی مسجد میں کھیلتے دیکھتے تو درّہ سے خبر لیتے اور عشاء کے بعد مسجد کی خبر گیری رکھتے۔ قرآن میں ہے کہ ''بے شک مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو مفسرین نے اس آیت کے ضمن میں یہ لکھا ہے کہ مسجدیں صرف ذکر اللہ کے لئے ہیں۔ ان میں صرف اللہ تعالیٰ کی تسبیح تقدیس ہونی چاہئے۔ چنانچہ صاحب جمل فرماتے ہیں مذکورہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ مسجدوں کو اللہ کے ذکر کے لئے مخصوص کرلو اور غیر کے لئے اس میں کوئی حصہ نہ بناؤ۔ اس سے واضح تر عبارت ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ فرماتے ہیں

(تفسیر احمدی صفحہ 598)

اس آیت کے ظاہر سے استدلال کیا گیا ہے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا جائز نہیں چنانچہ علامہ ابوبکر جصاص رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسجدوں کو دینوی کاموں سے پاک وصاف رکھنا واجب ہے جیسے خرید وفروخت دست کاری اور دو فائدہ باتیں کرنا اور اسی طرح نادانی وغیرہ کی باتیں کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجدوں کا پورا پورا احترام کیا جاتا تھا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں مسجدوں میں دینوی باتیں کرنے کا لوگوں کو وہم وگمان بھی نہ تھا۔ فقیہ ابواللیث رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ایک روایت نقل کی ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ اسلام کا بجز نام کے اور قرآن کا سوائے نشان اور رسم کے اور کچھ باقی نہیں رہے گا۔ ان کی مسجدیں بنی تو ہوں گی لیکن ذکر اللہ سے ویران ہوں گی۔

(تنبیہ الغافلین صفحہ ۱۰۱)

مذکورہ روایات کو پڑھ کر ڈر لگتا ہے کہ کیا معلوم جس زمانوں کے بارے میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے وہ ہمارا ہی زمانہ ہو۔ اس کے لئے ارباب علم ودانش اور عوام الناس اپنے اعمال پر غور وفکر کریں۔ اس زمانے میں سیاسی تقریروں کا رواج مسجد میں عام ہوتا جا رہا ہے اور وہ بھی آداب مسجد کا لحاظ نہ کرتے ہوئے ایسی غیر ذمہ داری کی باتیں جو کہیں بھی کہنی جائز نہیں ان کا مسجد میں کہنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مسجدوں کو بچوں جھگڑوں بلند آوازی اجزائے حدود اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔

(ابن ماجہ باب ما یکرہ فی المساجد)

اور آج کل مسجدوں میں جو سیاسی جلسے ہوتے ہیں ان میں قریباً یہ تمام چیزیں کم وبیش پائی جاتی ہیں۔

تیس کذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے ۳۰ دھوکے باز جھوٹے آدمی پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ

دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (مسلم شریف کتاب الفتن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتیں جنگ نہ کریں گی ان دونوں جماعتوں کے اندر خونریزی ہوگی حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال بھیجے جائیں گے۔ تقریباً ۳۰ دجال۔ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن 7121)

مسند احمد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ان جھوٹے نبیوں سے محتاط رہنا (ان کے بہکاوے میں نہ آنا) (مسند احمد 122/5)

اسی مضمون کی ایک حدیث جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری امت میں ۳۰ جھوٹے ظاہر ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد جامع الترمذی)

کچھ گزرے ہوئے کذاب

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب تک کئی لوگوں نے حتیٰ کہ عورتوں تک نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ان میں چند یہ ہیں۔ تفصیل کے لئے احقر کی کتاب گستاخ رسول کا عبرت ناک انجام کا مطالعہ کریں۔

(۱) اسود عنسی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دور میں یمن میں اسود عنسی نے مرتد ہو کر نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس کا مرتد ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پہلا مرتد ہونے کا واقعہ تھا۔ اس کے ساتھ جو بھی لڑاکے تھے وہ بھی اس مرتد کے دفاع کے لئے حرکت میں آگئے۔ تین یا چار ماہ کے عرصہ میں وہ پورے یمن پر غالب آگیا۔ رسول اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے مسلمانوں کی طرف ایک خط بھیجا جس میں

لوگوں کو اس سے جنگ کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر لبیک کہا اور اس جھوٹے شخص کو اس کی بیوی کی مدد سے اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ اس جھوٹے نے اپنی بیوی کا پہلا شوہر قتل کر دینے کے بعد اس سے جبری شادی کر لی تھی۔ یہ عورت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والی تھی۔ اس ملعون کے قتل ہونے سے اسلام اور اہل اسلام پھر سے یمن پر غالب آ گئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا مگر اس سے پہلے اسی رات آپ کے پاس آسمانوں پر خبر پہنچ چکی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتا دیا تھا۔ اس جھوٹے نبی کے ظاہر ہونے سے لے کر اس کے قتل ہونے تک تقریباً تین یا چار ماہ کا عرصہ یمن پر اس کا غلبہ رہا۔

(۲) طلیحہ بن خویلد الاسدی:

کئی بار اس سے مسلمانوں کی جنگیں ہوئیں پھر یہ مسلمان ہو گیا اور اچھا مسلمان ثابت ہوا اور مسلمانوں کے لشکر سے مل کر جنگیں لڑیں۔ جہاد میں بہت سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر کار معرکہ نہاوند میں شہادت پائی۔

(۳) مسیلمہ کذاب:

ان ہی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں میں ایک مسیلمہ کذاب تھا۔ اس کا گمان تھا کہ اندھیرے میں اس کے پاس وحی آتی ہے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جناب خالد بن ولید حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور سیّدنا شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ مسیلمہ نے اپنے چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان لوگوں کا استقبال کیا۔ ان کے مابین انتہائی خونریز جنگ لڑی گئی جن میں ہزیمت مسیلمہ اور اس کے ماننے والوں کا مقدر رہی۔ آخر کار یہ جھوٹا نبی سیّدنا اویس بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حق کی نصرت فرمائی اور توحید کا جھنڈا بلند ہو گیا۔

(۴) شجاع بن حارث:

اس کا تعلق قبیلہ بنو تغلب سے تھا۔ یہ عیسائی عربوں کی ایک عورت تھی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے خاندان میں اور باہر کے لوگوں کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہوگئی۔ اس نے اپنے آس پاس کے قبیلوں پر شب خون مارا اور اپنی پیش قدمی کو جاری رکھتے ہوئے یمامہ جا پہنچا جہاں پر اس نے مسیلمہ کذاب کی تصدیق کرتے ہوئے اس پر اپنے ایمان کا اظہار کیا اور اس کے ساتھ شادی رچالی جب مسیلمہ قتل ہوگیا تو یہ اپنے علاقے میں واپس چلی گئی اور اپنی قوم بنی تغلب میں ہی مقیم رہی۔ اس کے بعد اس نے بھی اسلام قبول کرلیا اور ایک اچھی مسلمان ثابت ہوئی پھر اس کے بعد بصرہ منتقل ہوئی اور وہیں اس کا انتقال ہوگیا۔

(۵) مختار ثقفی:

تابعین کرام کے زمانے میں اس کا خروج ہوا اس نے سب سے پہلے اپنے آپ کو ایک شیعہ کے طور پر ظاہر کیا جس کی وجہ سے اس کے آس پاس شیعہ کی ایک بڑی جماعت جمع ہوگئی۔ یہ گمان کرتا تھا کہ اس کے پاس جبریل امین وحی لے کر آتے ہیں۔ اس کے اور سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے مابین کئی معرکہ ہوئے۔ آخر کار یہ ملعون مارا گیا۔

(۶) حارث بن سعید:

ان ہی جھوٹوں میں سے ایک حارث بن سعید کذاب بھی تھا جس نے پہلے پہل دمشق میں عبادت گزاری ظاہر کی پھر یہ گمان کرنے لگا کہ وہ نبی ہے جب اسے معلوم ہوا کہ اس بات کی خبر خلیفہ عبدالملک بن مروان تک پہنچ گئی ہے تو چھپ گیا بصرہ کے ایک آدمی نے اس کے گھر کا پتہ لگایا اور اس نے ظاہر طور پر خود کو اس کے ماننے والوں میں سے ایک بتایا حارث نے اپنے خواص کو حکم دے دیا کہ جب بھی یہ شخص اس کے پاس آنا چاہے تو اسے نہ روکا جائے۔ اس شخص نے یہ خبر عبدالملک بن مروان تک پہنچائی جس نے

اس آدمی کے ساتھ ایک لشکر بھیجا جنہوں نے اس آدمی کو گرفتار کرلیا۔ اسے عبدالملک کے پاس لایا گیا۔ عبدالملک نے علماء فقہا کی ایک جماعت کا انتخاب کیا تاکہ وہ اسے وعظ ونصیحت کریں اور سمجھائیں کہ ایسا دعویٰ صرف شیطانی دعویٰ ہے جب اس نے ان علماء کی بات ماننے اور توبہ کرنے سے انکار کردیا تو پھر اسے قتل کردیا گیا۔

(۷) مرزا غلام احمد قادیانی:

اس زمانے میں تقریباً ایک سو سال پہلے ہندوستان میں ایک آدمی ظاہر ہوا جسے غلام احمد قادیانی کہا جاتا تھا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کا خیال تھا کہ اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے اور اس کے ذہن میں یہ بات بھی سما گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی ہے کہ وہ اسی (۸۰) سال تک زندہ رہے گا۔ (لوگ اس کے دھوکے میں آگئے) اور اس کے ماننے والوں کی ایک اچھی خاصی تعداد اس کے گردونواح میں جمع ہوگئی۔ علماء کرام نے اسے چیلنج کیا اور اس کے دعوؤں پر رد کیا اور بیان کیا کہ یہ ایک دجال ہے۔

نبوت کے دعویداروں پر ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں پر بعض لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ آپ نے تو تمیں جھوٹے نبیوں کے ظاہر ہونے کے متعلق خبر دی تھی مگر آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان کی تعداد اس سے کہیں بڑھ کر ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان تمیں سے مراد وہ تمیں ہیں جن کی شہرت ہوگی اور بڑی تعداد میں ان کے ماننے والے ہوں گے اور ممکن ہے کہ کہیں یہ لوگ اپنا ملک قائم کرنے میں بھی کامیاب ہوجائیں مگر جو لوگ ان کے علاوہ ہوں گے وہ کسی شمار میں نہیں آئیں گے۔

مرجانے کی خواہش

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ ایک آدمی دو[illegible]دمی کی قبر پر گزرے گا تو کہے گا

کاش اس جگہ میں (قبر میں) ہوتا۔ (صحیح مسلم)

وضاحت

دنیا میں شر وفساد اور مصائب وآلام کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ انسان زندگی پر مرنے کو ترجیح دے گا۔ یہ فساد عام بھی قیامت کے قریب ہوگا موجودہ دور میں اس نشانی کا ظہور کسی نہ کسی وجہ سے ہو چکا ہے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے لوگ مختلف پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں اگر خودکشی کرنا جائز ہوتا تو کئی لوگ خودکشی کر چکے ہوتے حالانکہ یہ لوگ سوچتے نہیں کہ پریشانیوں کی وجہ اللہ کی ناراضی اور نافرمانی ہے جب پالنے والا ہی ناراض ہو تو ایسے شخص کو دنیا کی کوئی راحت خوشی نہیں دے سکتی۔

دلوں کا چین

قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! سن لو تمہارے دلوں کا چین میری یاد میں ہے یعنی مجھ سے دوستی کرنے میں ہے اور اللہ اسی کو اپنا دوست بناتا ہے جو اللہ کا باوقار بندہ ہوتا ہے۔ آج ہمیں پریشانی آتی ہے تو ہم عاملوں کے پیچھے بھاگتے ہیں یہ نہیں کہ قرآن اللہ کے نافرمانوں کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ جو میرا نافرمان بنے گا میں ضرور بہ ضرور اس کی زندگی کو تلخ کردوں گا جس کی زندگی کو اللہ ویران اور پریشان کر دے اسے کوئی چیز سکون نہیں دے سکتی۔ سوائے اللہ کی دوستی اور توبہ کے۔ سکون اور پریشانیوں سے نجات اور گناہوں سے بچنے کے لئے احقر کی ان کتابوں کا مطالعہ بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔

(۱) کیا آپ سکون چاہتے ہیں
(۲) تنگی رزق کا قرآنی علاج
(۳) گناہوں سے بچنے کے انعامات
(۴) آپ کی پریشانیوں کا حل وظائف نبوی کی روشنی میں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قریب ہے کہ ایسا وقت آئے گا کہ مومن کو موت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہوگی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک وہ زمانہ آئے گا ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ''آدمی کہے گا کاش! میں اس (قبر کی) جگہ ہوتا اس لئے کہ اسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (شدید) محبت ہوگی۔'' (مسند احمد 702/2)

تشریح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت قریب ہو جائے گی تو قسم قسم کے فتنوں کی وجہ سے ایسے ایسے مصائب اور تکالیف کے طوفان مومن پر آئیں گے کہ دین پر قائم رہنا اتنا ہی مشکل ہو جائے گا جتنا کہ آگ کا انگارہ ہاتھ میں اٹھائے رہنا اس قسم کی بلاؤں میں بہت سے مومنین کا دین برباد ہو جائے گا اور آدمی رنج وغم وقلق سے بلبلا کر قبرستان میں جائے گا اور کسی قبر پر سر پٹخ پٹخ کر لوٹے گا اور یہ کہے گا کاش میں اس برے وقت سے پہلے ہی مر گیا ہوتا اور اس قبر والے کی بجائے میں اس قبر میں دفن ہو گیا ہوتا تو ان مصیبتوں اور بلاؤں سے بچ گیا ہوتا اور میرا دین وایمان بھی سلامت رہ گیا ہوتا۔

مرنے کی خواہش منع ہے

خودکشی حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ نبی کریم مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا سے منع کیا ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو شاید وہ مزید اچھے عمل انجام دے گا اور اگر وہ برا ہے تو شاید وہ توبہ کرے۔''

(بخاری: کتاب المرضی: باب تمنی المریض الموت 5673)

موت کی تمنا کرنے کی حقیقت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب

وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بیماری یا تکلیف سے تنگ آ کر کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور اگر اسے تمنا کرنی ہے تو یہ کہے: اے اللہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور مجھے اس وقت موت دے دے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔ (مسلم کتاب الذکر باب 4 بخاری باب 9 کتاب المرضیٰ)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت ہے کہ حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے اور نہ اس کے آنے سے قبل اس کو دعوت دے کیونکہ موت تمام اعمال کا سلسلہ ختم کر دیتی ہے اور نیکی مؤمن کی عمر کو بڑھا دیتی ہے۔ (مسلم، کتاب الذکر باب 4 حدیث نمبر 2682)

ایک اور حدیث میں حضور سیّد دو عالم فخر بنی آدم مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک اور صالح ہے تو اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہے گا اور اگر وہ گنہگار ہے تو شاید اس کو (دیر سے مرنے کی وجہ سے) توبہ اور گناہوں سے رجوع کی توفیق حاصل ہو جائے۔

(بخاری کتاب التمنی باب 6 مسند الدارمی، جلد ۲ صفحہ ۳۱۲)

علماء نے لکھا ہے کہ کسی بیماری یا مصیبت سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرنا یا اپنے آپ کو موت کے گھاٹ اتار دینا مصیبت سے رہائی کا حل نہیں کیونکہ موت بذات خود بہت بڑی مصیبت ہے چنانچہ قرآن حکیم میں بھی اسے مصیبت کے لفظ ہی سے یاد کیا گیا ہے۔

''پھر پہنچے تم کو مصیبت موت کی۔'' (مائدہ: 106)

ہاں اس وقت موت کی تمنا کی اجازت ہے جب انسان کو دین کے جانے اور اس میں فساد کا یقین ہو جیسا کہ حافظ ابن عبد البر رحمتہ اللہ علیہ نے التمہید میں امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے مسند میں اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں کسی تابعی سے روایت کیا ہے کہ میں ابوعبس غفاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک چھت پر تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ طاعون سے بھاگ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اے طاعون! مجھے پکڑ لے یہ کلمہ انہوں

نے تین مرتبہ کہا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ حضور شہنشاہِ مدینہ باعث نزول سکینہ آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ موت کے آنے سے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ (اور آدمی کو چونکہ واپس لوٹ کر نہیں آنا اس لئے وہ تباہ و برباد ہو جائے گا) جواب میں سیّدنا ابوعبس غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ چھ چیزوں کے آنے سے قبل مرجاؤ۔

(۱) احمقوں بے وقوفوں کی حکومت آنے سے پہلے

(۲) شرط کی زیادتی سے پہلے

(۳) حکمت کی باتوں کے (یا فیصلوں کے) بیچنے سے پہلے

(۴) خون کی ناقدری سے پہلے

(۵) قطع رحمی سے پہلے

(۶) اور ان لوگوں سے پہلے جو قرآن کو گانے کی طرح پڑھیں گے۔

(شرح الصدر صفحہ ۲۸ مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۴۹۴ مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

وعدہ خلافی کی کثرت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کون و مکان سید انس و جان نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہو گا جب ایسا وقت آئے گا کہ (نیک) لوگ برے لوگوں سے الگ کر دیئے جائیں گے اور صرف برے ہی باقی رہ جائیں گے [illegible] امانت خلط ملط ہو جائیں گے (یعنی ان کی پرواہ نہیں کی جائے گی) لوگ [illegible] جائیں گے۔ اچھے اور برے لوگ آپس میں یوں گھل مل جائیں گے۔ اور آپ نے [illegible] ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اگر ایسا وقت ہم پر آجائے تو ہم کیا کریں؟ حضور سرورِ کون و مکان سیّد انس و جان صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے نیکی سمجھو اس پر عمل کرنا جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دینا اور اس وقت اپنے قابل اعتماد لوگوں کے پاس چلے آنا اور دوسروں کو ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔ (ابن ماجہ ابواب الفتن)

وضاحت

وعدہ کے بارے میں حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''جسے اپنے وعدے کا لحاظ نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔'' (احمد)

التجا مقبول نہ ہوگی

دنیا کے خاتمہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی دعا کا قبول نہ ہونا ہے۔ یہ وہ نشانی ہے جس کا ظہور کسی نہ کسی درجے میں ہو چکا ہے۔ آج بھی ایسے لوگ ہیں جن کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا مگر قیامت کے آخری دور میں دعا کو شرفِ قبولیت بالکل نہیں دیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دعا کے ذریعے بارشیں برسوالیں، بنجر زمین کو سرسبز کروالیا، مرے ہوئے گھوڑے کو زندہ کروالیا، کشتی نہ ملنے پر گھوڑے کو مثل کشتی کے دریا پار کروالیا۔ خشک کنوئیں کو پانی سے لبالب بھرالیا مگر آج ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اس کی وجوہات کے لئے درج ذیل احادیث پڑھیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ مومن مسلمانوں کی جماعت کے لئے دعا کرے گا مگر قبول نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو اپنی ذات کے لئے اور اپنی پیش آمدہ ضروریات کے لئے دعا کر میں قبول کرتا ہوں لیکن عام لوگوں کے حق میں قبول نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ انہوں نے مجھے ناراض کرلیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں ناراض ہوں۔

(کتاب الرقائق 155-389)

نیکی کی دعوت نہ دینے پر سزا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم راحۃ اللعاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تمہیں نیکی کا حکم کرنا ہوگا اور برائی سے روکنا ہوگا ورنہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل فرمائیں پھر تم اللہ سے اس عذاب کے ٹلنے کی دعائیں کروگے تو قبول نہ ہوں گی۔ (جامع ترمذی صفحہ 39 جلد 2)

حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔ آخری زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جن کے چہرے آدمیوں کی طرح ہوں گے اور ان کے دل شیطانوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ ان کے دلوں میں رحمت کا کچھ حصہ نہ ہوگا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں جو برباد ہے وہ گمراہ ہوگا۔ ان میں جوامر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنے والے) ہوں گے وہ بدعمل ہوں گے۔ مومن ان میں کمزور ہوگا۔ فاسق کی تعظیم کی جائے گی۔ سنت کو بدعت مانیں گے اس وقت ان لوگوں پر شریر لوگوں کو مسلط کر دیا جائے گا۔ ان میں سے نیک لوگ دعا کریں گے تو دعا قبول نہ ہوگی۔

اونچی بلڈنگوں کی کثرت

آج سے 100 سال قبل کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ 100 منزلہ گھر ہوں گے 100 سال قبل جب لوگ حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس علامت کو پڑھتے ہوں گے تو یہ سوچ کر حیران ہوتے ہوں گے مگر آج حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ یہ پیشگوئی ہمارے سامنے ہے۔ اسی طرح حضور جان کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں گڑھے (سرنگیں) کھودنے کی یہ پیش گوئی پارکنگ کے لئے کھودی جانے والی سرنگوں کی صورت میں سامنے آچکی ہے۔ اب حضور سرور دو عالم سید شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ فرمائیں۔ ابن ابی شیبہ نے

اپنی سند سے یعلی بن عطاء سے نقل کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمرو کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم اس گھر کو گرادو گے اور اس کے کسی پتھر پر کوئی پتھر باقی نہیں چھوڑو گے۔ میں نے کہا: اور کہا اس وقت ہم اسلام پر ہوں گے۔ میں نے کہا تو پھر کیا ہوگا۔ فرمایا: پھر پہلے سے خوبصورت تعمیر کی جائے گی جب تم دیکھو گے کہ مکہ میں زیرزمین گڑھے کھودے جائیں۔ (سرنگیں لگائی جائیں) اور مکہ کے پہاڑوں پر بلند بالا عمارتیں تعمیر ہوں تو سمجھ لو کہ قیامت تمہارے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ)

خواتین کی کثرت

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ یقیناً قیامت کی آمد کی نشانیوں میں سے (چھ نشانیاں) یہ ہیں:

(۱) قیامت سے قبل علم اٹھالیا جائے گا

(۲) جہالت کی کثرت ہو جائے گی

(۳) زنا کاری بڑھ جائے گی

(۴) بکثرت شراب پی جائے گی

(۵) مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی

(۶) عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا انتظام کرنے والا اکیلا ایک مرد ہوگا۔ (صحیح بخاری کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ باب اثم الزنا 6808)

(۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت ضرور آئے گا کہ آدمی

سونے کے مال کا صدقہ لے کر گھومے پھرے گا لیکن کوئی ایسا شخص نہیں پائے گا جو اسے قبول کرے اور یہ حالت بھی دیکھنے میں آئے گی کہ چالیس چالیس عورتیں ایک ایک آدمی کی نگرانی اور پناہ میں ہوں گی اور ایسا مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے ہوگا۔
(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ 1012)

(۱) مذکورہ نشانی کا ظہور کسی نہ کسی درجہ میں ہو چکا ہے۔ کیونکہ تقریباً تمام مغربی اور اشترا کی ممالک میں یہ کیفیت ہے کہ ایک ہزار مردوں کے مقابلے میں بارہ سو سے پندرہ سو تک عورتیں موجود ہیں۔ گزشتہ چند سالوں سے پاکستان وغیرہ ممالک میں بھی مختلف مقامی اداروں کے ریکارڈ پیدائش واموات سے ظاہر ہوتا ہے کہ لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کے پیدا ہونے کی شرح بہت بڑھ گئی ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

اس کا سبب

مذکورہ نشانی کے ظہور کی دو صورتیں (دو پہلو) نمایاں طور پر سمجھ آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ قیامت سے پہلے خونریز جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگا جس کے نتیجے میں مردوں کی ایک بڑی تعداد جنگوں میں شرکت کی وجہ سے مقتول ہو جائے گی اور بچنے والے مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ ہوں گی۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عورتوں کی شرح پیدائش بہ نسبت مردوں کے بہت بڑھ جائے گی اور مذکورہ پیش گوئی سے دو چار ہونا پڑے۔ مذکورہ حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ قیامت سے قبل عورتوں کی کثرت ہو گی۔ اس کا سبب فتنوں کی کثرت اور آدمیوں کا جنگوں میں کثیر تعداد میں قتل ہو جانا ہوگا۔ بعض نے کہا اس کا سبب فتوحات کی کثرت ہو گی۔ جس کی وجہ سے لونڈیاں زیادہ ہو جائیں گی۔ حتیٰ کہ ایک آدمی کے پاس کئی کئی لونڈیاں ہوں گی۔ حافظ بن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی، کیوں کہ صحیح مسلم کی حدیث میں قلت کی صراحت موجود ہے۔ ایک ایک مرد کے ساتھ چالیس چالیس عورتیں ہوں گی جو اس کی

پناہ حاصل کریں گی۔ یہ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کے سبب ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ 2338)

اس حدیث میں صراحت ہے عورتوں کی کثرت مردوں کی قلت کی وجہ سے ہی ہو گی۔اس کے علاوہ کوئی اور سبب نہیں۔

قیامت سے قبل پچاس عورتوں کے مقابلہ میں ایک مرد ہو

اس کی تائید صحیح مسلم کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ عورتوں کی کثرت کا سبب مردوں کا چلے جانا ہوگا کیونکہ مرد اکثر بیشتر لڑائیوں میں کام آجاتے ہیں۔روایت ہے مرد گزر جائیں گے عورتیں باقی رہ جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کی نگرانی ایک مرد کرے گا۔(صحیح مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ وظہور الجہل 6785)

وضاحت

اس حدیث میں تعداد پچاس آئی ہے۔اوپر والی حدیث میں چالیس تو یہ حدیث اوپر والی حدیث کے منافی نہیں کیونکہ چالیس پچاس میں داخل ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حقیقی عدد مراد نہ ہو بلکہ مردوں کی نسبت عورتوں کی کثرت میں مبالغہ کا ارادہ کیا گیا ہو پچاس عورتوں کے لئے ایک نگران ہوگا۔یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک ایک مرد کی پچاس پچاس بیویاں ہوں گی بلکہ یہ مراد ہے کہ ایک مرد کے کندھے پر پچاس پچاس عورتوں کی کفالت وخبر گیری کا بوجھ ہوگا۔علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت کسی ظاہری سبب سے نہ ہوگی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی حکمت کا تقاضا ہوگا کہ آخری زمانے میں لڑکے کم پیدا ہوں گے اور لڑکیاں زیادہ پیدا ہوں گی۔(فتح الباری شرح صحیح البخاری)

زنا کی نحوست

حدیث شریف میں ہے کہ جو قوم زنا کار ہوگی وہ عذاب جہنم سے پہلے دنیا ہی میں

قحط کا شکار ہوگی۔

خواتین کا رعب

یہ بھی قیامت کے سلسلے کی ایک نشانی ہے جس کی طرف متعدد احادیث میں اشارہ کیا گیا ہے عورتوں کے غلبے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں تعداد میں غلبہ سیاسی اثر کا پھیلنا، مردوں پر حکومت، منظر عام پر نمودار ہونا مردوں کے اختیار سے باہر آجانا، وغیرہ گزشتہ ایک صدی سے عورتوں کی آزادی اور خود مختاری کی متعدد تحریکیں اٹھتی رہی ہیں۔ انگلستان میں عورتوں کی آزادی کی تحریک کا آغاز خاتون دانشور میری والسٹون کرافٹ نے کیا تھا۔ اس کے بعد یہ تحریک زور پکڑ گئی۔ امریکہ میں ایلزبتھ کیڈی اسٹالٹن لوکریشیا موٹ اور سوسن انتھونی اس تحریک میں پیش پیش رہیں۔ ان تحریکوں کی تان مردوں کے ساتھ مسابقت اور ہر میدان زندگی میں ان کا ساتھ حریفانہ مقابلے پر ٹوٹتی رہی۔ پہلے انہیں ووٹ کا حق ملا پھر اسمبلیوں میں جانے کا اس کے بعد انہوں نے مطالبہ کیا کہ انہیں طلاق اور بچوں اور جائیداد کے حقوق کے سلسلے میں برابری کا درجہ دیا جائے۔ یہ مطالبہ بھی تسلیم کیا گیا۔ اس کے بعد عورتوں نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ مردانہ پیشے اختیار کرنے شروع کر دیئے۔ بے شمار خواتین ڈاکٹر، انجینئر، ڈرائیور، کنڈیکٹر، ہیئر ڈریسر، کلرک، ٹائپسٹ یہاں تک کہ روایتی مردانہ پیشوں فوج اور پولیس میں آدھمکیں۔ انہوں نے مردوں کا لباس پہننا شروع کر دیا پتلون اور ٹائی تک نوبت جا پہنچی۔ مردوں کی طرح بال کٹوانا اور چہرے پر مردانہ خوشبوئیں لگانا فیشن ٹھہرا۔ ہپیوں کا دور آیا تو عورت اور مرد میں کوئی فرق ہی نہ رہا۔

بددیانتی کی کثرت

قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت امانت کو حق دار کے سپرد نہ کرنا بھی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان جلوہ گر تھے کسی معاملہ میں گفتگو فرما رہے تھے۔ اسی دوران ایک اعرابی

آیا۔ اس نے کہا: قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا'' اس نے عرض کیا، امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب معاملہ نااہل کے سپرد کر دیا گیا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری مشکوٰۃ باب السرلۃ)

قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہونے لگی ہے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ حکومت وسلطنت اس دور میں ایسے لوگوں کے سپرد کی جانے لگی ہے جو کسی طرح بھی اس کے اہل نہیں ہیں۔ اسی طرح گاؤں کی سرداری اور پردھانی بھی نااہلوں کو دی جا رہی ہے۔ حد ہوگئی ہے کہ مسجدوں کی تولیت اور انتظام بھی ان بے نمازی سیٹھوں اور مال داروں کے سپرد کیا جا رہا ہے جو عید و بقرعید یا زیادہ سے زیادہ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجدوں میں آتے ہیں۔

خیانت کی کثرت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو حدیثیں بیان فرمائیں جن کا ایک ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اُتری پھر انہوں نے اسے قرآن سے جانا پھر سنت سے جانا یعنی فطری امانت جو آدمی کے دل میں ہے قرآن مجید اور حدیث سے اس کی مضبوطی ہو جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت کے اٹھ جانے کے متعلق فرمایا: ایک (اچھا بھلا ایماندار) آدمی (رات کو) سوئے گا اور اس کے دل سے ایمانداری نکال لی جائے گی۔ پس ایک سیاہ داغ کی طرح ایمانداری کا نشان رہ جائے گا اگلے روز سوئے گا تو (رہی سہی) ایمان داری بھی اس کے دل سے اٹھا لی جائے گی اور صرف آبلہ کی طرح ایک ہلکا سا نشان باقی رہ جائے گا جس طرح (آگ کا) ایک انگارہ اپنے پاؤں پر لڑھکائے تو آبھل پھول آتا ہے جس کا نشان تو ہوتا ہے، لیکن اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔

وضاحت

پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مٹھی میں کنکریاں پکڑیں اور ان کو اپنی پنڈلی پر لڑھکا دیا۔ قیامت کے قریب لوگ خرید وفروخت کریں گے لیکن ان کے اندر ایمانداری نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ (ایماندار آدمی کی صرف مثال باقی رہ جائے گی) لوگ کہیں گے کہ فلاں خاندان میں ایک امانت دار آدمی موجود ہے۔ (اور حال یہ ہوگا) کہ ایک آدمی کے بارے میں لوگ کہیں گے فلاں بڑا عقلمند ہے، بلند حوصلے والا ہے، بڑا بہادر ہے لیکن اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ پر ایسا وقت گزر چکا ہے کہ مجھے اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں تھی کہ کس سے تجارت کروں اور کس سے نہ کروں اگر مسلمان ہوتا تو اسلام اسے مجبور کرتا ہے کہ بے ایمانی نہ کرے، عیسائی ہوتا تو حاکم اسے مجبور کرتا کہ وہ بے ایمانی نہ کرے لیکن اب تو میں صرف فلاں فلاں (یعنی ایک دو آدمیوں) کے ساتھ ہی تجارت کرتا ہوں۔

(حوالہ صحیح بخاری کتاب الرقاق)

قابل فخر سارق (چور)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے امانت داری کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور امانت ختم ہو جانے کا دور آنے سے پہلے ہی دنیا سے رُخصت ہو گئے۔ مگر ہماری آنکھیں آج اس دوسرے زمانے کو دیکھ رہی ہیں کہ امانت عنقاء ہوگئی ہے۔ انسانوں کی عام زندگی کا رُخ اس طرف مڑ گیا کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے سے لے لو اور جس طرح بھی ہو اس کا حق نہ دو۔ اگر کوئی اپنا حق بھول جائے تو بہت غنیمت سمجھا جاتا ہے اور اسے حق یاد دلانے اور ادا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ ریل میں مثلاً بغیر ٹکٹ بیٹھ کر چلے گئے اور ٹکٹ چیکر کو پتہ نہ چلا تو ہرگز نہ سوچیں گے کہ ہم خود حق ادا کر دیں بلکہ حق دبا لینے پر خوش ہوں گے کہ آج تو ہم نے مفت میں سفر کیا اور ٹی ٹی کو گالی دے کر کہیں گے کہ دماغ حاضر رکھا کرو ابھی تو ٹکٹ دیا ہے۔

امانت کی ایک قسم

یہ واضح رہے کہ امانت داری کا صرف مال ہی سے تعلق نہیں بلکہ ہر وہ حق جو ہمارے ذمہ کسی کا ہو اس کی حق تلفی خیانت میں شامل ہے مثلاً حدیث شریف میں ہے کہ مجلس امانت کے ساتھ ہوتی ہیں (یعنی مجلس کی بات نقل کرنا امانت داری کے خلاف ہے) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص بات کرے اور اسے چھپانے کے لئے ادھر اُدھر دیکھتا ہو کہ کوئی سن تو نہیں رہا تو وہ بات امانت ہے اور فرمایا کہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے اور فرمایا کہ یہ بڑی خیانت ہے کہ تمہارا بھائی تمہیں سچا سمجھ رہا ہو اور تم اس سے جھوٹی بات بیان کر رہے ہو اور فرمایا کہ جو شخص کسی جماعت کا امام بنا اور اس نے صرف اپنے لئے دعا کی اور مقتدیوں کو دعا میں شامل نہ کیا تو اس نے خیانت کی اور جس نے بلا اجازت کسی کے گھر میں نظر ڈالی تو اس نے خیانت کی۔ (مشکوٰۃ)

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا: اے ابوذر! تو کمزور آدمی ہے یہ (عہدہ اور منصب) امانت ہے اور اس سے قیامت کے دن رُسوائی اور شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا مگر جو اس کو جائز طریقے سے لے اور ذمہ داری کو خوب نبھائے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ باب کراہیۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ 4819)

مجلس کی باتیں بھی امانت ہیں۔ مجلس میں کسی کے بارے میں بات ہوئی ہے وہ باتیں اپنے تک محدود رکھنا متعلقہ آدمی کو نہ پہنچانا چاہئے کہ اس سے دلوں میں بغض و عناد پھیلتا ہے۔ حدیث میں یہی بیان کیا گیا ہے۔

المجالس بالامانۃ:

مجالس امانت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ البتہ تین چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ ناجائز خون ریزی، بدکاری اور ڈاکہ زنی یعنی کسی مجلس میں یہ منصوبہ بنایا جائے کہ فلاں آدمی کو قتل کرنا

ہے یا فلاں عورت سے بدکاری کرنی ہے یا فلاں کے گھر میں ڈاکہ ڈالنا ہے تو شرکائے مجلس کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ لوگوں کو خبردار کردے ایسی مجلسوں کی باتیں امانت نہیں ہیں۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی نقل الاحدیث 4868 صحیح الجامع 6667)

راز کی بات بھی امانت ہے۔ جب کوئی آدمی بات کرتے وقت ادھر ادھر دیکھ رہا ہو تو اس کی بات کو افشاء کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کا جھانکنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ڈر رہا ہے کہ کوئی سن نہ لے وہ بات کو صیغہ راز میں رکھنا چاہتا ہے۔ حدیث میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی بات کرے پھر ادھر اُدھر دیکھے پس اس کی یہ بات امانت ہے۔

(صحیح ابوداؤد کتاب الادب باب فی نقل الحدیث 4868)

اس طرح خاوند بیوی کی آپس کی باتیں بھی امانت ہیں۔ اسے اپنے دوستوں اور سہیلیوں میں بیان کرنا امانت میں خیانت ہے اور بہت بڑا جرم ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح باب تحریم افشاء سر المراءۃ 3542)

کثرت قطع رحمی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے جان پہچان والوں کو سلام کرنا، تجارت کا عام ہونا حتیٰ کہ تجارت میں بیوی اپنے شوہر کی معاون ہوگی اور قطع رحمی عام ہو جائے گی۔

(حوالہ مسند امام احمد)

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت سے پہلے قطع رحمی عام ہو جائے گی۔ (مسند احمد 333/5 وقال اسنادہ صحیح)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ داری توڑنے والوں کے لئے وعید سنائی ہے، رشتہ دارِی توڑنے والا کبھی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

(اشراط الساعۃ فی مسند الامام احمد، تالیف خالد بن ناصر الغامدی، الجزء الاول 3869)

وضاحت:

قطع رحمی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جس نے تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے ترک تعلق کیا اور مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔'' (ابوداؤد)

صلہ رحمی کی فضیلت

مسلم ہی کی ایک اور روایت میں سیّدنا ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بعض رشتے دار ایسے ہیں کہ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بردباری کے ساتھ پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت آمیز سلوک کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم درحقیقت ایسا ہی کرتے ہو جیسا کہ تم نے کہا ہے تو تم ان کو جلتی ہوئی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس پر روش پر رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مقابلے میں تمہارا ایک مددگار رہے گا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث مسلم ہی میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رحم عرش کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھ سے تعلق جوڑا اللہ اس کے ساتھ تعلق جوڑے گا اور جس نے میرے ساتھ تعلق منقطع کیا اللہ تعالیٰ اس سے تعلق منقطع کرے گا۔ (مسلم 112/6)

بھوکے بادشاہ

حدیث جبرائیل میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی نشاندہی فرمائی ہے جب ننگے بدن اور ننگے پاؤں لوگ عوام کے لیڈر اور سردار بن جائیں تو یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ (مسلم 163/1)

نافرمان اللہ عزوجل کے گھروں پر قابض

اسی سلسلہ میں وہ حدیث بھی جو سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسجدوں پر فاسق وفاجر لوگ قابض ہو جائیں گے یعنی مسجد کمیٹیوں کے صدر سیکرٹری اور انتظامیہ کے سربراہ فاسق وفاجر لوگ ہوں گے اور برے لوگ نیک لوگوں پر غالب آجائیں گے۔
(حلیۃ الاولیاء 64/6)

اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ نہ صرف حکومت اور تمام معاشرے پر کمینہ صفت اور فاسق وفاجر لوگوں کا قبضہ ہو جائے گا بلکہ مساجد اور مدارس وغیرہ دینی ادارے بھی انہی کی تحویل میں آجائیں گے اور اسی قسم کے لوگ عہدہ داروں کی شکل میں دینی اداروں پر قابض ہو جائیں گے۔

برے لوگ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جانِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے حاکم نیک اور پسندیدہ ہوں تمہارے مالدار کشادہ دل اور سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی (خیر خواہانہ) مشورے سے طے ہوں تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی مرنے سے جینا بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں (کہ بیگمات جو فیصلہ کر دیں وفادار نوکر کی طرح تم اس کو نافذ کرنے لگو) تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے۔ (یعنی اسی زندگی سے مرجانا بہتر ہے) (جامع ترمذی)

جامع ترمذی ہی میں سیّد العالمین کا ارشاد گرامی ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دنیا کا سب سے زیادہ حصہ ایسے شخص کو نہ مل جائے جو خود بھی ذلیل ہوگا

اوراس کا باپ بھی ذلیل ہوگا۔ جامع ترمذی میں ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس کے وارث شریر لوگ نہ بن جائیں۔ (جامع ترمذی)

ظالم بادشاہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کون مکان سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس دین کی ابتداء نبوت رحمت سے فرمائی پھر (دورِ نبوی کے بعد) خلافت ورحمت کا دور ہوگا۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی۔ اس کے بعد خالص آمریت، صبر واستبداد اور اُمت کے عمومی بگاڑ کا دور آئے گا۔ یہ لوگ زنا کاری، شراب نوشی اور ریشمی لباس پہننے کو حلال کرلیں گے اور اس کے باوجود ان کی مدد بھی ہوتی رہے گی اور انہیں رزق بھی ملتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حضور پیش ہوں گے۔ (یعنی مرتے دم تک) (رواہ ابوداؤد وطیالسی/بیہقی فی شعب الایمان)

محدثین کرام اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث مبارک میں رسول سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی لطیف انداز میں قیامت تک کے لئے مسلمانوں کی طرز حکمرانی کی وضاحت فرما دی ہے۔ محدثین کرام لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث میں خلافت ورحمت سے مراد خلافت راشدہ کا دور ہے جب کہ کاٹ کھانے والی ملوکیت یا بادشاہت سے مراد دورِ یزید اور اس کے بعد بنواُمیہ وبنوعباس کے بعض حکمرانوں اور اُمراء کی آمریت سے ہے۔

حضرت زبیر بن عدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان مصائب کی شکایت کی جو حجاج بن یوسف کی طرف سے پیش آرہے تھے۔ انہوں نے سن کر فرمایا صبر کرو تم پر جو بھی دور آئے گا۔ اس کے بعد کا دور اس سے بھی بدتر ہوگا۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو میں نے تمہارے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے یہ ہی سنا۔ (صحیح بخاری)

حجرِ اسود کی چوری

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ رکن (حجرِ اسود) کو اس جگہ سے اٹھالیا جائے گا۔ اس حدیث کو ہجزی محدث نے روایت کیا ہے۔ (حجۃ اللہ العالمین 829/2)

قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی کیونکہ خلافت عباسیہ کے دور میں ایک ملحد اور باغی ابوطاہر قرمطی نے مکہ معظمہ پر چڑھائی کر کے اس مقدس شہر پر قبضہ کرلیا اور خاص ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو مسجد حرام کے اندر حاجیوں کو قتل کر ڈالا اور حجرِ اسود پر اپنا گرز مار کر اس مقدس پتھر کو توڑ ڈالا پھر اس کو اکھاڑ کر وہ اپنے دارالسلطنت ''ہجر'' میں لے گیا اور بیس برس حجرِ اسود کعبہ معظمہ سے جدا ہو کر ''ہجر'' میں پڑا رہا۔ پھر عباسی خلیفہ مطیع کے زمانہ میں جب ابوطاہر کے متعین مغلوب ہوگئے تو حجرِ اسود ہجر سے لا کر پھر کعبہ معظمہ کے ایک کونے میں بدستور سابق دیوار میں جوڑ دیا گیا۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب ابوطاہر قرمطی اس مقدس پتھر کو جس اونٹ پر لادتا وہ اونٹ مر جاتا تھا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ سے ہجر تک کا راستہ طے کرنے میں چالیس اونٹ مر گئے اور جب اس مقدس پتھر کو ہجر سے مکہ معظمہ بیس برس کے بعد لایا گیا تو ایک لاغر اونٹنی پر اس کو لادا گیا اور وہی ایک اونٹنی اس کو مکہ معظمہ لے کر چلی آئی اور اس برکت سے مکہ مکرمہ پہنچ کر یہ اونٹنی خوب فربہ ہوگئی۔ ابوطاہر قرمطی اپنے وقت کا فرعون تھا محمد بن ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ جس سال قرامطہ کا مکہ مکرمہ پر غلبہ ہوگیا۔ میں مکہ مکرمہ میں موجود تھا۔ میں نے یہ دیکھا کہ ان لوگوں میں ایک آدمی کعبہ پر چڑھ گیا اور کعبہ کا جو پرنالہ چاندی کا بنا ہوا تھا اس کو اکھاڑنے لگا۔ میں یہ منظر دیکھ کر تڑپ گیا اور مجھ سے صبر نہ ہوسکا تو میں نے یہ کہا کہ میرے پروردگار تو کیا ہی حلیم ہے۔ میرے منہ سے یہ لفظ نکلا ہی تھا کہ

وہ شخص سر کے بل زمین پر گر گیا اور مر گیا۔ محمد بن ربیع کہتے ہیں کہ ابوطاہر قرمطی مسجد حرام کے منبر پر چڑھ کر یہ کہنے لگا کہ میں خدا کی قسم مخلوق کو پیدا بھی کرتا ہوں اور ان کو فنا بھی کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہی ابوطاہر قرمطی کو ایسی خطرناک چیچک نکلی کہ اس کا سارا بدن گل سڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین 829/2)

ایک عجیب علامت

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ کچھ قوموں کے سر آسمانوں کے تاروں سے کچل دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ وہ لوط قوم کے عمل (لواطت) کو حلال سمجھنے لگیں گے۔ (حجۃ اللہ العالمین 829/2 بحوالہ دیلمی)

قیامت کی اس نشانی کا بھی ظہور ہو چکا ہے۔ چنانچہ 323ھ میں جبکہ عباسی خلیفہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت تھا، رات بھر تارے ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرتے رہے اور اس کے بعد بھی کئی آسمان سے شہاب ثاقب گرتے رہے اور انسانوں کے سر کچل کچل کر ہلاک کرتے رہے۔ (حجۃ اللہ 829/2)

لواطت گناہ کبیرہ ہے اور وہ ملعون کام ہے کہ قوم لوط اسی گناہ کبیرہ کی وجہ سے اسی طرح ہلاک کر دی گئی کہ ان کی پوری بستی پر پتھروں کی بارش ہوئی پھر وہ بستی اُلٹ پلٹ کر دی گئی۔ اس حدیث میں حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ جو لوگ اس فعل حرام کو حلال سمجھنے لگیں ان کے سر ٹوٹنے والے تاروں سے ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

حضور سلطان مدینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ لواطت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں لواطت کرنے والوں کو یہ سزا دی کہ فاعل و مفعول دونوں کو آگ میں جلا ڈالا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں لواطت کرنے والے فاعل ومفعول دونوں کو زمین پر بٹھا کر ان کے اوپر دیوار گرادی اور یہ دونوں دب کر مر گئے۔ (مشکوۃ 313/2)

کثرتِ ربا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً لوگوں پر ایسا دور بھی آئے گا جبکہ کوئی شخص بھی سود سے محفوظ نہیں رہے گا چنانچہ اگر کسی نے براہِ راست سود نہ بھی کھایا تب بھی سود کا بخار یا غبار (یعنی اثر) تو اسے بہر صورت پہنچ کر ہی رہے گا۔ (گو اس صورت میں براہِ راست سود خوری کا مجرم نہ ہو لیکن پاکیزہ مال کی برکت سے تو محروم ہی رہا)۔ (مشکوۃ 245)

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی بھی آج کے دور پر صادق آرہی ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا تمام اقتصادی نظام سود پر قائم ہے ہمارا رواں رواں سودی معاشیت میں جکڑا ہوا ہے دنیا کے اکثر ترقی پذیر ممالک عالمگیر مہاجن مالیاتی اداروں بینکوں سے قرض لے کر بھاری سود ادا کرتے ہیں اور یہی سود وہ ترقیاتی کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ دنیا کے تقریباً تمام مالیاتی ادارے سودی نظام سے براہ راست یا بدلے ہوئے ناموں کے ذریعے منسلک ہیں۔ مالیاتی شعبوں میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے محتاج ہیں۔ ایسے میں کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ دعویٰ کرسکے کہ وہ اس سودی نظام سے باہر ہے۔ اس طرح پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث لفظاً بہ لفظاً پوری ہو رہی ہے کہ کوئی شخص بھی ایسا باقی نہ رہے گا جو سود کھانے والا نہ ہو اور اگر سود نہ بھی کھائے تو اس کو سود کا غبار ضرور پہنچے گا۔

بالوں کے جوتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول جان کائنات فخر موجودات

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرلو جن کی آنکھیں چھوٹی، منہ سرخ، ناک موٹی اور پھیلی ہوئی اور چہرے چمڑہ ڈھال کی طرح چوڑے ہوں گے اور قیامت اس وقت تک بھی قائم نہیں ہوگی جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرلو جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب قتال الترک)

وضاحت

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی یہ نشانی بتائی کہ قیامت سے پہلے مسلمانوں کی ترک کافروں سے جنگ ہوگی اور اس قوم کا حلیہ بتاتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ بال کے جوتے پہنے ہوئے ہوں گے۔ اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: ایک تو یہ کہ یہ لوگ جانوروں کے بالوں کو بٹ کر دھاگہ بنائیں گے اور ان دھاگوں سے موزے کی طرح جوتا بنا کر پہنیں گے اور اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ ایسا چمڑے کا جوتا پہنے ہوں گے جس پر بال ہوں گے۔ ان لوگوں کی آنکھیں عربوں کی آنکھوں کی بہ نسبت چھوٹی ہوں گی اور ان لوگوں کی ناک چھوٹی اور پست ہوگی اور ان لوگوں کے رنگ سرخ ہوں گے جو گولائی لئے ہوں گے اور ان لوگوں کے چہروں پر اس قدر گوشت ابھرا ہوگا جیسے تہ بہ تہ چمڑا چڑھائی ہوئی گول مٹول موٹی ڈھال۔ (حوالہ بخاری شریف مسلم 395/2 باب اشراط الساعۃ)

وضاحت

اس حدیث کے بارے میں شیخ محی الدین ابوذکریا۔ یحییٰ ابن شرف نووی (متوفی 676ھ) کا بیان ہے کہ قیامت کی یہ نشانی معرض وجود میں آچکی ہے۔ کیونکہ ترکوں سے بارہا مسلم افواج کی جنگ ہوچکی ہے۔ (بلکہ اس وقت ہوا میں ہے) اور یہ حدیث حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ کا معجزہ ہے کہ آپ نے ترکوں کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے ان لوگوں سے مسلمانوں کی جنگ اور لڑائیوں کی خبر دی جو بلاشبہ غیب کی خبریں ہیں۔ (شرح المسلم للنووی 395/2)

حدیث میں بیان کیے گئے لوگوں سے مراد وہ تاتاری منگول ہیں جنہوں نے 656 ہجری بمطابق 1258 میں متعدد اسلامی ممالک میں تباہی پھیلا دی اور بے شمار لوگوں کو خاک وخون میں تڑپا دیا مگر بالآخر حکمت الٰہی کا تقاضہ یہ ہوا کہ یہ لوگ اسلام قبول کر کے امت اسلامیہ کا حصہ بن گئے۔

ٹڈی کی آنکھیں

ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک چھوٹی آنکھوں، چوڑے چہرے والی ایسی قوم سے جنگ نہ کرو جن کی آنکھیں ایسی ہوں گی۔ ٹڈی کی آنکھیں، ان کے چہرے ایسے چپٹے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ ڈھال، وہ بال پہنیں گے اور چمڑے کی ڈھال لیں گے اور اپنے گھوڑے نخیل میں باندھیں گے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ تم ایک چھوٹی آنکھوں والی قوم یعنی ترکیہ سے جنگ کرو گے۔ تم انہیں تین مرتبہ ہنکاؤ گے یہاں تک کہ انہیں جزیرۂ عرب میں کھڑا کر دو گے۔ پہلی مرتبہ بھگانے میں ان میں سے بھاگ جانے والے نجات پا جائیں گے۔ دوسری مرتبہ بھگانے میں بعض نجات پا جائیں گے اور بعض ہلاک ہو جائیں گے اور تیسری مرتبہ صلح کر لیں گے۔

امام قرطبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ترک بنوقطورا ہیں جیسے کہ ایک روایت میں آتا ہے قطورا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی باندھی کا نام ہے جس کے بطن سے کئی بچے ہوئے اور ترک اس کی نسل سے ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ ترک ترک یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ بہت سی اقسام پر مشتمل ہے۔ بعض شہروں میں رہتے ہیں، بعض پہاڑوں کی چوٹیوں پر، جنگلوں، دیہاتوں اور گھاٹیوں میں۔ یہ شکار کرتے ہیں اور جو شکار نہ کرے وہ اپنی سواری کی گردن کی رگ کاٹ کر خون کو آنت میں ڈال کر بھون کر کھا لیتا ہے۔ اسی طرح یہ گدھ اور کوے وغیرہ بھی کھاتے ہیں۔ ان کا کوئی مذہب اور کوئی دین نہیں۔ البتہ

ان میں بعض مجوسی ہیں۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ترک یاجوج ماجوج کے چچازاد بھائی ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حافظ ابونعیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ عجمیوں (کے خون) سے بھر دے، پھر ان کو سخت بنادے اور وہ تم سے ڈر کر نہ بھاگیں اور وہ تمہارے جنگ کرنے والوں کو قتل کر دیں اور تمہارے مالِ غنیمت وغیرہ کھا جائیں ۔ واللہ اعلم!

حضور نبی غیب داں پیش گوئی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے کچھ لوگ نشیبی جگہ مین اُتریں گے اور اس جگہ کا نام بصرہ رکھیں گے یہ جگہ ایک دریا کے قریب ہوگی جسے دجلہ کہاجائے گا۔ اس پر ایک پل بھی ہوگا۔ یہ مسلمانوں کا ایک بڑا اور گنجان شہر آباد ہوگا۔ جب آخری زمانہ ہوگا تو قطورا کی اولاد آئے گی جن کے چہرے چوڑے ہوں گے آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور وہ دریا کے کنارے پڑاؤ کریں گے۔ شہر بصرہ کے لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے۔ ایک گروہ میں وہ لوگ ہوں گے جو [illegible] میں پکڑے جنگل کا رخ کریں گے، مگر تباہ وبرباد ہوجائیں گے۔ دوسرا گروہ [illegible] قطورا کی اولاد سے ایمان طلب کریں گے اور وہ بھی ہلاک ہوجائیں [illegible] ان لوگوں کا ہوگا جو اپنی اولاد کو پیچھے رکھ کر جنگ کریں گے اور مقام شہادت پر فائز ہوں گے۔ (احمد 5/54-60، ابوداؤد 4306 فوارد الزمان 1873)

ایک روایت میں ہے کہ ایک گروہ ایمان طلب کرے گا اور مرتد ہوجائے گا اور ایک گروہ جنگ کرے گا جن کے مقتول شہید ہیں اور ان کے باقی بچنے والے فتح سے ہمکنار ہوں گے۔ ایک موقع پر حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس وقت تک حبشیوں اور ترکوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کرو جب تک وہ تمہیں کچھ نہ کہیں۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد 4302، احمد 5/461)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم عجمیوں کے شہر خوز اور کرمان والوں سے جنگ نہ کرلو گے۔ ان کے چہرے سرخ ہوں گے ناک چپٹی ہوگی آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ ڈھال ہوتی ہے نیز ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ 3590)

فوائد حدیث:

(۱) ترکوں سے جنگ قیامت کی نشانی ہے جس کا ظہور ہو چکا ہے۔

(۲) ترکوں کے علاقے مشرقی خراسان سے چین کے مغرب اور ہند کے شمال کے درمیان واقع ہیں۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ایک واضح صفات بھی ذکر فرمائی ہیں: چھوٹی آنکھیں چپٹی ناک سرخ اور چپٹے (یا موٹے) چہرے۔

(۴) ترکوں کو بنو قطورا بھی کہا گیا ہے قطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک لونڈی تھی جس سے یہ نسل پیدا ہوئی۔

ظہورِ قحطانی

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ قیامت سے قبل بنو قحطان میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جس کی قیادت وسیادت پر تمام لوگ متفق ہو جائیں گے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور مکی مدنی تاجدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک قبیلہ قحطان سے (جو یمن میں رہتے ہیں) ایک ایسا شخص نہ ظاہر ہو (جو اپنے اقتدار کے سبب) لوگوں کو اپنی لکڑی سے ہانکے گا۔ (بخاری و مسلم)

یعنی سب لوگ اس کی بات کو مانیں گے اور متفق ہو کر اس کی حکومت تسلیم کریں

گے۔(مرقات) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ قرطبی بعض علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سخت طبیعت اور ظالم ہونے کی وجہ سے وہ شخص لوگوں کو حقیقتاً اونٹوں اور بکریوں کی طرح ہانکے گا۔(صحیح بخاری کتاب الفتن 3517 صحیح مسلم، الفتن واشراط الساعۃ 2910)

وضاحت

قحطان یا تو یمنی اقوام کے مورثِ اعلیٰ کا نام ہے یا یمنی قبائل میں سے، ایک قبیلہ کا نام ہے۔ بہرحال اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ خاندان قحطان کا ایک بادشاہ ہوگا جو اپنی لاٹھی کے زور سے لوگوں پر اس طرح حکومت کرے گا جس طرح کوئی آدمی اپنی لاٹھی سے جانوروں کو جہاں اور جدھر چاہتا ہانک کر لے جاتا ہے اور کوئی جانور سرتابی نہیں کرسکتا اسی طرح یہ ظالم بادشاہ امیر و غریب اور شریف و ذلیل سب کو اپنی ایک ہی لاٹھی سے ہانکے گا۔ اس کی لاٹھی کے ڈر سے کوئی شخص چوں وچرا کرنے کی مجال نہ کرے گا۔ بعض محدثین نے فرمایا کہ بادشاہ کسی عرب کا آزاد کردہ غلام ہوگا اور اس کا نام جہجاہ ہوگا۔

(مرقات 157/5)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے ڈنڈے سے ہانکے گا۔ کہتے ہیں یہ کنایہ ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کریں گے۔ لوگوں کا اس کی بادشاہت پر اتفاق ہوگا عصا سے مراد حقیقی عصا نہیں بلکہ یہ مثال اس لئے ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کریں گے اور اس کو ان پر تسلط ہوگا۔ (التذکرہ 635)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک رات اور دن ختم نہ ہوں گے جب تک جہجاہ نامی ایک شخص بادشاہ نہ بن جائے جو غلاموں کی نسل سے ہوگا۔ (مسلم)

حضرت شاہ صاحب نے قیامت نامہ میں قحطان بادشاہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جانشین بنایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!!

انجان لوگ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا علم میرے رب کے پاس ہے اور وہی اس کے وقت سے خوب واقف ہے، لیکن میں تمہیں قیامت کی کچھ علامتیں بتاتا ہوں، جو قبل از قیامت رونما ہوں گی۔ قیامت سے پہلے فتنہ اور ہرج ظاہر ہوگا لوگوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ تو ہم جانتے ہیں۔ یہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا حبشی زبان میں ہرج بمعنی قتل ہے اور فرمایا: لوگ آپس میں اجنبی ہوں جائیں گے۔ گویا کوئی دوسرے کو پہچانتا ہی نہیں ہے۔

(مسند احمد 389/5)

وضاحت

لوگوں کا مسلمان ہونے کے باوجود اجنبی ہو جانا قیامت کی ایک علامت ہے۔ یہ نشانی ممکن حد تک واضح ہو چکی ہے مگر بتدریج اس میں اضافہ ناگزیر ہے۔ ایک ہی مسجد کے دو نمازی بھی ایک دوسرے کے حالات سے ناواقف ہوتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کا نام بھی بسا اوقات معلوم نہیں کر پاتے۔ ایک گھر کے افراد اپنے پڑوسی گھر کے افراد سے اجنبی ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے شہر بالخصوص لاہور اور کراچی اس کی منہ بولتی تصاویر ہیں۔ مذکورہ نشانی میں اضافے کے امکان کو مسترد نہیں کیا جا سکتا مگر ہمیں اپنے عمل سے اس کے برخلاف لوگوں کے دکھ سکھ میں شامل ہونے کا ثبوت فراہم کرنا چاہیے تا کہ کم از کم مذکورہ نشانی کے مصداق نہ بن سکیں۔ (بحوالہ قیامت کی نشانیاں 148)

مذکورہ حدیث کی شرح میں شیخ عبدالرحمٰن العریفی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث لوگوں کے آج کے حالات و واقعات کے مطابق ہے۔ آج لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو اپنے رشتہ داروں تک کو نہیں جانتی۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ایک شخص اپنے ہی

بعض عزیزوں کے گھر سے باہر پبلک پارکوں وغیرہ میں ملتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ یہ لوگ اس کے رشتہ دار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل زیادہ تر تعلقات شخصی اور ذاتی فوائد کی بناء پر استوار کئے جاتے ہیں۔ دینوی مصلحتوں پر مبنی یہ کمزور تعلقات جس تیزی سے قائم ہوتے ہیں اسی تیزی سے اختتام پذیر بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ ایمان باللہ اور اخوت کی بنیاد پر نہیں بلکہ شخصی اور دنیاوی مصلحت کی بناء پر قائم ہوتے ہیں۔

چھ مزید علامات

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنگ تبوک میں آیا۔ اس وقت آپ چمڑے کے خیمہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم چھ نشانیاں گن لو۔ میری وفات، بیت المقدس کی فتح، ایک وبا (طاعون) جو تم کو پکڑے گی جو بکریوں کی گلٹی کی بیماری کی طرح ہوگی، مال کی اس قدر زیادتی ہوگی کہ کسی آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے پھر بھی وہ (اس کو کم سمجھ کر) ناراض ہی رہے گا، ایک ایسا فتنہ جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا، تمہارے اور رومیوں کے درمیان ایک صلح ہوگی مگر رومی کفار بدعہدی کریں گے اور اتنا بڑا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے کہ اس لشکر میں 80 جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار فوجیں ہوں گی۔ قیامت کی یہ سبھی نشانیاں تقریباً ظاہر ہو چکی ہیں۔

(مشکوٰۃ 466/2 باب الملاحم)